ISSN 2320-6624

جدید تدریسی، آموزشی اور ادبی رجحانات کا ترجمان

تدریس نامہ

جلد-۱۱ شمارہ-۱ مارچ ۲۰۲۵ء

پیئر ریویوڈ ریفریڈ جرنل

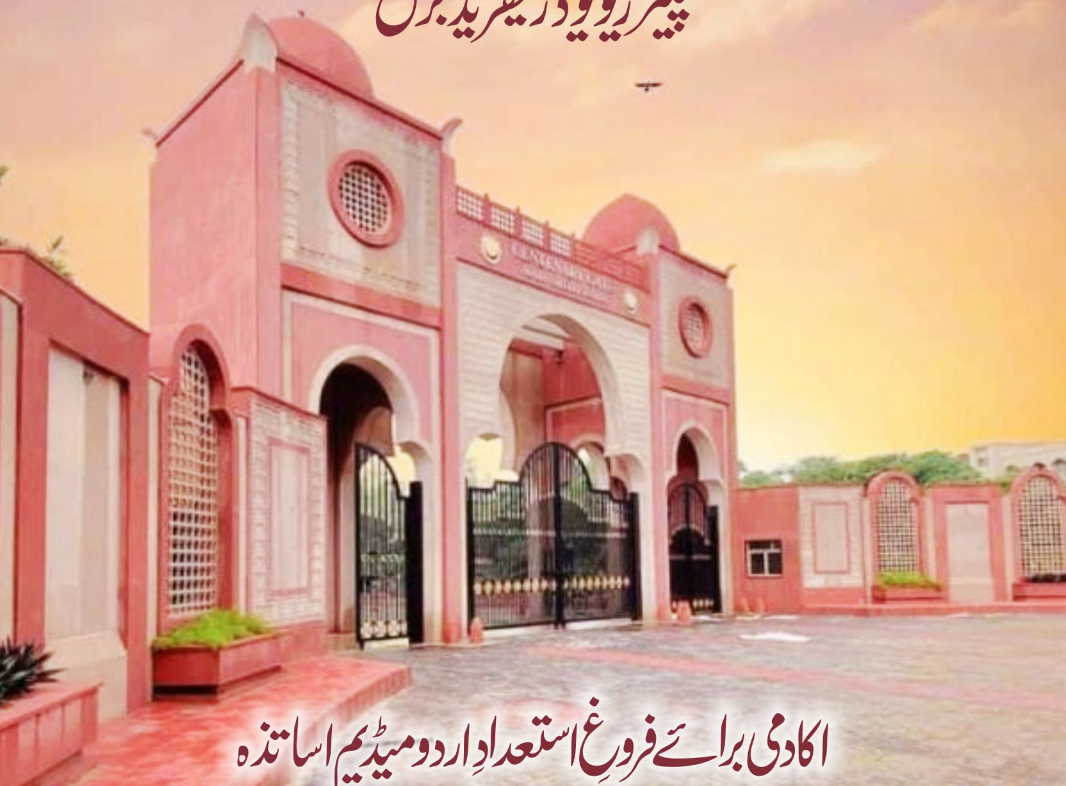

اکادمی برائے فروغِ استعدادِ اردو میڈیم اساتذہ

جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی۔ ۱۱۰۰۲۵

جلد: ١١ شمارہ : ١ مارچ ٢٠٢٥ء

تدریس نامہ

(پیئر ریویوڈ ریفریڈ جرنل)

مدیر اعلیٰ

پروفیسر جسیم احمد

مدیران

پروفیسر ساجد جمال پروفیسر ابوبکر عباد ڈاکٹر واحد نظیر

ایسوسی ایٹ ایڈیٹرز

ڈاکٹر حنا آفریں ڈاکٹر سجاد احمد ڈاکٹر نوشاد عالم

اکادمی برائے فروغِ استعدادِ اردو میڈیم اساتذہ

جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی ۔ ١١٠٠٢٥

©اکادمی برائے فروغِ استعدادِ اردو میڈیم اساتذہ، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی

تدریس نامہ

ISSN 2320-6624

Vol.11 Issue 01 March 2025

ناشر : اکادمی برائے فروغِ استعدادِ اردو میڈیم اساتذہ
جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی۔۱۱۰۰۲۵

تعداد : تین سو

کمپوزنگ : راغب علی جمالی (rajideal1@gmail.com)

مطبع : کریٹیو اسٹار پبلیکیشنز، نئی دہلی

رابطہ : اکادمی برائے فروغِ استعدادِ اردو میڈیم اساتذہ، جامعہ ملیہ اسلامیہ،
نوم چومسکی کمپلیکس، مولانا محمد علی جوہر مارگ، نئی دہلی۔۱۱۰۰۲۵

Academy of Professional Development of
Urdu Medium Teachers,
Noam Chomsky Complex,
Maulana Mohammad Ali Jauhar Marg
Jamia Millia Islamia, New Delhi-110025

E-mail: apdut@jmi.ac.in

ادارے کا قلم کاروں کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

اکادمی برائے فروغِ استعدادِ اردو میڈیم اساتذہ، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی

مجلسِ مشاورت (Advisory Board)

پروفیسر مظہر آصف

شیخ الجامعہ، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی

- **پروفیسر محمد مہتاب عالم رضوی** : مُسَجِّل، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی
- **پروفیسر سارہ بیگم** : ڈین، فیکلٹی آف ایجوکیشن، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی
- **پروفیسر اعجاز مسیح** : شعبۂ تعلیمی مطالعات، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی
- **پروفیسر کوثر مظہری** : صدر شعبۂ اردو، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی
- **پروفیسر قمر الہدیٰ فریدی** : صدر شعبۂ اردو، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ
- **پروفیسر آفتاب احمد آفاقی** : صدر شعبۂ اردو، بنارس ہندو یونیورسٹی، بنارس
- **پروفیسر جسیم احمد** : اعزازی ڈائریکٹر، اکادمی برائے فروغِ استعدادِ اردو میڈیم اساتذہ، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی

اکادمی برائے فروغِ استعدادِ اردو میڈیم اساتذہ، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی

مجلسِ مبصرین (Reviewer Board)

1. **پروفیسر جسیم احمد،** اعزازی ڈائریکٹر، اکادمی برائے فروغِ استعدادِ اردو میڈیم اساتذہ، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی
2. **پروفیسر غضنفر علی** (سبکدوش) سابق ڈائریکٹر، اکادمی برائے فروغِ استعدادِ اردو میڈیم اساتذہ جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی
3. **پروفیسر صغیر افراہیم** (سبکدوش)، سابق صدر، شعبۂ اردو، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ
4. **پروفیسر شہزاد انجم،** شعبۂ اردو، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی
5. **پروفیسر قمر الہدیٰ فریدی،** صدر شعبۂ اردو، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ
6. **پروفیسر خواجہ محمد اکرام الدین،** ہندوستانی زبانوں کا مرکز، جواہر لعل نہرو یونیورسٹی، نئی دہلی
7. **پروفیسر ناہید ظہور،** شعبۂ تربیتِ اساتذہ و نیم رسمی تعلیم، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی
8. **پروفیسر کوثر مظہری،** صدر شعبۂ اردو، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی
9. **پروفیسر محمد فاروق انصاری،** صدر ڈپارٹمنٹ آف ایجوکیشن ان لنگویجز، این سی ای آر ٹی، نئی دہلی
10. **پروفیسر ندیم احمد،** شعبۂ اردو، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی
11. **پروفیسر نوشاد حسین،** پرنسپل، اسکول آف ایجوکیشن اینڈ ٹریننگ، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدر آباد
12. **پروفیسر روحی فاطمہ،** شعبۂ تربیتِ اساتذہ و نیم رسمی تعلیم، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی
13. **پروفیسر تبسم نقی،** شعبۂ تربیتِ اساتذہ و نیم رسمی تعلیم، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی

14. **پروفیسر ریاض احمد،** پرنسپل، کالج آف ٹیچر ایجوکیشن، نوح، (میوات) ہریانہ
15. **ڈاکٹر صفدر امام قادری،** صدر شعبۂ اردو، کالج آف کامرس، آرٹس اینڈ سائنس، پٹنہ
16. **ڈاکٹر ارم خان،** شعبۂ تربیتِ اساتذہ و نیم رسمی تعلیم، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی
17. **ڈاکٹر نصرت جہاں،** سریندر ناتھ ایوینگ کالج، یونیورسٹی آف کولکاتہ، مغربی بنگال
18. **ڈاکٹر شہاب ظفر اعظمی،** شعبۂ اردو، پٹنہ یونیورسٹی، پٹنہ
19. **ڈاکٹر آفاق ندیم خان،** شعبۂ تعلیمی مطالعات، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی
20. **ڈاکٹر نکہت پروین،** شعبۂ تعلیم، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ
21. **ڈاکٹر محمد مبشر حسین،** شعبۂ اردو، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی
22. **ڈاکٹر محمد موسیٰ علی،** شعبۂ تعلیمی مطالعات، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی
23. **ڈاکٹر محمد معمور علی،** شعبۂ تربیتِ اساتذہ و نیم رسمی تعلیم، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی
24. **ڈاکٹر واحد نظیر،** اکادمی برائے فروغِ استعدادِ اردو میڈیم اساتذہ، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی
25. **ڈاکٹر حنا آفریں،** اکادمی برائے فروغِ استعدادِ اردو میڈیم اساتذہ، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی
26. **ڈاکٹر نوشاد عالم،** اکادمی برائے فروغِ استعدادِ اردو میڈیم اساتذہ، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی

مشمولات

صفحہ نمبر

پیغام **پروفیسر مظہر آصف** (شیخ الجامعہ) 9

پیغام پروفیسر محمد مہتاب عالم رضوی (مسجل) 11

سخن ابتدا (اداریہ) پروفیسر جسیم احمد 13

تدریس زاویہ

1- موڈل: اعلیٰ ثانوی سطح پر
درس و آموزش کا جدید تعاملی آلہ محمد عاشق حسین، پروفیسر جسیم احمد 17

2- اردو ذریعۂ تعلیم اسکولوں میں سائنس کی تدریس:
مسائل اور ان کا تدارک ڈاکٹر علی حیدر، ڈاکٹر آفاق ندیم خان 32

3- اردو اساتذہ کی ڈیجیٹل تربیت: ایک لازمی ضرورت ڈاکٹر سید حیات باشاہ 47

4- زبان ثانی کے طور پر اردو کی تدریس: مسائل و امکانات
(کیرالا کے خصوصی حوالے سے) ڈاکٹر مصباح الانظر 62

5- اردو میڈیم کے ثانوی طلبہ میں خود شناسی، کیریئر کے تئیں بیداری اور
چیلنجز کا جائزہ سحر نگار، شاداں جویریا ، پروفیسر جسیم احمد 69

6- اردو زبان و ادب کی تدریس اور اندازۂ قدر ڈاکٹر حنا آفریں 90

7- آئی سی ٹی ٹولز اور ڈیجیٹل وسائل تک
اردو اساتذہ اور طلبہ کی رسائی اور امکانات — ڈاکٹر لیاقت علی — 99
8- ثانوی سطح کی اردو درسی کتابوں کے افسانوی حصے کا جائزہ — عشرت ظہیر — 112
9- اعلیٰ ثانوی سطح پر اردو کی درسی کتابوں کے
افسانوی حصے کا جائزہ — ڈاکٹر نوشاد عالم — 119
10- قومی تعلیمی پالیسی 2020 اور اردو زبان میں تعلیم:
امکانات اور چیلنجز — ڈاکٹر محمد معمور علی — 126
11- ابتدائی سطح پر اردو زبان وادب کی تدریس:
مسائل اور تدارک کی طریقۂ کار — ڈاکٹر رخشندہ روحی مہدی — 136
12- اعلیٰ ثانوی سطح پر اردو زبان وادب کی تدریس:
مسائل اور جدید طریقۂ کار — ڈاکٹر محمد مصطفیٰ خان — 145
13- تعلیم میں ڈیجیٹائزیشن اور مصنوعی ذہانت:
موجودہ صورت حال اور مستقبل کے امکانات — ڈاکٹر محمد شہباز عالم — 153
14- اردو زبان وادب کی تدریس اور اندازۂ قدر — ڈاکٹر سلمان فیصل — 158
15- اعلیٰ ثانوی سطح کی اردو درسی کتابوں کا جائزہ — ڈاکٹر فیضان شاہد — 166
16- ثانوی سطح کی اردو درسی کتابوں کا جائزہ — ڈاکٹر محمد عارف — 176
17- ابتدائی سطح پر اردو زبان وادب کی تدریس:
مسائل اور جدید طریقۂ کار — ڈاکٹر علام الدین — 192
18- ثانوی سطح پر اردو زبان وادب کی تدریس:
مسائل اور تدارک کی طریقۂ کار — امتیاز احمد — 202
19- اعلیٰ تعلیم میں اردو زبان کی حیثیت: تاریخی پس منظر
موجودہ صورت حال اور مسائل — محمد طارق، ڈاکٹر محمد موسیٰ علی، محمود احمد — 223

20- اردو میڈیم طلبہ کے لیے کیریئر کے مواقع:

مسائل اور حل — محمد میاں اشرفی، ڈاکٹر انصار احمد — 233

21۔ تعلیم کا مستقبل: مصنوعی ذہانت اور ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کا کردار — خوشبو — 242

22۔ اردو زبان و ادب میں اندازۂ قدر: ایک تعارف — سیف ازہر — 250

23۔ اعلیٰ ثانوی سطح کی اردو درسی کتابوں کا جائزہ — ڈاکٹر عبدالرزاق زیادی — 268

24۔ ابتدائی سطح کی اردو درسی کتابوں کا جائزہ: ایک تعارف — محمد مشرف رضا — 280

25۔ ثانوی سطح پر ریاضی کی تدریس کو موثر بنانے میں

ڈیجیٹل وسائل کا کردار — محمد ہارون سلمانی، محمد عاشق حسین — 288

26۔ اعلیٰ تعلیم اور اردو تدریس و آموزش کی صورت حال — سیدہ فوزیہ فاطمہ — 299

27۔ ابتدائی سطح پر اردو زبان و ادب کی تدریس:

مسائل اور جدید طریقۂ کار — ساجد خان — 310

जामिया मिल्लिया इस्लामिया
(केन्द्रीय विश्वविद्यालय)
मौलाना मोहम्मद अली जौहर मार्ग, नई दिल्ली- ११००२५

JAMIA MILLIA ISLAMIA
(A Central University)
Maulana Mohammed Ali Jauhar Marg, Jamia Nagar, New Delhi-110025
(NAAC Accredited 'A++' Grade)

جامعہ ملّیہ اسلامیہ
(مرکزی یونیورسٹی)
مولانا محمد علی جوہر مارگ، نئی دہلی۔۱۱۰۰۲۵

Tel.: 011-26984650, 26985180 | E-mail: vc@jmi.ac.in | Web: www.jmi.ac.in

प्रोफ़ेसर मज़हर आसिफ़
कुलपति

Prof- Mazhar Asif
Vice Chancellor

پروفیسر مظہر آصف
شیخ الجامعہ

پیغام

زندگی کے کسی بھی شعبے میں تربیت کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ درس وتدریس میں اس کی افادیت اور بھی زیادہ ہے۔ تربیت سے ہمارے تدریسی طریقۂ کار میں انضباط پیدا ہوتا ہے۔ مستقبل کے معماروں کی علم سے آراستگی محض معلومات کی منتقلی کا عمل نہیں ہوتا۔ استاد کے فرائض منصبی میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ ایسی تدابیر اختیار کرے کہ طالبین کی شخصیت میں علم رچ بس جائے۔ انھیں برے بھلے کی تمیز کا شعور پیدا ہوجائے۔ ان کی شخصیت میں تعلیم اور تربیت اس طرح شیر وشکر ہوجائیں کہ انفرادی اور اجتماعی زندگی کے تقاضوں کو بحسن وخوبی پورے کرسکیں۔ تدریس سے متعلق تربیتی ادارے اسی لیے قائم کیے جاتے ہیں کہ وہاں ایسے اساتذہ پیدا ہوں جو ملک وملت کی ترقی میں نمایاں کردار ادا کرسکیں۔ نئی نسلوں کی ایسی ذہن سازی اور تربیت کریں کہ ان کا وجود انسانیت کے فروغ اور تزئین میں معاون ثابت ہو۔ دیگر تدریسی شعبوں سے تعلیمی تربیتی شعبوں کی ذمہ داری اس لیے مختلف ہے کہ انھیں استادگری کا فریضہ انجام دینا ہوتا ہے۔

اکادمی برائے فروغِ استعدادِ اردو میڈیم اساتذہ، جامعہ ملیہ اسلامیہ کا ایسا شعبہ ہے جس کی نوعیت قدرے مختلف ہے۔ پورے ہندوستان میں صرف تین مراکز اس نوعیت کے قائم کیے گئے۔ خوشی کی بات ہے کہ ایک مرکز جامعہ ملیہ اسلامیہ میں ہے۔ ہندوستان کی مختلف

ریاستوں میں ملازمت کررہے اردو اساتذہ اور اردو میڈیم اساتذہ کے لیے مختصر مدتی تربیتی پروگرام کا انعقاد کرنا اس اکادمی کے قیام کا بنیادی مقصد ہے۔ ساتھ ہی تدریسی موضوعات سے متعلق سمینار، ورکشاپ اور دیگر پروگرام کے انعقاد کے ساتھ ساتھ تدریسی مواد کی تیاری اس کے دائرۂ کار میں شامل ہے۔

اکادمی برائے فروغِ استعدادِ اردو میڈیم اساتذہ، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی کا تدریسی، آموزشی و ادبی ترجمان 'تدریس نامہ' کے گیارھویں شمارے کی اشاعت باعثِ مسرت ہے۔ تدریس و آموزش کے جدید رجحانات، مسائل و معاملات اور اس موضوع پر پوری دنیا خصوصاً اپنے ملک ہندوستان میں ہونے والی تحقیقی اور فنی پیش رفت 'تدریس نامہ' کی بنیادی ترجیحات میں شامل ہیں۔ تدریس و آموزش پر خصوصی ارتکاز ہی اس جرنل کا نشانِ امتیاز بھی ہے۔

ہمیں توقع ہے کہ تدریس نامہ کے توسط سے اردو میں تدریسی تحقیق کی راہ ہموار ہوگی۔ نیز تعلیم و تربیت کے میدان میں نت نئی تبدیلیوں سے آگاہی کے ساتھ ساتھ اساتذہ کی تدریسی استعداد میں مزید نکھار پیدا ہوگا اور وہ اس تعلق سے حکومتی اور غیر حکومتی اداروں کی سفارشات سے خود کو ہم آہنگ کرسکیں گے۔ ہم اس کے تابناک مستقبل کے خواستگار ہیں۔

(پروفیسر مظہر آصف)

जामिया मिल्लिया इस्लामिया
(केन्द्रीय विश्वविद्यालय) (नैक प्रत्यायित 'A++' ग्रेड)
मौलाना मोहम्मद अली जौहर मार्ग, जामिया नगर, नई दिल्ली-११००२५

JAMIA MILLIA ISLAMIA
(A Central University) (NAAC Accredited 'A++' Grade)
Maulana Mohammad Ali Jauhar Marg, Jamia Nagar, New Delhi-110025

दूरभाष / Tel. : 26984075, 26988044, 26981717, 26985176
ई-मेल / E-mail : registrar@jmi.ac.in
वेबसाइट / Web. : https://jmi.ac.in
3rd Rank in NIRF

कुलसचिव कार्यालय Office of the Registrar دفترِ مُسجّل

پیغام

مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ اکادمی برائے فروغِ استعدادِ اردو میڈیم اساتذہ، جامعہ ملیہ اسلامیہ کا تعلیمی، تدریسی اور ادبی ترجمان 'تدریس نامہ۔ ۱۱' شائع ہونے جا رہا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ جرنل معلم اور طلبہ کی رہنمائی کے ساتھ ساتھ اردو زبان و ادب کے فروغ میں بھی اہمیت کا حامل ہے۔ ادبی رسائل و جرائد کثرت سے شائع ہوتے ہیں لیکن ایسا جریدہ جو بطورِ خاص تدریس و آموزش کے موضوعات اور مسائل پر مشتمل ہو کم از کم اردو میں نظر نہیں آتا۔ اس لحاظ سے 'تدریس نامہ' کی اہمیت اور انفرادیت دوچند ہو جاتی ہے۔

تدریس کو موثر اور دلچسپ بنانے کے لیے معلم تعلیم کے مفہوم کو سمجھنے کے ساتھ اس کے مقاصد اور جدید طریقوں سے نہ صرف واقف ہو بلکہ وہ انھیں درس و تدریس کے دوران اختیار بھی کرے۔ نیز وہ طلبہ کی نفسیات، سماجی پس منظر، معاشی حالات اور دیگر مسائل کو بھی حتی الامکان پیشِ نظر رکھے تاکہ ان کی شخصیت کی حسبِ خواہ تعمیر ہو سکے۔ معلم کے لیے ضروری ہے کہ وہ طلبہ کی پوشیدہ صلاحیتوں کو ملحوظ رکھ کر تدریسی عمل کرے۔ اس سے درس و تدریس کے مقاصد بھی حاصل ہوں گے اور ان کی دلچسپی بھی برقرار رہے گی۔

تعلیم و تدریس کا مقصد محض نصاب کی تکمیل یا پھر سند حاصل کرنا نہیں ہے۔ اس کے ذریعہ طلبہ کی پوشیدہ صلاحیتوں کو نمایاں کرنا اور ان کے فطری رجحان کو صحیح رُخ دینا ہے۔ انھیں

ذہنی، فکری اور اخلاقی اعتبار سے اس لائق بنانا ہے کہ وہ تعلیم کے زیور سے آراستہ ہو کر اچھے انسان بنیں اور ملک کی ترقی میں اپنا اہم کردار ادا کریں۔ تعلیم اور تربیت سے ان کی شخصیت کی ایسی آرائش ہو کہ زندگی کے کسی بھی شعبے میں وہ اپنے آپ کو اجنبی اور مجبور نہ محسوس کریں۔

یہ اہم بات ہے کہ 'تدریس نامہ' کا یہ شمارہ 'اردو زبان و ادب کی تدریس اور جدید طریقۂ کار' سے متعلق مضامین پر مشتمل ہے۔ اسکولی تعلیم میں ابتدائی، ثانوی اور اعلیٰ ثانوی سطح پر درس و تدریس کے مرحلے میں یقیناً اس کے مشمولات معاون ثابت ہوں گے۔

'تدریس نامہ' کی اشاعت کے لیے میں اکادمی اور مجلسِ ادارت کے ارکان کو مبارک باد دیتا ہوں اور نیک خواہشات کا اظہار کرتا ہوں۔

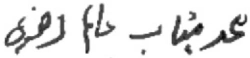

(پروفیسر محمد مہتاب عالم رضوی)

سخن ابتدا　　　　　　اداریہ

میرے لیے یہ امر باعثِ انبساط بھی ہے اور کسی حد تک چیلینجنگ بھی کہ مجھے اکادمی برائے فروغِ استعدادِ اردو میڈیم اساتذہ، جامعہ ملیہ اسلامیہ جیسے اہم تربیتی ادارے کی ذمے داری تفویض ہوئی ہے۔ اس ادارے کے دائرۂ کار میں اردو میڈیم اسکولوں کے اساتذہ اور اردو اساتذہ کی پیشہ ورانہ صلاحیتوں کے فروغ کے لیے تربیتی پروگراموں کے انعقاد کے ساتھ ساتھ تدریسی مواد کی فراہمی بھی شامل ہے۔

اکادمی تقریباً دو دہائیوں سے دہلی، ہریانہ، پنجاب، راجستھان، ہماچل پردیش، جموں کشمیر، مدھیہ پردیش اور چھتیس گڑھ کے اردو میڈیم اساتذہ اور اردو اساتذہ کی پیشہ ورانہ صلاحیتوں کے فروغ اور معاصر تدریسی رویوں اور رجحانات سے آگاہی کے لیے مختصر مدتی تربیتی پروگراموں کے ساتھ ساتھ تدریسی مواد ترتیب دینے کا فریضہ انجام دے رہی ہے۔ اکادمی کی جانب سے تعلیمی و ادبی رسالے 'تدریس نامہ' کی اشاعت بھی تدریسی مواد کی فراہمی کے سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

مختصر مدتی تربیتی پروگرام اور تدریسی مواد کی فراہمی کے ساتھ ساتھ اکادمی اردو زبان کے فروغ اور اسے مقبول عام بنانے کے لیے ترغیباتی پروگرام (Motivational Programmes) بھی منعقد کرتی رہتی ہے۔ ان ترغیباتی پروگراموں کا خاص مقصد اسکول کی سطح پر طلبہ میں اردو کا ذوق پروان چڑھانا ہے۔ اردو زبان میں دلچسپی رکھنے والوں اور غیر اردو داں طبقے میں اسے سیکھنے کی تشویق و ترغیب بھی ترغیباتی پروگرام کی ترجیحات میں شامل ہے۔ ترغیباتی پروگرام کے ساتھ ساتھ اکادمی کا ایک اہم مقصد اردو زبان و ادب سے

متعلق رہنمائی اور مشورے فراہم کرنا بھی ہے۔ اردو زبان و ادب سے متعلق مختلف ریاستوں کی اکادمیوں، اداروں، طلبہ، اساتذہ اور دیگر متعلقین کی جانب سے طلب کی جانے والی معلومات کی فراہمی اور ان کی رہنمائی (Consultancy and Guidance) بھی اکادمی کے مقاصد میں شامل ہے۔

بحیثیت اعزازی ڈائریکٹر اکادمی کی ذمہ داری قبول کرنے کے بعد خاکسار نے مختلف ریاستوں کے اردو میڈیم اساتذہ اور اردو اساتذہ کی پیشہ ورانہ صلاحیتوں کے فروغ کے لیے بعض اقدامات کیے ہیں جن میں ہر مہینے ایک آن لائن خصوصی لیکچر کا اہتمام شامل ہے۔ آپ کو جان کر خوشی ہوگی کہ قومی تعلیمی پالیسی ۲۰۲۰ء کے تناظر میں اب تک تین خصوصی خطبات کے پروگرام منعقد ہو چکے ہیں۔

اکادمی کی جانب سے انجام پانے والی تعلیمی و تربیتی سرگرمیوں کے فوائد متعلقہ ریاستوں کے اساتذہ کو مساوی انداز میں مل سکیں اس کے لیے ان ریاستوں کے اردو میڈیم اساتذہ اور اردو اساتذہ کا ڈاٹا تیار کیا جا رہا ہے۔ معیار کے لحاظ سے 'تدریس نامہ' کو مزید بہتر بنانے کی غرض سے ادارتی ٹیم میں تعلیم و تربیت سے وابستہ اساتذہ کے ساتھ ساتھ ایک باضابطہ 'مجلسِ مبصرین' کی تشکیل بھی ایک ایسی ہی پیش قدمی ہے جس کے دور رس اثرات مرتب ہوں گے۔ 'مجلسِ مبصرین' کی تشکیل کا بنیادی مقصد 'تدریس نامہ' کے معیار و وقار کو مزید بلند کرنا اور اسے ملک کے پیئر ریویوڈ موقر رسائل و جرائد کی صف میں نمایاں مقام دلانا ہے۔

اکادمی کے اہم منصوبوں میں مختصر مدتی کورسیز جیسے یک سالہ اردو سرٹیفکیٹ کورس، شش ماہی اردو ترجمہ نگاری کورس اور سہ ماہی اردو تلفظ کی تدریس کورس وغیرہ شامل ہیں۔ اس کا مقصد اپنے وسائل کو بروئے کار لا کر اردو زبان کے فروغ اور اسے مقبول عام بنانے کے لیے مؤثر اقدامات کرنا ہے۔ یہ بتاتے ہوئے مجھے بے حد خوشی ہو رہی ہے کہ اکادمی نے

حال ہی میں یک سالہ اردو سرٹیفکٹ کورس کا خاکہ تیار کیا ہے۔ جامعہ کی انتظامی کمیٹی سے منظوری کے بعد اسے نئے سیشن سے شروع کرنے کا منصوبہ ہے۔

ایک خاص بات یہ ہے کہ تدریس نامہ اب آن لائن بھی دستیاب ہوگا۔ اکیسویں صدی ڈیجیٹل انقلاب کی صدی ہے۔ اس کی برکتوں سے مستفیض ہونا اور اسے اپنی طاقت بنانا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ مجھے قوی امید ہے کہ آئندہ تعلیمی سیشن سے تدریس نامہ نئی آب وتاب کے ساتھ آپ تک پہنچے گا۔

تدریس نامہ کا موجودہ شمارہ اکادمی برائے فروغ استعداد اردو میڈیم اساتذہ، جامعہ ملیہ اسلامیہ اور قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان (این سی پی یو ایل) نئی دہلی کے مشترکہ یک روزہ قومی سمینار بعنوان: 'اردو زبان وادب کی تدریس: مسائل اور جدید طریقۂ کار (ابتدائی، ثانوی اور اعلیٰ ثانوی سطح پر) منعقدہ مورخہ ۱۸ دسمبر ۲۰۲۴ء میں پڑھے گئے تحقیقی و تنقیدی مقالات پر مشتمل ہے۔ سمینار میں مختلف ریاستوں کی ممتاز علمی درسگاہوں کے تجربہ کار اساتذہ، تعلیم وتعلم سے وابستہ تربیتی اداروں کے ماہرین، محققین، ریسرچ اسکالر اور طلبہ مدعو کیے گئے تھے۔

اس کی وضاحت بے محل نہ ہوگی کہ سمینار کے مرکزی موضوع کے جملہ ابعاد وجہات کا احاطہ ہو سکے اس مقصد کے حصول کے لیے مرکزی موضوع کے تحت چار ذیلی عناوین: اسکولی تعلیم کی مختلف سطحوں پر اردو بطور مضمون اور اردو بہ طور ذریعۂ تعلیم، اعلیٰ تعلیم اور اردو تدریس و آموزش کی صورت حال، تعلیم میں ڈیجیٹائزیشن اور مصنوعی ذہانت: موجودہ صورت حال اور مستقبل کے امکانات اور اردو میڈیم طلبہ کے لیے کیریئر کے مواقع، چیلنجز اور حل طے کیے گئے تھے۔ سمینار کے لیے کل ۴۲ مقالات موصول ہوئے اور پانچ متوازی اجلاس میں ۴۱ مقالات پیش کیے گئے۔

اس کی بھرپور کوشش کی گئی ہے کہ تدریس نامہ کیفیت اور کمیت ہر لحاظ سے جامع ہو اور اردو زبان و ادب کی تدریس: مسائل اور جدید طریقۂ کار کے حوالے سے مختلف نقطہ ہائے نظر قارئین کے سامنے آجائیں۔ اساتذہ، محققین، ریسرچ اسکالر اور طلبہ کے لیے ایسا تدریسی مواد دستیاب ہو جو تعلیم و تعلم سے منسلک سرگرمیوں میں درپیش مسائل کے حل میں معاونت کر سکے۔

مجھے قوی امید ہے کہ 'تدریس نامہ' کے مشمولات سے صرف اساتذہ مستفید نہیں ہوں گے بلکہ تربیتی اداروں کے ماہرین، ریسرچ اسکالر، طلبہ اور اردو زبان و ادب سے دلچسپی رکھنے والے تمام لوگ بھی اپنے اپنے طور پر استفادہ کریں گے۔ اخیر میں عزت مآب شیخ الجامعہ، جامعہ ملیہ اسلامیہ پروفیسر مظہر آصف پروفیسر محمد مہتاب عالم رضوی، مسجل، جامعہ ملیہ اسلامیہ، مشاورتی بورڈ، ادارتی بورڈ اور ریویو بورڈ کے تمام اراکین کا شکریہ ادا کرتا ہوں جن کی سرپرستی، انتھک کاوشوں اور اعزازی خدمات کی بنا پر تدریس نامہ کے اس شمارے کی اشاعت عمل میں آئی۔

جسیم احمد

(اعزازی ڈائریکٹر/ مدیر اعلیٰ)

محمد عاشق حسین **تدریس زاویہ**
پروفیسر جسیم احمد

موڈل: اعلیٰ ثانوی سطح پر درس و آموزش کا جدید تعاملی آلہ

تلخیص: موڈل وسیع پیمانے پر استعمال ہونے والا ایک لرننگ منجمنٹ سسٹم (LMS) ہے، جو تعلیمی ماحول میں ایک اہم تعاملی آلہ کے طور پر ابھرا ہے۔ موڈل اساتذہ اور سکھنے والوں کے درمیان ہموار تعامل کی سہولت فراہم کرتا ہے۔ اس مقالہ میں ثانوی سطح پر جدید درس و آموزش کے عمل میں موڈل کی فعالیت، ضرورت، اہمیت، خوبیوں اور خامیوں کو سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ اردو سیکھنے کے کچھ ڈیجیٹل لرننگ پلیٹ فارم کا احاطہ کیا گیا ہے۔ یہ مضمون اس بات پر روشنی ڈالتا ہے کہ موڈل کس طرح باہمی تعاون کے ساتھ سیکھنے، ذاتی نوعیت کی ہدایات اور تشخیصی حکمت عملیوں کو فروغ دیتا ہے۔ مزید یہ مقالہ مختلف تعلیمی ترتیبات میں موڈل کو نافذ کرنے سے منسلک چیلنجوں اور مواقع کا جائزہ لیتا ہے اور اس کی موافقت و توسیع پذیری پر زور دیتا ہے۔ اس مقالہ کا مقصد موڈل کے ارتقا اور اثرات کے بارے میں بصیرت فراہم کرنا ہے، عصری تعلیم کے نمونوں کو تشکیل دینے میں تعاملی آلہ کے طور پر موڈل کے کردار کو گہرائی سے سمجھنے میں تعاون کرنا ہے۔

کلیدی الفاظ: موڈل، لرننگ منجمنٹ سسٹم (LMS)، کورس منجمنٹ سسٹم (CMS)، ای لرننگ، خودرفتار (Self-paced)

تعارف:

کاسے (Kase, 2013) کے مطابق **MOODLE**، موڈولر آبجیکٹ اوریئنٹیڈ ڈائنامک لرننگ انوائرنمنٹ کا مخفف ہے جو ماہرین تعلیم، اساتذہ، تعلیمی منتظمین، تھیوریسٹ اور پروگرامرز کی مدد کرتا ہے۔ موڈل کا مقصد بنیادی طور پر سیکھنے کی سوشل کنسٹرکٹیوسٹ پیڈاگوجی کی حمایت کرنا ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ اس انداز کو انٹرایکٹو

تعلیمات بھی کہا جاتا ہے کیوں کہ یہ اس فلسفہ میں یقین رکھتا ہے کہ جب طلبہ انٹرا یکٹو آموزشی مواد کے ساتھ تعامل کرتے ہیں، دوسروں کے لیے نیا مواد تخلیق کرتے ہیں اور مواد پر دوسرے طلبہ کے ساتھ بحث ومباحثہ کرتے ہیں تو بہتر آموزش کر پاتے ہیں۔ موجودہ مطالعہ میں بھی موڈل کو آموزش کے دائرہ کو بڑھانے کے لیے ایک آلہ کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ اساتذہ موڈل کی مدد سے اپنے اسباق اور تدریسی مواد تیار کر سکتے ہیں، موڈل کے ذریعے امیدواروں کو تفویض اور ٹیسٹ دیے جاسکتے ہیں، یعنی تعین قدر بھی اس کے ذریعے آسانی سے کیا جاسکتا ہے اور بیک وقت باز رسائی دی جاسکتی ہے۔

ڈویلپر کے الفاظ میں، "Moodle" ایک اوپن سورس سافٹ ویئر ہے، جسے Learning Management System(LMS)" یا Virtual Learning Environment(VLE) بھی کہا جاتا ہے۔ اس وقت یہ بہت مشہور ومقبول ہو چکا ہے۔ اساتذہ اور طلبہ میں اس کی مقبولیت بہت بڑھ گئی ہے۔ یہ طلبہ کے لیے آن لائن متحرک آموزشی نظام کا ایک ٹول ہے۔ بہت سی یونیورسٹی اور کالجیز اسے مکمل طور پر آن لائن کورسز تیار کرنے کے لیے پلیٹ فارم کے طور پر استعمال کر رہی ہے اور کئی ادارہ اسے صرف ریگولر کورسز کو منظّم کرنے کے لیے، بعض صرف تشخص کے مقاصد سے اس کا استعمال کرر ہے ہیں۔ موڈل ای لرننگ کے لیے ایک بہت ہی مفید، سادہ اور سرمایہ کاری مؤثر پلیٹ فارم ہے۔ موڈل اساتذہ کو ایک متحد نظام کا استعمال کرتے ہوئے کورس کے مواد اور ترسیل کی تمام خصوصیات کو منظّم کرنے اور ان کا نظم ونسق کرنے میں مدد کرتا ہے۔

موڈل ای لرننگ منجمنٹ سسٹم (LMS) سافٹ ویئر پیکج ہے جو خاص طور پر اساتذہ اور تعلیمی منتظمین کو ایسے کورسز میں مدد کرنے کے لیے ڈیزائن کیا گیا ہے جو خود رفتار (Self-paced) ہوں۔ موڈل فوری پیغام رسانی کے انتباہات، طلبہ اور اساتذہ کے درمیان مطالبہ پر تعامل فراہم کرتے ہیں۔ اساتذہ آسانی سے طلبہ کے اندراج کے لیے، حاضری لینے کے لیے، کورسز بنانے کے لیے، ویڈیوز اپ لوڈ کرنے کے لیے، مطالعاتی مواد کا اشتراک کرنے کے لیے، کوئز بنانے کے لیے اور طلبہ کو تاثرات بھیجنے کے لیے، موڈل

پلیٹ فارم کا استعمال کر سکتے ہیں۔ **مباحثہ فورم** (Discussion forum) موڈل کی ممتاز خصوصیت ہے، جسے اساتذہ اور طلبہ کسی موضوع پر بحث کرنے، مسلہ کا حل نکالنے کے لیے، تبادلہ خیالات کرنے کے لیے استعمال کر سکتے ہیں اور طلبہ اپنے شکوک وشبہات کو دور کر کے فعال شرکت کر سکتے ہیں۔ ڈسکشن فورم باہمی تعاون اور اشتراکیت کے ساتھ سیکھنے کے عمل کو فروغ دیتا ہے، جس سے طلبہ گروہ میں کام کر کے اپنی حصولیابی کو بڑھا سکتے ہیں۔ موڈل میں اساتذہ اور طلبہ متعدد بار تعامل کر سکتے ہیں اور اپنے خیالات کا اشتراک کر سکتے ہیں، طلبہ سوالات پوچھ سکتے ہیں، اساتذہ ان سوالوں کا فوری جواب دے سکتے ہیں۔ اس طرح اساتذہ اپنے طلبہ کو مطالبہ پر فوری مدد فراہم کر سکتے ہیں۔ طلبہ اپنی تفویضات ای ذرائع کے ذریعے استاد کو جمع کرا سکتے ہیں اور نمبرات اپنی قابلیت کی بنا پر حاصل کر سکتے ہیں۔ یہاں اساتذہ مواد، تصاویر اور ایمبیڈ ڈ ویڈیوز کو ملا کر آسانی سے مواد کا اشتراک کر سکتے ہیں۔ اساتذہ ان مواد کو انٹرنیٹ کے ذریعے کسی بھی وقت، کہیں سے بھی، اپ ڈیٹ اور اپلوڈ کر سکتے ہیں اور طلبہ بھی اسے کہیں سے بھی اور کبھی بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ اساتذہ موڈل کے ذریعے اپنے طلبہ سے با آسانی بات چیت کر سکتے ہیں۔ اساتذہ انفرادی طور پر ہر طالب علم کی ترقی کو موڈل کے جدید خصوصیات کے ذریعے ٹریک کر سکتے ہیں۔

متعلقہ مواد کا جائزہ

احمد اور البلنجری (2022)، موڈل کو تعلیم میں ہدایات اور آموزش کے لیے استعمال کیے جانے والے عنوان کے طور پر مطالعہ کیا جن کے مطالعہ کا عنوان "Effect of Moodle on learning:An Oman perception" تھا۔ اس مطالعہ کا مقصد موڈل کے استعمال اور اس کے اثرات پر طلبہ کے ردعمل کا سروے کرنا تھا۔ طلبہ کے جوابات لینے کے لیے ایک خود ساختہ سوالنامہ استعمال کیا گیا تھا، جس میں بارہ سوالات تھے۔ نمونے کا سائز پانچ سو دس (510) تھا۔ یہ مطالعہ سلطنت عمان میں سلطان قابوس یونیورسٹی میں فاؤنڈیشن پروگرام کے لیے تجویز کردہ کورس **''بنیادی کمپیوٹنگ اسکلز''** پر تھا۔ طلبہ کی آموزش پر موڈل کے اثرات کو دریافت کیا گیا۔ مطالعہ میں ای لرننگ مواد استعمال کیا

گیا تھا۔ طلبہ اور اساتذہ اپنے خیالات، معلومات، سوالات اور جوابات کے تبادلے کے لیے مسلسل جڑے رہتے تھے۔ ان کے سوالات اور بات چیت کی بنیاد پر، مطلوبہ مواد اور معلومات موڈل کے کورس کی ویب سائٹ پر شائع کی گئیں۔ مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ کورس کے آغاز میں طلبہ کو موڈل کے بارے میں بہت کم علم اور تجربہ تھا لیکن آخر تک وہ موڈل کی اہمیت اور استعمال کو اچھی طرح سمجھ گئے کیونکہ وہ کسی بھی وقت انٹرنیٹ کے ذریعے کورس تک رسائی حاصل کر سکتے تھے۔ مجموعی طور پر وہ موڈل کا استعمال کرتے ہوئے آموزش کر رہے تھے اور اس کی قدر کو محسوس کر رہے تھے۔ موڈل نے اپنے کورس کے ویب مواد میں ترمیم کے ذریعے کورس کے مواد کو بہتر طور پر سمجھنے اور سیکھنے میں ان کی مدد کی۔ بہر حال طلبہ نے خاص طور پر روبرو نقطۂ نظر کو ترجیح دی، لیکن موڈل آن لائن سرگرمیاں سیکھنے کے ترجیحی انداز کے طور پر پائی گئیں۔

Yüksel(2022) نے "The Effect of Moodle-Integrated Learning Platform on Preservice Teachers' General Pedagogical Knowledge" کے عنوان سے مطالعہ کیا۔ مطالعہ کی نوعیت نیم تجرباتی تحقیقی ڈیزائن تھا جس میں دو گروپس (تجرباتی اور کنٹرول) تھے۔ اس کورس میں طلبہ کے عمومی تدریسی علم اور ان کی کامیابیوں کی تعمیر میں موڈل کے کردار کا پتہ لگانے کے لیے Pre-test اور Post-test ڈیزائن استعمال کیا گیا۔ مطالعے کے ابتدائی نتائج سے معلوم ہوا کہ تجرباتی مداخلت شروع ہونے سے پہلے دونوں گروپوں نے پلیسمنٹ ٹیسٹ میں ایک جیسے اوسط اسکور دکھائے۔ تجرباتی اور کنٹرول گروپس کے اوسط اسکور میں کوئی خاص فرق نہیں تھا۔ بعد میں یہ دیکھا گیا کہ تجرباتی گروہ نے کنٹرول گروہ کے بنسبت نمایاں طور پر بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔

اولیچ اور اوٹینو (2018)، نے "Impact of MOODLE as an open source E- Learning platform on students' Performance : A case study of Jomo Kenyatta university of science and Technology" کے عنوان سے مطالعہ کیا، مطالعہ کے مقاصد، موڈل سسٹم کا استعمال کرتے ہوئے طلبہ

کو درپیش مسائل کا تعین کرنا اور یہ سیکھنے والوں کی تعلیمی کارکردگی کو کیسے متاثر کرتے ہیں کا پتہ لگانا اور اس بات کا تعین کرنا کہ موڈل کا استعمال کرتے ہوئے کمپیوٹر کی سابقہ مہارت اور سیکھنے والوں کی تعلیمی کارکردگی کو کیسے متاثر کرتا ہے ۔ساتھ ہی ساتھ طالب علم کی تعلیمی کارکردگی کو بڑھانے میں موڈل ای لرننگ اجزاء/خصوصیت کے ذریعے ادا کے گئے کردار کا تعین کرنا تھا۔ مطالعہ کی نوعیت وضاحتی سروے ڈیزائن تھی۔ای لرننگ پروگرام سے 500 طلبہ کا نمونہ لیا گیا۔ڈیٹا اکٹھا کرنے کے لیے ایک خود تیار کردہ سوالنامہ استعمال کیا گیا تھا۔نتیجہ اخذ ہوا کہ موڈل کا استعمال بے حد آسان ہے اور کمپیوٹر وغیرہ کے سابقہ علم کا کوئی اثر نہیں پڑتا ہے،موڈل کے استعمال سے طلبہ کی تعلیمی حصولیابی بہتر ہوتی ہے اور طلبہ بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

گڈ کووا اور دیگر(2021)، نے "Effectiveness of Moodle in students' independent work" کے عنوان سے مطالعہ کیا۔اس مطالعہ کا مقصد سدرن فیڈرل یونیورسٹی میں آن لائن فراہم کیے گئے کورس کے فریم ورک میں موڈل کو طالب علم کے آزاد مطالعہ میں ضم کرنے کی تاثیر کو تلاش کرنا تھا۔ یہ مطالعہ 2021-2020 تعلیمی سال کے وسط اگست سے دسمبر میں کیا گیا تھا۔جس میں مخلوط طریقۂ کار کا استعمال کیا گیا تھا۔ڈیٹا اکٹھا کرنے کے لیے ایک خود سے تیار کردہ سوالنامہ استعمال کیا تھا۔نتائج سے پتہ چلتا ہے کہ موڈل طلبہ کو مطالعہ کے مواد پر کئی بار نظر ثانی کرنے اور دوبارہ دیکھنے اور کلاس میں پڑھے گئے مواد کو بہتر طور پر سمجھنے میں مدد کرتا ہے۔اس نے یہ بھی پایا کہ موڈل طفل مرکوز سیکھنے کی حمایت کرتا ہے جس سے طلبہ کہیں بھی اور کسی بھی وقت انٹرنیٹ کنیکٹیوٹی کے ساتھ کام مکمل کر سکتے ہیں۔مزید یہ کہ یہ تھوڑے وقت کے لیے تعامل کے انحصار کو کم کرتا ہے۔اس نے کورس کے انتظام کو آسان بنا دیا ہے اور ہدایات کی فراہمی اور حقیقی وقت میں تجربات حاصل کرنے کی مدت کو کم کرنے میں مدد کی ہے۔اس کے علاوہ طلبہ نے کہا ہے کہ انٹرنیٹ اور ملٹی میڈیا ،مواد سیکھنے میں ان کی فعال شمولیت کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ طلبہ اور اساتذہ دونوں موڈل کے ذریعے انگریزی سیکھنے کے بارے میں مثبت رائے کا اظہار کرتے ہیں۔

ایس کاؤٹس اور کور۔(2021)، نے "Effectiveness of Moodle - LMS

on the Academic" Achievement and Student Satisfaction among IX grade Mathematics Learners" کے عنوان سے مطالعہ کیا۔

موجودہ مطالعہ تعلیمی کامیابیوں پر MOODLE-LMS کے اثرات اور IX گریڈ کے طلبہ کے اطمینان کو دیکھنے کے لیے ڈیزائن کیا گیا تھا۔ تعلیمی کامیابیوں پر موڈل کے اثر کا مطالعہ کرنے کے لیے IX گریڈ کے اسکور حاصل کیے گئے اور طلبہ پر موڈل کے اثرات کا مطالعہ کرنے کے لیے 9 گریڈ کے طلبہ کے اطمینان کو دیکھا گیا۔ تحقیق کا طریقۂ کار تجرباتی تھا، ضلع امرتسر کے دو اسکولوں کو تصادفی طور پر منتخب کیا گیا، ایک اسکول PSEB اور دوسرا CBSE سے منسلک تھا۔ اس مطالعہ نے اشارہ کیا کہ تجرباتی گروہ ریاضی میں IX گریڈ کے طلبہ کی کامیابی کو نمایاں طور پر متاثر کرتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ موڈل لرننگ منجمنٹ سسٹم کے ساتھ پڑھانے سے IX گریڈ کے طلبہ کی کارکردگی میں نمایاں بہتری دکھائی دی۔ اس مطالعہ نے یہ بھی اشارہ کیا کہ IX گریڈ کے طلبہ کی سطحِ اطمینان موڈل سے نمایاں طور پر متاثر ہوتی ہے۔

موجودہ حالات میں موڈلس کی ضرورت واہمیت

موجودہ حالات کا زندگی کے اصولوں پر زبردست اثر مرتب ہو رہا ہے، خواہ وہ سماجی اصول ہوں یا تعلیمی اصول۔ آن لائن درس و آموزش آلات کا بڑھتا ہوا استعمال تعلیم میں زبردست تبدیلی کا باعث بن رہا ہے۔ سیکھنے کا یہ نیا طریقہ خاص طور پر کورونا وبا کے ساتھ شروع ہوا تھا جواب کافی مشہور و معروف ہو چکا ہے۔ بہت سے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آن لائن سیکھنے کا اثر طلبہ کی تعلیمی حصولیابی اور ان کے سائنسی رویہ پر پڑتا ہے۔ اب ہم ایک عالمی تہذیب میں جی رہے ہیں اور پوری دنیا ایک وسیع گاؤں میں تبدیل ہو چکی ہے۔ ٹکنالوجی کی ترقی نے سیکھنے کے سابقہ ڈیزائن، کام کرنے کے طریقے اور ہماری زندگی گزارنے کے طریقے کو کافی متاثر کیا ہے۔ ایک ماحول کے طور پر آن لائن درس و آموزش طلبہ اور اساتذہ دونوں کے لیے فائدہ مند ثابت ہو رہا ہے جو کہ نصاب کے لحاظ سے تعلیم کے اہداف کے حصول میں بہت اہم کردار ادا کرتا ہے۔ یہ ان دنوں زیادہ مقبول ہو رہا ہے اور

بڑی تعداد میں ادارے ای لرننگ کے لیے بہتر آلات بنانے پر کام کر رہے ہیں۔ روایتی اور آن لائن تعلیم کے حوالے سے اعلیٰ تعلیم میں اصلاحات کی جا رہی ہیں۔ آن لائن پلیٹ فارم کے ذریعے پڑھانا اور سکھانا آج کل اساتذہ اور طلبہ میں بہت مقبول ہو رہا ہے۔ یہ نہ صرف سیکھنے والوں کو سہولت فراہم کرتا ہے بلکہ آسان طریقہ بھی مہیا کرتا ہے، بلکہ یہ حقیقت بھی ہے کہ یہ پلیٹ فارم سیکھنے والوں کو اسباق کی پہلے سے تیاری کرنے کے قابل بناتا ہے اور انھیں سیکھے گئے مواد پر نظر ثانی کرنے کے ساتھ ساتھ اساتذہ سے کوئی بھی رائے لینے کی ترغیب دیتا ہے۔ مسئلہ کے بارے میں خیالات کے تبادلے میں فائدہ فراہم کرتا ہے۔ موڈل آموزشی انتظام کے ایک نظام کے ساتھ لرننگ مینجمنٹ سسٹم (LMS) اور کورس مینجمنٹ سسٹم (CMS) ہے۔ موڈل پلیٹ فارم کے ذریعے اساتذہ بچوں کو مختلف اقسام کے درس و آموزش میں مدد کر سکتے ہیں، بشمول اساتذہ طلبہ کو مختلف قسم کا مواد فراہم کرنے یا حقیقی وقت میں طلبہ کے ساتھ تعامل کرنے کے لیے اس کا استعمال کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ، یہ طلبہ کے لیے سیکھنے کے وسائل کے طور پر استعمال ہوتا ہے، موڈل کے ذریعے سے ایسی سرگرمیاں تخلیق کی جا سکتی ہیں جو سیکھنے کی رفتار بڑھا سکتی ہیں۔ اس کی مدد سے، فورم (ویب بورڈ)، پیغام رسانی یا چیٹ، طلبہ کے خیالات کے اظہار کا موقع، ہوم ورک، اسائنمنٹس یا کوئزز، تبادلۂ خیالات وغیرہ کے ذریعہ طلبہ کو سیکھنے کے عمل میں مشغول رکھ سکتے ہیں۔ یہ تمام سرگرمیاں سیکھنے والوں کو سیکھنے کے بارے میں زیادہ پرجوش ہونے کی ترغیب دیتی ہیں۔ اس کے علاوہ، موڈل تمام مضامین میں اساتذہ کی سرگرمیوں کو فروغ دینے میں مدد کرتا ہے تاکہ نصاب میں اپنے طلبہ کے لیے ذمہ داری کا اشتراک کرنے کے لیے مل کر کام کیا جا سکے۔ آج کے طالب علم اپنی رفتار سے اور اپنے وقت کے مطابق سیکھنا چاہتے ہیں۔ ایسے حالات میں ضروری ہے کہ اساتذہ اور تعلیمی منتظمین موڈل جیسے اوپن سورس سافٹ ویئر کا استعمال کریں جو کافی کارگر ثابت ہوسکتا ہے۔

موڈل کی خوبیاں: موڈل کی اہم خوبیاں درج ذیل ہیں:

1۔ تعلیمی عملہ اور طالب علم کا تعامل حقیقی وقت میں ہوتا ہے۔

2۔ طلبہ کو جوابات جلدی ملتے ہیں۔

3۔ موڈل پر دستاویزات کا انتظام اور ترمیم کرنا آسان ہوتا ہے۔

4۔ چونگ اور ایکرمن (2015) اس دعوے کی تائید کرتے ہیں کہ طلبہ کو موڈل استعمال کرنا آسان لگتا ہے۔

5۔ بیک اپ کاپیاں بنانا اور معلومات کی بحالی آسان ہوتی ہے۔

6۔ درجات کا رجسٹر رکھنا اور اسپریڈشیٹس پر ڈاؤن لوڈ کرنا وغیرہ آسان ہوتا ہے۔

7۔ دیگر تعلیمی اداروں سے محفوظ شدہ معلومات تک رسائی میں عملہ کو آسانی فراہم کرتا ہے۔

موڈل کی خامیاں: یقینی طور پر اس نظام کے کچھ فائدے ہیں اور چند اداروں کی طرف سے اس کا احترام کیا جاتا ہے، لیکن چند مسائل اور خامیاں بھی ہیں کیونکہ کچھ بھی کامل نہیں ہوسکتا۔

1۔ پہلا بڑا مسئلہ یہ ہے کہ موڈل بڑے منصوبوں سے نمٹنے کے لیے مکمل طور پر قادر نہیں ہے۔ اگرچہ یہ چھوٹے سے درمیانی جسامت کے کالجوں یا یونورسٹیوں کے لیے کارآمد ہوسکتا ہے، لیکن ہوسکتا ہے کہ یہ نظام بڑے اسکولوں کے ساتھ مؤثر طریقے سے کام نہ کرے یا شہر میں تمام کلاسز کے انعقاد کے لیے بہترین طریقہ کے طور پر کام نہ کرے۔

2۔ اگر بورڈ آف ایجوکیشنز اس طرح کے آئیڈیا کے ساتھ تجربہ کرے تو موڈل شاید سب سے زیادہ دانشمندانہ انتخاب نہ ہو۔ جتنے زیادہ طلبہ پلیٹ فارم پر اندراج کرتے، نظام اتنا ہی سست ہوتا جاتا ہے۔

3۔ طلبہ کے لیے یہ مشکل ہوسکتا ہے جب وہ کوئز یا ٹیسٹ لینے کی کوشش کر رہے ہوں، یا صرف کورس کے مواد تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہوں۔ ویب سائٹ موقع پر بند بھی ہوسکتی ہے، جس سے طلبہ کو کورس کے مواد تک رسائی کرنے میں پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑسکتا ہے۔

4۔ مکمل ترقی کی کمی کے علاوہ، موڈل کے استعمال کنندگان حسب ضرورت پیش آنے والی پریشانیوں کے بارے میں اکثر شکایت کرتے ہیں جیسے موثر تشخیص کو انجام دینے میں درپیش مسائل، مواد کی رسائی میں پریشانی، وغیرہ۔

5۔ اس بات کی کوئی حقیقی ضمانت نہیں ہے کہ طلبہ نے وہی پڑھا جو انھیں پڑھنا تھا۔

6۔ جب تخلیقی اور تنقیدی سوچ کی بات آتی ہے تو تعلیمی عملے کے لیے طلبہ کی صلاحیتوں اور قابلیت کا اندازہ لگانا مشکل ہوتا ہے۔

7۔ حل کرنے والے کام کاپی اور پیسٹ کر کے حاصل کیے جا سکتے ہیں۔

8۔ یہاں حتمی ٹیسٹ کے نتائج کی کوئی ضمانت نہیں ہوتی ہے۔

اردو سیکھنے کی لیے ڈیجیٹل پلیٹ فارم:

Udemy: یہ ایک آن لائن پلیٹ فارم ہے جو مختلف قسم کے اردو کورسز فراہم کرتا ہے۔ یہ ابتدائی سے انٹرمیڈیٹ تک کے آموزگار اور تمام اردو سیکھنے کے خواہشمند سیاحوں کے لیے بھی کورسز فراہم کرتا ہے۔ یہ کورس ابتدائی سے لے کر انٹرمیڈیٹ تک کے ہر سطح کے سیکھنے والوں کے لیے موزوں ہے اور اس پلیٹ فارم پر ویڈیوز، ڈاؤن لوڈ کردہ وسائل اور بہتر سیکھنے کے لیے پریکٹس ٹیسٹ فراہم کرتے ہیں۔ یہ کورس اردو سیکھنے کے لیے ڈیزائن کیا گیا ہے۔ اس میں اردو حروف تہجی، اردو لکھنا، اردو قواعد اور بہت کچھ شامل ہے۔ ایک ایسا پلیٹ فارم ہے جو اساتذہ کو اپنے پسندیدہ موضوعات پر آن لائن کورسز بنانے کی اجازت دیتا ہے۔ یہ ابتدائی تا انٹرمیڈیٹ سطح کے سیکھنے والوں کے لیے اردو پڑھنے اور لکھنے کا ایک مکمل کورس ہے۔ اس کورس کو کرنے اور مطلوبہ مشق کرنے کے بعد خواہشمند، اردو زبان آسانی سے پڑھنا اور لکھنا شروع کر دے گا۔

Udemy پلیٹ فارم کی خصوصیات

- آپ آسانی سے اردو کتابیں پڑھ سکیں گے۔
- آپ اردو زبان میں لکھ سکیں گے۔
- آپ تمام حروف تہجی کا صحیح تلفظ کر سکیں گے۔
- اردو زبان پڑھنے اور لکھنے کی مہارت پیدا کر سکیں گے۔

آموزش (Aamozish): یہ اب ریختہ لرننگ کے نام سے جانا جاتا ہے، ایک آن لائن پلیٹ فارم ہے جو اردو زبان، ادب اور ثقافت سیکھنے کے لیے کورسز پیش کرتا ہے۔ آموزش کا

مقصد آموز گار کو اردو میں مہارت حاصل کرنے میں مدد کرنا ہے تاکہ وہ اپنے پسندیدہ اردو شاعروں اور ادیبوں کو پڑھ سکیں۔ پلیٹ فارم کی خصوصیات میں، پیش رفت کو جانچنے اور ٹریک کرنے کے لیے کوئز، مستقبل کے حوالے کے لیے بک مارک صفحات، بڑے فارمیٹ والے ٹیکسٹ اینیمیشنز اور مثالیں، ماسٹر کیلیگرافرز کی ویڈیوز اور مناسب تلفظ سیکھنے میں مدد کے لیے آڈیو اشارے شامل ہیں۔

رسم الخط (Rasm-ul-Khat): ایک ایسا کورس جو آموز گار کو اردو پڑھنا سیکھنے میں مدد کرنے کے لیے سائنسی نقطۂ نظر کا استعمال کرتا ہے۔ اس کے دو حصے ہیں۔

1۔ الفاظ حصہ اول (Alfaaz part I) اردو الفاظ سیکھنا: یہ پلیٹ فارم شاعرانہ مثالوں کے ذریعے اردو کے سب سے پیارے الفاظ کو دریافت کرنے کے لیے ایک انٹرا یکٹو کورس فراہم کرتا ہے۔

2۔ الفاظ حصہ دوم (Alfaaz part II): ایک کورس جس میں مقبول شاعرانہ الفاظ کا ایک مجموعہ شامل ہے اور تکمیل پر سرٹیفکیشن پیش کرتا ہے۔

اس پلیٹ فارم کی خصوصیات

- اس پلیٹ فارم میں انتہائی انٹرا یکٹو کورسز مہیا کیا جاتا ہے اور مزید دریافت کرنے کے لیے اردو اسکرپٹ اور الفاظ سیکھ سکتے ہیں۔
- یہ پلیٹ فارم آپ کی اپنی رفتار سے، کسی بھی وقت اور کہیں بھی سیکھنے کی لچک فراہم کرتا ہے، ایک مخصوص اور پرکشش آن لائن سیکھنے کے تجربے کو یقینی بناتا ہے۔
- ریختہ فاؤنڈیشن کا نیا لرننگ پلیٹ فارم، زبان، ادب اور ثقافت سیکھنے کا منفرد تجربہ فراہم کرنے کے لیے بنایا گیا ہے اور یہ بہت مفید ہے۔
- اس پلیٹ فارم سے کورس کی تکمیل پر ہمیں سند فراہم کرائے جاتے ہیں اور نئے علم کے حصول کے لیے اپنے عزم کا اظہار کرنے میں کام آتی ہے۔

E-kitaab (ای کتاب): نیشنل کونسل فار پروموشن آف اردو لینگویج (NCPUL) کے ذریعہ تیار کردہ ایک مفت اردو Pub-e بک ریڈر ایپ ہے۔ یہ نستعلیق فونٹ کو

سپورٹ کرتا ہے اور شاعری، افسانہ، نان فکشن، بچوں کے ادب اور دیگر موضوعات پر کتابیں پیش کرتا ہے۔ایپ آئی پیڈ، آئی فون، اینڈ رائیڈ ڈیوائسز اور ڈیسک ٹاپ کے ساتھ مطابقت رکھتی ہے۔

E-Kitaab پلیٹ فارم کی خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں:

- مفت ڈاؤن لوڈ کر سکتے ہیں اور حسب ضرورت اس کا استعمال کر سکتے ہیں۔
- یہ آموز گار کو ای ریڈنگ کا بہترین تجربہ فراہم کر کے ساتھ آسانی سے پڑھنے کے قابل بناتا ہے۔
- شوقیہ مصنفین کو ان کی تخلیقات مفت شائع کرنے کا موقع اور ترغیب دیتا ہے۔
- پیشہ ور مصنفین کی حوصلہ افزائی کرنا کہ وہ اپنی کتابیں پوری دنیا میں فروخت کریں۔

اختراعی زبان(Innovative Language): یہ زبان سیکھنے کا ایک پلیٹ فارم ہے جو UrduPod101.com اور Innovative 101 ایپ کے ذریعے اردو اسباق پیش کرتا ہے۔

UrduPod10.com: آڈیو اور ویڈیو اسباق، الفاظ کی تعمیر کے ٹولز اور ہفتہ وار نئے اسباق کے ساتھ زندگی بھر کے مفت اکاؤنٹس پیش کرتا ہے۔اپ گریڈ شدہ اکاؤنٹس میں 50 سے زیادہ محفوظ شدہ اسباق اور PDF اسباق کے نوٹ تک رسائی شامل ہے۔

Innovative 101 app: یہ اینڈ رائیڈ، آئی فون، آئی پیڈ اور کنڈل فائر کے لیے دستیاب ایک مفت ایپ ہے جو 34 زبانوں میں اسباق پیش کرتی ہے۔ایپ میں پیش رفت کو ٹریک کرنے اور اسباق میں تیزی سے شمولیت کے لیے ایک ڈیش بورڈ شامل ہے۔

اس پلیٹ فارم کی خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں:

- یہ پلیٹ فارم UrduPod101.com آموز گار کو ایک مفت لائف ٹائم اکاؤنٹ فراہم کرتا ہے۔
- اس پلیٹ فارم پر آپ سب سے تیز، آسان اور سب سے زیادہ تفریحی طریقے سے اردو سیکھ سکیں گے۔

- اس پلیٹ فارم میں نئے آڈیو اور ویڈیو اسباق ہفتہ وار جاری کیے جاتے ہیں، اس کے علاوہ، آپ اپگریڈ شدہ اکاؤنٹ کے ساتھ 50 سے زیادہ محفوظ شدہ اسباق سے لطف اندوز ہوں گے۔

اس پلیٹ فارم کی خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں:

- یہ پلیٹ فارم آموزگار کو سیکھنے کا تجربہ حاصل کرنے کے لیے موقع دیتا ہے۔
- یہ انحصار پیدا کرتا ہے اور ضرورت کے مطابق استعمال کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔
- یہ اپنی تاثیر، سادگی اور فوری اور ٹھوس نتائج پیدا کرنے کی صلاحیت کے لیے نمایاں ہے۔

Mondly: یہ ایک ایسا پلیٹ فارم ہے جو ہمیں زبان سیکھنے کی ایپ فراہم کرتا ہے جو اردو سیکھنے کا ایک پرلطف اور موثر طریقہ پیش کرتا ہے۔ یہ زبان سیکھنے میں صارفین کی مدد کے لیے اسپیچ ریکگنیشن اور چیٹ بوٹ ٹیکنالوجیز کا استعمال کرتا ہے۔ باقاعدہ مشق کے ساتھ، Mondly صارفین کو اردو میں روانی حاصل کرنے اور ان کی سننے کی سمجھ کو بہتر بنانے میں مدد کر سکتا ہے۔ یہ پلیٹ فارم صارفین کو زبان سیکھنے میں مدد کرنے کے لیے متعدد خصوصیات فراہم کرتا ہے، مثلاً:

MondlyAR: یہ ایک اوتار "استاد" کا استعمال کرتا ہے تاکہ کمرے میں ورچوئل اشیا کو سکھایا جا سکے، صارفین کو گفتگو میں مشغول کیا جا سکے اور فوری تلفظ کی رائے فراہم کی جا سکے۔

MondlyVR : یہ ورچوئل رئیلٹی لینگویج سیکھنے کی ایک ایپ ہے جو Steam اور Oculus Store پر دستیاب ہے۔

Mondly Kids: یہ چھوٹے بچوں کے لیے زبان سیکھنے کی ایپ ہے۔

Hello Talk: یہ پلیٹ فارم ایک لینگویج ایکسچینج ایپ ہے جو آپ کو مقامی بولنے والوں سے مفت جوڑ کر اردو سیکھنے میں مدد کر سکتی ہے۔

Practice with native speakers: یہ پلیٹ فارم متن، آواز یا ویڈیو کے ذریعے اردو میں مقامی بولنے والوں کے ساتھ چیٹ کرتا ہے۔ آپ باہمی تعاون کے ساتھ سیکھنے کے تجربے کے لیے گروپ مباحثہ میں بھی شامل ہو سکتے ہیں۔

Use language tools:اس پلیٹ فارم سے آپ ترجمہ، ٹرانسکرپشن اور ٹرانسلیٹریشن ٹولزتک رسائی حاصل کرسکتے ہیں جس سے آپ کوسیکھنے میں مدد ملے گی۔

Italki:ایک مقبول آن لائن پلیٹ فارم ہے جوزبان سکھنے والےاورمقامی بولنےوالوں کومختلف اسباق کے ذریعے جوڑتا ہے۔اگرآپ اردوسیکھنے میں دلچسپی رکھتے ہیں تو یہ ایک بہترین آپشن ہوسکتا ہے۔جوزبان سیکھنے میں آپ کی مددکرسکتا ہے۔اس پلیٹ فارم پر اساتذہ کی تفصیلی پروفائلزفراہم کی جاتی ہیں جہاں آپ ان کے تدریسی تجربے کےنقطۂ نظر اوراہلیت کے بارے میں پڑھ سکتے ہیں،آپ ان کےتدریسی اندازکوسمجھنے کے لیےتعارفی ویڈیوزبھی دیکھ سکتے ہیں۔اس پلیٹ فارم پراساتذہ مختلف قسم کےاسباق پیش کرتے ہیں جس سے بات چیت کی مشق،قواعداورالفاظ کےاسباق پڑھنےاورلکھنے یاامتحان کی تیاری میں مددمل سکتی ہے۔ لچک کویقینی بنانے کے لیے پلیٹ فارم متعددٹائم زونز میں کام کرتا ہے۔

کتابیات اورحوالہ جات

1. Ahmad, & AlKjhanjari. (2022, January). Effect of Moodle on learning: An Oman perception. International Journal of Digital Information and Wireless Communication (IJDIWC), 4.

https://www.researchgate.net/publication/230771481_Effect_of_Moodle_on_learning_An_Oman_perception

2. Chitra, & Raj. (2018, April 21). E-Learning. Journal of Applied and Advanced Research, 3, s11-s13. https://www.researchgate.net/publication/325086405_E Learning/link /5af5b5db0f7e9b026bceb9b0/download

3. Gudkova, Reznikova, Samoletova, &Sytnikova. (2021). Effectiveness of Moodle in student's independent work .E3S Web of Conferences 273.

https://doi.org/10.1051/e3sconf/202127312084
4. Kaurand, &P.Surwade. (2021, March 1). Some Basic Concepts of Open Source Software's [English]. In Basics of Open Source S/w.
https://www.researchgate.net/publication/349684952_Some_Basic_Concepts_of_Open_Source_Software's/link/603ca4cba6fdcc37a85d6df8/download
5. Oliech, &otieno. (2018, december). Impact of MOODLE as an open-source e-learning platform on students' performance: a case study of jomokenyatta university of science and technology (jkuat).International Journal of Recent Research in Social Sciences and Humanities (IJRRSSH), 5(4), 265-284.
https://www.paperpublications.org/upload/book/IMPACT%20OF%20MOODLE%20AS%20AN%20OPEN-1271.pdf
6. Rojpibulstit, Suealek, &Peerapolchaikul. (2019). Students' Attitudes towards the Effectiveness of Moodle Platform at Preclinical-Medical Level in PBL Curriculum. STUDIES IN LOGIC, GRAMMAR AND RHETORIC, 60(73), 61-74. https://doi.org/10.2478/slgr-2019-0045
7. S.Kauts, & Kaur. (2021, July). Effectiveness of Moodle-LMS on the Academic Achievement and Student Satisfaction among IX grade Mathematics Learners. Turkish Online Journal of Qualitative Inquiry(TOJQI), 12(3), 1544-1553.
https://www.tojqi.net/index.php/journal/article/view/1524/797
8. Yüksel. (2022, March 7). The Effect of Moodle-

Integrated Learning Platform on ELT Pre-service Teachers' General Pedagogical Knowledge .The International Journal of Technology in Education (IJTE) Is a Peer-Reviewed Scholarly Online Journal, 5(2), 235-248. https://doi.org/10.46328/ijte.283

ریسرچ اسکالر
شعبۂ تربیت اساتذہ و نیم رسمی تعلیم (آئی-اے-ایس-ای)
فیکلٹی برائے تعلیم، جامعہ ملیہ اسلامیہ،
نئی دہلی

پروفیسر
شعبۂ تربیت اساتذہ و نیم رسمی تعلیم (آئی-اے-ایس-ای)
فیکلٹی برائے تعلیم، جامعہ ملیہ اسلامیہ،
نئی دہلی

ڈاکٹر علی حیدر
ڈاکٹر آفاق ندیم خان

اردو ذریعۂ تعلیم اسکولوں میں سائنس کی تدریس: مسائل اور ان کا تدارک

تلخیص: اردو ذریعۂ تعلیم اسکولوں میں سائنس کی تدریس سے متعلق مسائل ہندوستان میں تعلیمی اصلاحات اور اردو بولنے والی آبادی کی سماجی و اقتصادی صورت حال سے گہرے طور پر مربوط ہیں۔ قومی تعلیمی پالیسی 2020 اور پائدار ترقی کے اہداف مادری زبان کے ذریعے تعلیم میں معیاری تدریس کو فروغ دینے کی اہمیت پر زور دیتے ہیں۔ اردو ذریعۂ تعلیم اسکولوں میں بنیادی ڈھانچے اور وسائل کی کمی کے باعث طلبہ سائنسی مہارتوں میں پیچھے رہ جاتے ہیں۔ اردو ذریعۂ تعلیم میں سائنس کی تدریس زبان، ثقافت اور تدریسی وسائل کی کمی کے مسائل سے دوچار ہے۔ لسانی رکاوٹیں سائنسی تصورات کو سمجھنے میں دشواری پیدا کرتی ہیں جب کہ تدریسی مواد کی محدود دستیابی طلبہ اور اساتذہ کے لیے مشکلات پیدا کرتی ہے۔ اس مقالہ میں بہار کے اردو ذریعۂ تعلیم اسکولوں کے سائنس اساتذہ کے تجربات کا تجزیہ کیا گیا۔ نیم ساختہ انٹرویوز کے ذریعے حاصل شدہ اطلاعات و معلومات کے موضوعاتی تجزیے سے یہ منکشف ہوا کہ اساتذہ کو وسائل کی کمی، تربیت کے فقدان اور نصاب سے متعلق مسائل سے نبرد آزما ہونا پڑتا ہے۔ مقالے میں تعلیمی اصلاحات، لسانی رکاوٹوں کے خاتمے اور پیشہ ورانہ ترقی کے فروغ کی تجاویز پیش کی گئی ہیں تاکہ اردو ذریعۂ تعلیم میں سائنس کی معیاری تدریس کی راہ آسان ہو۔

کلیدی الفاظ: اردو ذریعۂ تعلیم اسکول، سائنس کی تدریس، تعلیمی اصلاحات، قومی تعلیمی

پالیسی 2020، پائدار ترقی کے اہداف، مادری زبان، سائنسی مہارتیں۔

تعارف:

اردو ذریعۂ تعلیم اسکولوں میں تدریسِ سائنس کے چیلنجز وسیع تر تعلیمی اصلاحات اور ہندوستان میں اردو بولنے والی آبادی کو متأثر کرنے والے سماجی و اقتصادی عوامل سے گہرے طور پر منسلک ہیں۔ پائے دار ترقی اہداف (SDG-4) اور قومی تعلیمی پالیسی 2020، تمام ہندوستانی بچوں کے لیے 15 سالہ معیاری تعلیم حاصل کرنے کی ضرورت پر زور دیتی ہے۔ اس سے ایک اہم سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا معیاری تعلیم فراہم کرنے کے لیے عام طور پر اردو ذریعۂ تعلیم اور خاص طور پر سائنس کی تعلیم میں مؤثر طریقے سے اصلاح کی جاسکتی ہے؟ اردو اور اس کے ذریعۂ تعلیم کے فروغ کے لیے سرکاری اور غیر سرکاری تنظیموں کے مختلف مثبت اقدامات کے باوجود دونوں میں نمایاں کمی دیکھی گئی ہے۔ 2011 کی مردم شماری کے مطابق اردو بولنے والوں کی تعداد ہندوستانی آبادی کا صرف 4.2 فیصد ہے جو اردو ذریعۂ تعلیم سے مستفید ہونے والے طلبہ کی کم ہوتی تعداد کی نشان دہی کرتی ہے۔ اردو ذریعۂ تعلیم اسکولوں کے لیے بنیادی ڈھانچہ اور ایسے وسائل جن کے نتیجے میں آموزش کا سازگار ماحول پیدا ہوتا ہے اکثر ناکافی ہوتے ہیں اور طلبہ کو مستقبل کے تعلیمی اور پیشہ ورانہ مواقع سے آراستہ کرنے میں ناکام ثابت ہوتے ہیں۔ سائنس کی تعلیم اردو ذریعۂ تعلیم کا ایک لازمی جزو ہے جسے اہم مسائل درپیش ہیں۔

سائنس کی تعلیم کی اہمیت بہت زیادہ ہے کیوں کہ اس کے ذریعہ اساتذہ، طلبہ میں ضروری مہارتوں کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ تاہم سائنس کی تعلیم ذریعۂ تعلیم کی زبان سے بہت زیادہ متاثر ہوتی ہے۔ اردو ذریعۂ تعلیم ہندوستان کے علمی منظر نامے کا ایک لازمی حصہ رہا ہے جو اردو بولنے والے طلبہ میں سائنسی تفہیم اور تنقیدی فکر کی پرورش و پرداخت میں نمایاں طور پر معاون ہوتی ہے۔ اردو ذریعۂ تعلیم نظام میں اساتذہ کو ناکافی وسائل، تربیت کی کمی، مؤثر تیاری کا فقدان اور امتحان وغیرہ سے متعلق مسائل درپیش ہوتے ہیں۔ دیگر تعلیمی اداروں کے برعکس اردو ذریعۂ تعلیم کے تعلیمی ادارے بھی قوم کے لیے

مستقبل کے اچھے شہری تیار کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ تعلیم کے اس نظام میں زبان، ثقافت اور سیاق وسباق کا باہمی تعامل منفرد مسائل اور چیلنجز پیش کرتا ہے جو سائنس کی تعلیم کے معیار پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ سائنس سیکھنے میں زبان کا کردار سب سے اہم ہوتا ہے۔ سائنسی اصطلاحات وتصورات کی تفہیم میں درپیش لسانی رکاوٹیں طالب علم کی سمجھ اور مصروف کار رکھنے میں سدراہ بن سکتی ہیں۔ مزید یہ کہ ثقافتی عوامل جیسے اردو زبان میں وسائل اور تدریسی مواد کی دستیابی، طلبہ اور اساتذہ دونوں کے سیکھنے کے تجربات کو تشکیل دیتے ہیں۔

اس مقالے کا مقصد اردو ذریعۂ تعلیم اسکولوں میں سائنس کی تدریس سے منسلک درپیش مسائل کی نشان دہی کرنا، مختلف تحقیقات کی روشنی میں ان سے نمٹنے کے لیے تدارکی تدابیر پر روشنی ڈالنا اور اس کے ساتھ ساتھ زبان کی رکاوٹوں کو دور کرنے، نصاب کو ترتیب دینے اور پیشہ ورانہ ترقی کا فروغ کر کے کثیر لسانی سیاق وسباق کے ضمن میں تعلیمی اصلاحات کے مباحثوں میں نمایاں طور پر معاونت کرنا ہے۔

طریقۂ کار: اس مطالعہ کے لیے کیفیتی تحقیق کا طریقۂ کار استعمال کیا گیا ہے۔ اس میں صوبہ بہار کے اردو ذریعۂ تعلیم اسکولوں کے ثانوی اسکولوں کے سائنس کے اساتذہ کے تجربات پر توجہ مرکوز کی گئی۔ شرکا کا انتخاب مقصدی نمونے کے ذریعے کیا گیا تاکہ یہ یقینی بنایا جاسکے کہ ان کے پاس سائنسی مضامین خاص طور پر طبیعیاتی سائنس، کیمیائی سائنس یا حیاتیاتی سائنس کی تدریس سے متعلق تدریسی تجربات ہوں۔ معلمین کے تصورات، مشاہدات اور نقطہ ہائے نظر سے آگاہی کے لیے اردو زبان میں نیم ساختہ ٹیلی فونک انٹرویوز کا استعمال کرتے ہوئے اطلاعات جمع کی گئی ہیں۔ کلیدی مسائل کی شناخت کے ساتھ نقل شدہ اطلاعات کے تجزیے کے لیے موضوعاتی تجزیہ کا طریقہ بروئے کار لایا گیا ہے۔ اطلاعات کے تجزیے سے حاصل معلومات کو اردو ذریعۂ تعلیم اسکولوں میں تدریسِ سائنس سے متعلق درپیش مسائل، مسائل سے نمٹنے کے لیے تدابیر اور اردو ذریعۂ تعلیم میں سائنس کی تدریس کے لیے مستقبل کی سمت کے ذیلی موضوعات کو موضوع بحث بنایا گیا ہے اور اس کی بنیاد پر نتائج اخذ کرنے کی سعی کی گئی ہے۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

اردو ذریعۂ تعلیم اسکولوں میں تدریسِ سائنس سے متعلق درپیش مسائل: اردو ذریعۂ تعلیم اسکولوں میں تدریسِ سائنس کا معیار طویل عرصے سے تشویش کا باعث رہا ہے جس میں متعدد مسائل مؤثر تدریس وآموزش میں رکاوٹ پیدا کرتے ہیں۔ ان مسائل سے نمٹنا اس بات کو یقینی بنانے کے لیے بہت اہم ہے کہ اساتذہ اعلیٰ معیار کی سائنس کی تعلیم فراہم کرنے اور طلبہ میں اس مضمون کے تئیں دلچسپی کو فروغ دینے کے لیے اچھی طرح سے لیس ہیں۔ اردو ذریعۂ تعلیم میں سائنس کی تدریسی اثر آفرینی میں درج ذیل مسائل رکاوٹ پیدا کرتے ہیں۔

(i) اردو ذریعۂ تعلیم میں سائنس کے ماہر اساتذہ کی کمی:

اردو ذریعۂ تعلیم میں سائنس کی تعلیم میں ایک بنیادی مسئلہ سائنس خاص طور پر طبیعیاتی سائنس، کیمیائی سائنس اور ریاضی کے اساتذہ کی کمی ہے۔ متنوع تعلیمی پس منظر کے حامل اساتذہ کو صرف اس لیے سائنس کی تدریس کی ذمہ داری سونپ دی جاتی ہے کیوں کہ وہ اردو زبان جانتے ہیں۔ ایسے اساتذہ سائنس کی بنیادی معلومات کے بغیر سائنسی مضامین کی تدریس کرتے ہیں۔ سائنسی معلومات، مہارت اور رویہ کی عدم موجودگی میں ایسے اساتذہ کے سامنے مختلف مسائل درپیش ہوتے ہیں۔ ان مسائل سے نمٹنے کے لیے اساتذہ مختلف عملی حکمتیں اپناتے ہیں لیکن ان مضامین کو مؤثر طریقے سے پڑھانے کے لیے اساتذہ کو نمایاں پیشہ ورانہ مہارتوں کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ بہت سے اساتذہ سائنسی اصطلاحات میں دشواری محسوس کرتے ہیں جو انگریزی یا ہندی میں تو دستیاب ہیں لیکن ان کے لیے اردو زبان میں مترادف اصطلاح موجود نہیں ہے۔ اس سے اساتذہ کے ساتھ ساتھ طلبہ بھی غلط فہمیوں کا شکار ہوتے ہیں جو ان میں اعتماد کی کمی کا باعث بنتے ہیں۔

(ii) مناسب وسائل کی کمی: سائنس کی مؤثر تدریس کے ضمن میں ایک اہم مسئلہ درکار وسائل تک محدود رسائی ہے۔ اگرچہ نصابی کتب اور دیگر وسائل اردو میں دستیاب کرائے جارہے ہیں پھر بھی مناسب وسائل کی کمی سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ چونکہ سائنس کی تجربہ گاہ اوران میں مطلوبہ آلات کی کمی سے طلبہ سائنس کا تجربہ کرنے سے محروم رہتے ہیں اس لیے

سائنسی تصورات کی تشکیل وقتی طور پر تو ہوتی ہے لیکن مستحکم نہیں ہو پاتی۔اس سے سائنس کے بنیادی اصولوں کو سمجھنے میں دشواری پیدا ہوتی ہے۔اردو ذریعۂ تعلیم کے لیے تیار کردہ تدریسی معاون آلات میں کمی سے یہ مسئلہ اور پیچیدہ ہو گیا ہے۔

(iii) درسیات اور اردو ذریعۂ تعلیم کی زبان میں عدم مماثلت: ہندوستان میں سائنس کے اساتذہ خصوصاً اردو ذریعۂ تعلیم کے اساتذہ کے لیے صورت حال پیچیدہ ہے۔ بنیادی طور پر سائنس کی درسیات کی ترتیب اور تدریس کی زبان اور درسیات کی زبان کے درمیان مماثلت یا تو بالکل نہیں ہے یا اس میں بہت کم ربط ہے۔تدریس کی زبان اور درسیات کی زبان کے درمیان عدم مماثلت اکثر الجھن اور غیر موثر تدریسی طریقوں کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔اردو ذریعۂ تعلیم کے اسکولوں میں بہت سے اساتذہ کو ایسے نصاب کا استعمال کرتے ہوئے سائنسی تصورات کو پڑھانے کا چیلنج ہوتا ہے جو بنیادی طور پر انگریزی، ہندی یا ریاستی زبان میں دستیاب ہے۔ یہ زبان کی رکاوٹ اساتذہ اور طلبہ دونوں کے لیے یکساں طور پر سائنس کی تفہیم میں رکاوٹ بنتی ہے۔سائنسی اصطلاحات کا پیچیدہ اردو ترجمہ اور سائنس کی نصابی کتابوں میں نسبتاً مشکل اردو زبان کے استعمال سے اساتذہ اور طلبہ کے لیے اضافی رکاوٹیں پیدا ہوتی ہیں۔ یہ لسانی مسائل غلط فہمیوں اور ضروری سائنسی نظریات تک رسائی میں وضاحت کی کمی کا باعث بنتے ہیں۔اساتذہ اکثر سائنس کے کمرۂ جماعت میں کوڈ سوئچنگ یعنی مختلف زبانوں کے استعمال پر انحصار کرتے ہیں، کیونکہ اس سے سائنسی تصورات کی پیچیدگیوں سے نبرد آزما متعلم کی فہم بہتر ہو سکتی ہے۔تاہم کوڈ سوئچنگ کا محتاط اور منصفانہ استعمال بہت ضروری ہے۔اردو زبان میں وسائل اور تدریسی مواد کی کمی، سائنسی اصطلاحات کو سمجھنے میں لسانی رکاوٹوں کے ساتھ، اساتذہ اور طلبہ دونوں کے لیے بڑی رکاوٹیں ہیں۔ اساتذہ کے لیے پیشہ ورانہ ترقی کے محدود مواقع ان مسائل کو مزید بڑھا دیتے ہیں کیونکہ وہ نفس مضمون کے علم اور زبان کی مہارت میں فرق کو ختم کرنے کے لیے جدوجہد کرتے ہیں۔

مسائل سے نمٹنے کی تدابیر: اردو ذریعۂ تعلیم کے اسکولوں میں سائنس کی تعلیم میں اساتذہ کو درپیش چیلنجز سے مؤثر انداز میں نمٹنے کے لیے درج ذیل تدابیر کو بروئے کار لایا جا سکتا ہے:

(i) سائنس کی درسیات میں اصلاحات: سائنس کی درسیات کو طلبہ کی ضروریات اور ان کی ذہنی ولسانی سطح سے آہنگ کرتے ہوئے اس کے معیار کو برقرار رکھ کر سائنس کے مضامین کے تئیں طلبہ کی بے چینی اور گھبراہٹ کم کی جا سکتی ہے۔خوش آئند بات یہ ہے کہ قومی تعلیمی پالیسی 2020 نے اس طرح کی ہم آہنگی کی جانب اشارہ کیا ہے۔یہ پالیسی، مواد کے بوجھ کو کم کرنے اور تخلیقی ذہنیت کے ساتھ تجرباتی آموزش کے مواقع فراہم کرنے پر زور دیتی ہے۔این۔سی۔ای۔آر۔ٹی۔تمام جماعتوں کے لیے نصابی کتب کو معقول بنانے کی مشق شروع کر چکی ہے۔اس کے علاوہ نصاب تیار کرنے والے ماہرین کے لیے تعلیمی پروگراموں کو ڈیزائن کرتے وقت طلبہ کے لسانی پس منظر پر غور کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ اس میں ذولسانی یا سہ لسانی وسائل پیدا کرنا یا اس بات کو یقینی بنانا کہ سائنسی اصطلاحات اردو میں بھی قابل رسائی ہوں مسائل کو کافی کم کر سکتے ہیں۔

(ii) اساتذہ کے لیے پیشہ ورانہ ترقی: اساتذہ کی مسلسل تربیت کا اہتمام اساتذہ کو مناسب طریقے سے تیار کرنے کے لیے موثر حکمت عملیوں سے آراستہ کرے گی۔جامعہ ملیہ اسلامیہ، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی اور مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی میں اردو میڈیم اساتذہ کی تدریسی صلاحیتوں کو بہتر بنانے کے لیے ایسے اقدامات کیے جا رہے ہیں۔ یہ ادارے تدریسی طریقوں کو تیار کرنے پر توجہ مرکوز کرتے ہیں جو اردو کی تعلیم کو زیادہ موثر اور دلچسپ بناتے ہیں۔تاہم زیادہ وسیع اثرات کو یقینی بنانے کے لیے اس طرح کے اقدامات کو بڑے پیمانے پر کرنے اور رسائی کو مزید بہتر کرنے کی ضرورت ہے۔ان کوششوں میں نصاب ک تجدید کاری، مواصلاتی ترسیلی آلات کی شمولیت اور ایسے وسائل تک رسائی فراہم کرنا شامل ہے جو اساتذہ کو عصری چیلنجوں سے نمٹنے کا اہل بناتے ہیں۔ یونیورسٹیوں، سرکاری ایجنسیوں اور تعلیمی اداروں کے درمیان باہمی تعاون کے پروگرام ان اقدامات کو مزید مؤثر بنا سکتے ہیں جو پیشہ ورانہ ترقی کو جامعیت اور اثر پذیری سے ہم کنار کر سکتے ہیں۔

پیشہ ورانہ ترقی کے پروگراموں کا انعقاد اور خاص طور پر اردو میڈیم اساتذہ کے لیے تیار کردہ وسائل، درسیات کے تقاضوں اور تدریسی صلاحیتوں کے درمیان فرق کو ختم

کرنے میں مدد کر سکتے ہیں۔اس میں تدریسی امدادی اشیا، دستی کتب اور تربیتی کورسز کی فراہمی شامل ہے جو اردو ذریعۂ تعلیم کو درپیش منفرد نوعیت کے مسائل کا تدراک کرتے ہیں۔اس کے علاوہ اردو ذریعۂ تعلیم کے اسکولوں میں تدریسی مواد اور تجربہ گاہ کے آلات تک رسائی میں اضافہ طلبہ کے سائنسی تصورات کے ساتھ مصروفیت کو بڑھانے کے لیے ناگزیز ہیں۔

(iii) ثقافتی طور پر متعلقہ اور مقامی تدریسی اکتسابی امدادی مواد کو تیار کرنا: اردو ذریعۂ تعلیم کے اسکولوں میں سائنس کی تعلیم کے تناظر میں، ثقافتی لحاظ سے متعلقہ اور مقامی تدریسی مواد تیار کرنا لسانی تفریق کو ختم کرنے اور طلبہ کی سمجھ کو بہتر کرنے کے لیے بہت ضروری ہے۔ یہ مواد مانوس ثقافتی سیاق وسباق کو شامل کر کے اور اردو زبان کا استعمال کرتے ہوئے سائنسی تصورات کو مزید بامعنی اور قابل رسائی بناتے ہیں۔اس سے طلبہ میں گہری تفہیم پیدا ہوتی ہے۔ڈیجیٹل وسائل کا استعمال جدید تدریسی طریقے مہیا کرتا ہے جو آموز گاروں کو متوجہ کرتا ہے اور انھیں حوصلہ فراہم کرتا ہے۔ڈیجیٹل پلیٹ فارم اردو بولنے والے طلبہ کی لسانی اور ثقافتی ضروریات کی خاص طور پر تکمیل کرتے ہوئے تعاملی اور موزوں مواد کی تخلیق میں معانت کرستے ہیں۔

سائنس کی تعلیم کے لیے مقامی وسائل تخلیقی صلاحیتوں، مصروفیت اور موضوع میں دلچسپی کی حوصلہ افزائی کے ساتھ کم لاگت میں سیکھنے کے عمل کو بہتر کر سکتے ہیں۔ یہ مواد طلبہ کے ماحول اور تجربات سے ہم آہنگ ہوتے ہیں اور سائنس کی تعلیم کو زیادہ بامعنی اور اثر انگیز بناتے ہیں۔تاہم ایسے کم لاگت، مقامی تدریسی وسائل کے ارتقا اور مؤثر استعمال کے لیے تربیت یافتہ اور قابل سائنس اساتذہ کی ضرورت ہوتی ہے۔پیشہ ورانہ ترقی کے پروگرام اور ورکشاپ کا انعقاد، اساتذہ کو ان وسائل کو تیار کرنے اور انھیں استعمال کرنے کی مہارتوں سے آراستگی کے لیے ضروری ہے۔ یہ طرز رسائی نہ صرف اردو ذریعۂ تعلیم کے اسکولوں میں سائنس کی تعلیم کی بنیاد کو مضبوط کرتا ہے بلکہ سیکھنے کے بہتر نتائج اور مضمون میں مستقل دلچسپی کے فروغ کا بھی باعث ہوتا ہے۔

(iv) کوڈ سوئچنگ کا معقول استعمال: کوڈ سوئچنگ (مختلف زبانوں کا بیک وقت استعمال) کی حوصلہ افزائی ایسے سیکھنے والوں کی سمجھ بوجھ بڑھا سکتی ہے جنھیں سائنس سے متعلق تصورات کی تفہیم میں دشواری محسوس ہوتی ہے۔کوڈ سوئچنگ ایک تدریسی حکمت عملی کے طور پر کام کرتی ہے جو زبان کے فرق کو ختم کرتی ہے اور تعلیم میں لسانی تنوع کو فروغ دیتی ہے۔ تاہم ذولسانی ماحول میں ذولسانیت اور بچوں کے لسانی رویے کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ بلاشبہ مادری زبان ریاضی اور سائنس جیسے مضامین میں سمجھ اور حافظہ کو بہتر بناتی ہے۔تاہم اس بات کو یقینی بنانے کے لیے دانش مندی کے ساتھ اس کا استعمال کیا جانا چاہیے۔

(v) باہمی اشتراکی تعلیم کو نافذ کرنا: طلبہ کے درمیان بات چیت اور بحث ومباحثہ کی حوصلہ افزائی کرنے والی تدابیر کے استعمال سے زبان کی رکاوٹوں کو کم کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔ یہ کمرۂ جماعت کے ماحول کو زیادہ جامع اور شمولیت والا بناتے ہیں۔اس کے علاوہ اس قسم کی تعلیم اسکولی سطح پر پڑوسی اسکولوں کے ساتھ شراکت داری، پیشہ ورانہ تربیتی ورکشاپ کے انعقاد میں سہولت فراہم کرسکتی ہے جو اردو ذریعۂ تعلیم میں سائنس کی تعلیم کے لیے موزوں جدید تدریسی طریقوں پر توجہ مرکوز کرتی ہے۔قومی تعلیمی پالیسی 2020 چھوٹے اسکولوں جو اکثر اقتصادی طور پر غیر مؤثر اور عملی طور پر پیچیدہ ہوتے ہیں ان سے وابستہ مسائل سے نمٹنے کے لیے اسکول کمپلیکس بنانے کی وکالت کرتی ہے۔ بہت سے اردو ذریعۂ تعلیم کے اسکول اپنے محدود وسائل کے باوجود وسائل کا اشتراک ،مثال کے طور پر باہمی تعاون سے تشکیل دی گئی تجربہ گاہ کی عملی کارکردگی کو بہتر بنا سکتے ہیں۔تاہم اس بات کی تفصیلات طے کرنی باقی ہیں کہ یہ مشترکہ کوششیں کس طرح مؤثر نفاذ میں سہولت فراہم کریں گی۔

اردو ذریعۂ تعلیم میں تدریسِ سائنس کی مستقبل کی سمت: آئندہ سالوں میں اردو ذریعۂ تعلیم میں تدریسِ سائنس کے لیے مسائل اور مواقع دونوں ہیں۔ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم مسائل کو چیلنج کے طور پر قبول کریں اور آئندہ کی راہ کو اس کے لیے آسان بنائیں۔ بصیرت سے پردہ اٹھانے اور معیاری تعلیم کو معاونت فراہم کرنے والی پالیسی کے فیصلوں سے آگاہ کرنے کے لیے مسلسل تحقیق ضروری ہے۔اردو ذریعۂ تعلیم میں تدریسِ سائنس کی مستقبل کی سمت کو درج ذیل اہم نکات میں بیان کیا جاسکتا ہے۔

- سائنس کی درسیات کو اردو بولنے والے متعلمین کی لسانی اور ثقافتی ضروریات کے ساتھ ہم آہنگ کرنا ضروری ہے۔
- بہتر سہولیات کے ذریعے طلبہ میں معلوماتی صلاحیتوں کو فروغ دینا۔
- اسے یقینی بنانے کے لیے کہ درسیات، عصری تعلیمی تقاضوں کی تکمیل کرتی ہیں اس کے نفاذ کا باقاعدگی سے جائزہ لینا۔
- تدریس کی جدید طرز رسائی جیسے پروجیکٹ پر مبنی آموزش جو طلبہ کو عملی طور پر علم کا استعمال کرنے کی اجازت دیتی ہے اور ثقافتی طور پر بامعنی تدریسیات کو مربوط کرتی ہے اسے شامل کرنا۔

خلاصہ: اردو ذریعۂ تعلیم اسکولوں میں سائنس کی تدریس کو مختلف سماجی، اقتصادی اور تعلیمی مسائل درپیش ہیں۔ یہ مسائل پائیدار ترقی کے اہداف (SDG-4) اور قومی تعلیمی پالیسی 2020 کے تحت معیاری تعلیم فراہم کرنے کے تقاضوں سے مربوط ہیں۔ ہندوستان میں اردو بولنے والے طلبہ کی محدود تعداد اور تعلیمی نظام میں وسائل اور تربیت کی کمی، سائنس کی تعلیم کو خاص طور پر متأثر کرتی ہے۔ اردو ذریعۂ تعلیم میں سائنس کی تدریس کے اہم مسائل میں سائنس کے ماہر اساتذہ کی کمی، تدریسی وسائل کی قلت، درسی مواد اور تدریسی زبان کے درمیان ہم آہنگی کی عدم موجودگی شامل ہیں۔ پیچیدہ اور گنجلک سائنسی اصطلاحات کا اردو ترجمہ اور مناسب تدریسی مواد کی عدم موجودگی جیسے مسائل تدریسی عمل کو مزید دشوار بناتے ہیں۔ ان مسائل کی وجہ سے طلبہ میں سائنسی تفہیم، تنقیدی فکر اور عملی تجربات کا فقدان پایا جاتا ہے۔ زیر بحث مطالعہ میں کیفیتی تحقیق کے ذریعے بہار کے اردو ذریعہ تعلیم اسکولوں کے اساتذہ کے تجربات کا تجزیہ کیا گیا۔ نتائج کے مطابق پیشہ ورانہ تربیت، بہتر وسائل کی فراہمی اور کثیر لسانی نصاب کی ترتیب و تنظیم سے اردو ذریعۂ تعلیم میں سائنس کی تدریس کو مؤثر بنایا جا سکتا ہے۔ اساتذہ کو درپیش لسانی اور تدریسی مسائل کو حل کرنا، تعلیمی اصلاحات کا ایک اہم پہلو ہے تاکہ اردو ذریعۂ تعلیم کے طلبہ کو مستقبل کے لیے بہتر طور پر تیار کیا جا سکے۔ مزید یہ کہ اردو ذریعۂ تعلیم کے اسکولوں میں سائنس کی تعلیم کو مؤثر بنانے کے لیے طلبہ کی

ضروریات اوران کی ذہنی ولسانی سطح سے ہم آہنگ سائنسی نصاب کی تشکیل، تخلیقی اور تجرباتی آموزش کے مواقع فراہم کرنا اور اردو زبان میں سائنسی اصطلاحات کی دستیابی کو یقینی بنانا ضروری ہے۔ اساتذہ کی پیشہ ورانہ ترقی کے لیے تربیتی پروگرام منعقد کیے جائیں اور تدریسی مہارتوں میں بہتری پر توجہ دی جائے۔ تدریسی مواد کو ثقافتی اور مقامی پس منظر سے ہم آہنگ کرتے ہوئے تیار کیا جائے اور ڈیجیٹل وسائل کا استعمال بڑھایا جائے۔ ذولسانی تدریس کی حکمت عملی کو اپناتے ہوئے طلبہ کی تفہیم میں اضافہ کیا جا سکتا ہے اور باہمی اشتراکی تعلیم کے ذریعے گفت وشنید اور وسائل کی شراکت کا فروغ بھی ممکن ہے۔ یہ اقدامات اردو ذریعۂ تعلیم میں سائنس کی تعلیم کے معیار کو بلند کرنے میں کلیدی کردار ادا کریں گے۔ اردو ذریعۂ تعلیم میں سائنس کی تدریس کے مستقبل کو بہتر بنانے کے لیے مسائل کو مواقع میں تبدیل کرنا ضروری ہے۔ اس کے لیے تحقیق اور بصیرت پر مبنی پالیسیاں کلیدی کردار ادا کریں گی۔ مستقبل کی سمت میں اردو بولنے والے طلبہ کی لسانی اور ثقافتی ضروریات کے مطابق سائنس کی درسیات تیار کرنا، طلبہ کی معلوماتی صلاحیتوں کو جدید سہولیات اور وسائل کے ذریعے فروغ دینا، عصری تعلیمی تقاضوں کی تکمیل کے لیے درسیات کے نفاذ کا باقاعدگی سے جائزہ لینا اور پروجیکٹ پر مبنی اور ثقافتی طور پر بامعنی تدریسی طریقوں کو تدریس کا حصہ بنانا ہوگا تاکہ طلبہ عملی طور پر علم کا استعمال کر سکیں۔ یہ حکمت عملی اردو ذریعۂ تعلیم میں سائنس کی معیاری تدریس کو فروغ دینے میں مددگار ثابت ہوگی۔

ماحصل: اردو ذریعۂ تعلیم میں سائنس کی تدریس، سماجی واقتصادی مسائل، محدود وسائل اور تدریسی مشکلات سے نبرد آزما ہے جو قومی تعلیمی پالیسی 2020 اور پائیدار ترقی اہداف کے تقاضوں کے مطابق معیاری تعلیم کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔ سائنس کے ماہر اساتذہ اور تدریسی وسائل کی کمی، درسی مواد اور تدریسی زبان کی ہم آہنگی کا فقدان اور سائنسی اصطلاحات کا اردو میں ترجمہ نہ ہونا تدریسی عمل کو مزید پیچیدہ بناتے ہیں جس سے طلبہ کی سائنسی تفہیم اور تنقیدی فکر متاثر ہوتی ہے۔ مختلف تحقیقات سے ظاہر ہوتا ہے کہ پیشہ ورانہ تربیت، کثیر لسانی نصاب اور ثقافتی و مقامی تدریسی مواد کی تیاری ان مسائل کا سد باب کر سکتی ہے۔ سائنسی

نصاب کو طلبہ کی لسانی و ذہنی سطح سے ہم آہنگ کرنا، تخلیقی و تجرباتی آموزش کے مواقع فراہم کرنا اور ڈیجیٹل وسائل کے استعمال کو فروغ دینا ناگزیر ہے۔ مزید برآں ذولسانی تدریس اور باہمی اشتراکی تعلیم سے تدریس کے معیار کو بہتر کیا جا سکتا ہے۔ یہ اقدامات اردو ذریعۂ تعلیم میں سائنس کی تدریس کو بہتر بنانے کے لیے کلیدی حیثیت کے حامل ہیں اور طلبہ کو مستقبل کے لیے تیار کرنے میں معاون ہوں گے۔

حوالہ جات

1. Arslan, M., Latif, S., & Sharif, I. (2023). Analyzing code-switching patterns in ESL teaching practices: A critical discourse analysis. Harf-o-Sukhan, 7(3), 192-213.

2. Cunningham, D. (2004). Formalising the Future of Languages Education. In D. Cunningham, Current Issues in Language Planning (Vol. 5, Issue 4, p. 424). Taylor & Francis.
https://doi.org/10.1080/14664200408668267

3. Forawi, S. (2015). Science Teacher Professional Development Needs in the United Arab Emirates. In S. Forawi, SensePublishers eBooks (p. 49).
https://doi.org/10.1007/978-94-6300-049-9_3

4. Haider, A., Taufeeque, M. K., & Alam, J. (2019). Academic Journey of Prospective Muslim Female Teachers. Think India Journal, 22(14), 6572-6582.

5. Henderson, J., & Wellington, J. (1998). Lowering the

language barrier in learning and teaching science. School Science Review, 79, 35-46.

6. Khanum, A., & Bashir, F. (2021). Information Competencies and Information Seeking Behavior in Digital Paradigms: A Case of Urdu Literature. In A. Khanum & F. Bashir, SAGE Open (Vol. 11, Issue 4, p. 215824402110544). SAGE Publishing. https://doi.org/10.1177/21582440211054484

7. Khushnuma, Choudhary, F. R., & Durrani, R. (2020). Mother Tongue as Medium of Instruction for Effective Communication and Science Learning at Elementary Level. Global Educational Studies Review, V(IV), 42-50

Lee, O. (2001). Culture and language in science education: What do we know and what do we need to know? In O. Lee, Journal of Research in Science Teaching (Vol. 38, Issue 5, p. 499). Wiley. https://doi.org/10.1002/tea.1015

8. Nandwani, S., Rind, A. A., & Dool, M. A. (2021). Science Curriculum Implementation in Educational Settings: A Case of Public Secondary Schools of Sukkur, Sindh. In S. Nandwani, A. A. Rind, & M. A. Dool, Global Regional Review (p. 165). https://doi.org/10.31703/grr.2021(vi-i).18

9. Osman, K., Halim, L., & Meerah, S. M. (2006). What Malaysian Science Teachers Need to Improve their Science Instruction. A Comparison across Gender, School Location and Area of Specialization. In K. Osman, L. Halim, & S. M. Meerah, Eurasia Journal of Mathematics Science and Technology Education (Vol. 2, Issue 2). Modestum Limited.
https://doi.org/10.12973/ejmste/75453

10. Pyenson, L., Mathai, A. M., & Haubold, H. J. (2019). United Nations Education Program in Space Science and Technology 1988-2018. In L. Pyenson, A. M. Mathai, & H. J. Haubold, Creative Education (Vol. 10, Issue 10, p. 2219). Scientific Research Publishing. https://doi.org/10.4236/ce.2019.1010160

11. Rafi, M. S., & Fox, R. K. (2021). Translanguaging and Multilingual Teaching and Writing Practices at a Pakistani University. In M. S. Rafi & R. K. Fox, Huma Netten (Issue 45, p. 72).
https://doi.org/10.15626/hn.20204504

12. Ramzan, M., Aziz, A., & Ghaffar, M. (2021). A study of code-mixing and code-switching (Urdu and Punjabi) in children's early speech. Journal of Language and Linguistic Studies, 17(2), 869-881.

13. Siew, N. M., Amir, N., & Chong, C. L. (2015). The perceptions of pre-service and in-service teachers regarding a project-based STEM approach to teaching science. In N. M. Siew, N. Amir, & C. L. Chong, SpringerPlus (Vol. 4, Issue 1). Springer International Publishing. https://doi.org/10.1186/2193-1801-4-8

14. Simasiku, L., Kasanda, C., & Smit, T. (2015). Barriers to code switching in English Second Language medium classrooms. International Journal of English Literature and Culture, 3(1), 7-13.

15. Suleman, N., & Sibtain, M. (2019). The Role of Teachers, Students and Experts in Proposing and Evaluating Urdu Terms. Journal of Research, 13(2), 350-362.

16. Talukder, Md. M. R., Green, C., & Mamun-ur-Rashid, Md. (2021). Primary science teaching in Bangladesh: A critical analysis of the role of the DPEd program to improve the quality of learning in science teaching. In Md. M. R. Talukder, C. Green, & Md. Mamun-ur-Rashid, Heliyon (Vol. 7, Issue 2). Elsevier BV. https://doi.org/10.1016/j.heliyon.2021.e06050

17. Tarannum, R. (2019). The Challenges of Science Education in Secondary School Level: A Case Study

from Chakaria Upazila of Cox?s Bazar District. In R. Tarannum, Bangladesh Journal of Public Administration (Vol. 26, Issue 1).
https://doi.org/10.36609/bjpa.v26i1.26

Ministry of Education. (2020). National Education Policy 2020. Retrieved November 1, 2024, from
https://www.education.gov.in/sites/upload_files/mhrd/files/NEP_Final_English.pdf

https://jmi.ac.in/apdumt

اسسٹنٹ پروفیسر
شعبۂ تعلیمی مطالعات
فیکلٹی برائے تعلیم
جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی۔

ایسوسی ایٹ پروفیسر
شعبۂ تعلیمی مطالعات
فیکلٹی برائے تعلیم
جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی۔

ڈاکٹر سید حیات باشاہ

اردو اساتذہ کی ڈیجیٹل تربیت: ایک لازمی ضرورت

تلخیص: ڈیجیٹل تعلیم اور جدید ٹیکنالوجی نے درس و تدریس کے روایتی طریقوں میں انقلابی تبدیلیاں پیدا کی ہیں۔لیکن اردو زبان کے اساتذہ میں ڈیجیٹل مہارت کی کمی تعلیمی معیار میں بہتری کی راہ میں رکاوٹ بنی ہوئی ہے۔اس تحقیق سے اردو اساتذہ کی ڈیجیٹل تربیت کی موجودہ صورت حال، چیلنجز اور مستقبل میں ڈیجیٹل تعلیم میں اردو کے کردار پر روشنی پڑتی ہے۔ تحقیق سے ظاہر ہوتا ہے کہ ڈیجیٹل تربیت نہ صرف تدریس کے معیار کو بہتر بناتی ہے بلکہ طلبہ کو سیکھنے کے زیادہ مؤثر اور دلکش تجربے کی طرف لے جاتی ہے۔

جدید دور میں تعلیم میں ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کی شمولیت ایک اہم ضرورت بن چکی ہے۔اردو میڈیم اساتذہ کے لیے ڈیجیٹل تربیت کی فراہمی اس لیے بھی ناگزیر ہے کہ یہ تدریس کو مؤثر، دلچسپ اور طلبہ کے لیے زیادہ قابل فہم بناتی ہے۔ تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ ڈیجیٹل مہارتوں سے لیس اساتذہ طلبہ کی سیکھنے کی صلاحیت کو بہتر بنانے میں زیادہ کامیاب ہوتے ہیں۔مزید برآں ڈیجیٹل وسائل کی مدد سے اساتذہ، طلبہ کو تخلیقی اور عملی طور پر سیکھنے کے مواقع فراہم کر سکتے ہیں۔

اردو میڈیم اساتذہ کو ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کے استعمال میں کئی چیلنجز کا سامنا ہے جیسے تکنیکی مہارتوں کی کمی، اردو زبان کے لیے محدود ڈیجیٹل مواد اور تعلیمی اداروں میں جدید سہولیات کا فقدان۔ تحقیق سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ زبان کی رکاوٹیں اور ڈیجیٹل سہولیات کی کمی، اساتذہ کی ڈیجیٹل تربیت میں بڑی رکاوٹیں ہیں۔ان مسائل کو حل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اردو میڈیم اساتذہ کے لیے خصوصی ڈیجیٹل تربیتی پروگرام ترتیب دیے جائیں جن میں جدید تعلیمی ٹولز اور آن لائن وسائل کی تخلیق پر زور دیا جائے۔

یہ مضمون اردو میڈیم اساتذہ کی پیشہ ورانہ صلاحیتوں کی ترقی کے لیے ڈیجیٹل تربیت کی ضرورت کو اجاگر کرتا ہے اور تجویز پیش کرتا ہے کہ ایسے اقدامات اردو میڈیم تعلیم کے معیار کو بلند کرنے میں معاون ثابت ہوں گے۔ علاوہ ازیں اساتذہ کی تربیت کے ذریعے تعلیمی نظام کو 21 ویں صدی کے تقاضوں کے مطابق ہم آہنگ کیا جا سکتا ہے۔

کلیدی الفاظ: اردو میڈیم تعلیم، ڈیجیٹل تربیت، اساتذہ کی پیشہ ورانہ ترقی، ٹیکنالوجی کا انضمام، تعلیمی معیار، ڈیجیٹل تدریسی وسائل، تعلیمی چیلنجز۔

تعارف:

موجودہ دور میں تعلیم کے میدان میں ڈیجیٹل ٹیکنالوجی اور مصنوعی ذہانت (AI) کا کردار بے حد اہمیت اختیار کر چکا ہے۔ ڈیجیٹائزیشن نے نہ صرف تعلیم تک رسائی کو آسان بنایا ہے بلکہ طلبہ اور اساتذہ کے لیے سیکھنے کے عمل کو دلچسپ اور مؤثر بھی بنا دیا ہے۔ اردو تدریس روایتی طور پر کتابوں اور لیکچر پر مبنی رہی ہے، ڈیجیٹل تعلیم کے ذریعے ایک نئی جہت اختیار کر سکتی ہے۔ لیکن اس تبدیلی کے لیے اردو اساتذہ کی ڈیجیٹل مہارتوں میں بہتری لانا ناگزیر ہے۔

اردو اساتذہ کی ڈیجیٹل تربیت کا فقدان ان کی تدریسی کارکردگی پر منفی اثر ڈال سکتا ہے۔ جدید تعلیم کے تقاضوں کی تکمیل کے لیے اردو اساتذہ کو ٹیکنالوجی کے استعمال میں مہارت حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ اس مضمون میں ان چیلنجز کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے جو اردو اساتذہ کو ڈیجیٹل تربیت کے میدان میں درپیش ہیں اور ان چیلنجز سے نمٹنے کے لیے ممکنہ تدابیر بتائی گئی ہیں۔

اردو اساتذہ کے لیے ڈیجیٹل تربیت کی اہمیت

جدید دنیا میں ٹیکنالوجی اور ڈیجیٹل وسائل تعلیمی میدان میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ اردو اساتذہ کے لیے ڈیجیٹل تربیت نہ صرف تدریس کے روایتی طریقوں کو مؤثر بناتی ہے بلکہ تعلیم کے جدید تقاضوں کی تکمیل کے لیے انہیں مزید تیار کرتی ہے۔ ڈیجیٹل

تربیت اساتذہ کو طلبہ کے ساتھ زیادہ مؤثر انداز میں رابطہ قائم کرنے، جدید وسائل کا استعمال کرنے اور تعلیمی مواد کو دلچسپ اور تخلیقی انداز میں پیش کرنے کی صلاحیت فراہم کرتی ہے۔

ڈیجیٹل تربیت کی اہمیت

جدید ٹیکنالوجی کے استعمال میں مہارت

ڈیجیٹل تربیت، اردو اساتذہ کو کمپیوٹر، انٹرنیٹ اور دیگر ڈیجیٹل ٹولز کے مؤثر استعمال میں مہارت حاصل کرنے میں مدد بہم پہنچاتی ہے۔اس مہارت کے ذریعے اساتذہ نہ صرف اپنی تدریسی تدابیر کو بہتر بنا سکتے ہیں بلکہ طلبہ آموزش کے تجربے کو بھی بہتر بنا سکتے ہیں۔ تحقیق سے ظاہر ہوتا ہے کہ ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کے استعمال سے تدریس زیادہ انٹرایکٹو اور طلبہ کے لیے دلچسپ ہو جاتی ہے۔

مزید برآں تحقیق سے یہ بات ثابت ہے کہ اردو جیسی زبان کے اساتذہ کو اگر ڈیجیٹل مہارتوں سے لیس کیا جائے تو وہ اپنی کلاسوں میں تخلیقی انداز اپنانے کے قابل ہو سکتے ہیں۔احمد اور حسین (2020) نے اپنی تحقیق میں نشان دہی کی کہ ڈیجیٹل تربیت یافتہ اساتذہ طلبہ کی ضروریات کو بہتر طریقے سے سمجھ سکتے ہیں اور انہیں مخصوص مواد فراہم کر سکتے ہیں جو ان کے تعلیمی معیار کو بہتر بناتا ہے۔

ایک اور تحقیق (خان، 2019) کے مطابق، اردو اساتذہ کے لیے ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کا استعمال خاص طور پر مفید ہے کیونکہ یہ انہیں تدریسی مواد کو زیادہ دلچسپ اور مؤثر انداز میں پیش کرنے کے مواقع فراہم کرتا ہے جیسے ویڈیوز، پاور پوائنٹ پریزنٹیشنز اور آن لائن مشقیں وغیرہ۔

ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کے فوائد

وقت کی بچت

ڈیجیٹل وسائل اساتذہ کو تدریسی مواد کی تیاری میں وقت کی بچت فراہم کرتے ہیں۔مثال کے طور پر آن لائن پلیٹ فارم سے مواد حاصل کرنا اور طلبہ کو ان کے مطابق مواد فراہم کرنا زیادہ آسان ہوتا ہے۔

طلبہ کی انفرادی ضروریات کا خیال

ہر طالب علم کی تعلیمی ضروریات مختلف ہوتی ہیں۔ ڈیجیٹل تربیت کے ذریعے اردو اساتذہ انفرادی طور پر مواد کو ڈیزائن کر سکتے ہیں جو طلبہ کی تعلیمی کامیابیوں کو بہتر بناتا ہے۔

عالمی معیار کی تدریس

جدید ڈیجیٹل ٹیکنالوجی اساتذہ کو عالمی سطح کے تعلیمی معیار سے روشناس کراتی ہے۔ اقبال اور فاطمہ (2023) نے اپنی تحقیق میں ذکر کیا ہے کہ ڈیجیٹل مہارتوں کے ذریعے اردو اساتذہ بین الاقوامی تعلیمی معیارات سے ہم آہنگ ہونے کے قابل ہوتے ہیں۔

نتیجہ

اردو اساتذہ کے لیے ڈیجیٹل تربیت خاص طور پر جدید ٹیکنالوجی کے استعمال میں مہارت، نہایت ضروری ہے۔ یہ نہ صرف تدریسی عمل کو مؤثر بناتی ہے بلکہ طلبہ کو ایک بہتر تعلیمی ماحول فراہم کرتی ہے۔ اساتذہ کو چاہیے کہ وہ ڈیجیٹل تربیت کے مواقع سے بھرپور فائدہ اٹھائیں تاکہ وہ تدریسی میدان میں کامیاب ہوسکیں۔

طلبہ کے آموزشی تجربے میں بہتری

ڈیجیٹل تربیت اردو اساتذہ کے لیے طلبہ کے آموزشی تجربے کو بہتر بنانے کا ایک مؤثر ذریعہ ہے۔ اس تربیت کی مدد سے اساتذہ ایسے تدریسی وسائل تیار کر سکتے ہیں جو نہ صرف معلومات کی فراہمی کو مؤثر بناتے ہیں بلکہ طلبہ کی دلچسپی اور ان کی تعلیمی سرگرمیوں میں شمولیت کو بھی بڑھاتے ہیں۔ انٹرایکٹو ویڈیو، آن لائن کوئز اور ڈیجیٹل گیم جیسی سہولتیں طلبہ کو سیکھنے کے عمل میں سرگرم اور متحرک بناتی ہیں (احمد اور حسین، 2020)۔

ڈیجیٹل تربیت کے فوائد

انفرادی آموزش کی ضرورتوں کا خیال

ڈیجیٹل تربیت یافتہ اساتذہ، طلبہ کی انفرادی ضروریات کے مطابق تدریسی مواد کو ڈیزائن کر سکتے ہیں جو طلبہ کو ان کے تعلیمی سفر میں خودمختاری اور اعتماد فراہم کرتا ہے۔

سیکھنے کے عمل میں دلچسپی پیدا کرنا

ریسرچ کے مطابق انٹرا یکٹو وسائل طلبہ کی توجہ کو برقرار رکھنے اور ان کے علم کو پائیدار بنانے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ خان (2019) کے مطابق، آن لائن کوئز اور ویڈیوز جیسے وسائل طلبہ کی شمولیت کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

وقت اور وسائل کی بچت

ڈیجیٹل تربیت، اساتذہ کو وقت کی بچت کے ساتھ معیاری مواد تیار کرنے کے قابل بناتی ہے۔ طلبہ انٹرنیٹ کے ذریعے ان مواد تک آسانی سے رسائی حاصل کر سکتے ہیں جس سے ان میں آزادانہ طور پر سیکھنے کی صلاحیت کی نشوونما ہوتی ہے۔

تعلیم کے معیار میں بہتری

ڈیجیٹل تربیت سے اساتذہ اپنی تدریس کو معیاری بنا سکتے ہیں۔ تحقیق سے ظاہر ہوتا ہے کہ ڈیجیٹل مواد طلبہ کے سیکھنے کے عمل کو زیادہ مؤثر بناتا ہے خاص طور پر اردو جیسے مضمون میں جہاں سمعی و بصری وسائل طلبہ کی تفہیم کو آسان بناتے ہیں۔

تحقیقی شواہد

احمد اور حسین (2020) کی تحقیق کے مطابق ڈیجیٹل تربیت یافتہ اردو اساتذہ طلبہ کے لیے تدریسی مواد کو زیادہ دلچسپ اور مؤثر بنا سکتے ہیں جو طلبہ کی تعلیمی کارکردگی کو بہتر کرتا ہے۔

رضا (2022) کی تحقیق میں اس بات کا ذکر ہے کہ آن لائن تعلیمی پلیٹ فارم اردو تدریس کے لیے ایک اہم ذریعہ بن سکتے ہیں جہاں طلبہ کو ویڈیو اور مشقیں فراہم کی جا سکتی ہیں۔

اقبال اور فاطمہ (2023) نے اپنی تحقیق میں نشان دہی کی ہے کہ طلبہ کی تعلیمی دلچسپی بڑھانے کے لیے انٹرایکٹو مواد نہایت مفید ثابت ہوتا ہے۔

اردو اساتذہ کے لیے ڈیجیٹل تربیت طلبہ کے سیکھنے کے تجربے کو نہایت بہتر بنا سکتی ہے۔ یہ تربیت نہ صرف تدریسی مواد کو دلچسپ اور مؤثر بناتی ہے بلکہ طلبہ کو ان کے تعلیمی

مقاصد کے حصول میں مدد فراہم کرتی ہے۔ اردو تدریس کے معیار کو بلند کرنے کے لیے ڈیجیٹل تربیت کو تعلیمی نظام میں شامل کرنا ناگزیر ہے۔

تعلیم کے فروغ میں جدت

تعلیم کے فروغ میں جدت لانے کے لیے اردو اساتذہ کو جدید تدریسی طریقوں سے روشناس کرانا انتہائی ضروری ہے۔ ہائبرڈ لرننگ، آن لائن تدریس اور دیگر ٹیکنالوجی پر مبنی تدریسی طریقے نہ صرف تدریس کے معیار کو بلند کرتے ہیں بلکہ طلبہ کی دلچسپی اور سیکھنے کے عمل کو بھی بہتر بناتے ہیں۔ ڈیجیٹل تربیت اس جدت میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

خان (2019) نے اپنی تحقیق میں بتایا ہے کہ ہائبرڈ لرننگ جیسے طریقے جن میں آن لائن اور روایتی تدریس کا امتزاج ہوتا ہے، طلبہ کو بہتر نتائج فراہم کرتے ہیں۔ مزید تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ ڈیجیٹل تربیت اساتذہ کو اپنے تدریسی مواد کو زیادہ مؤثر اور طلبہ کے لیے قابل فہم بنانے میں مدد دیتی ہے۔

اقبال اور فاطمہ (2023) کی تحقیق کے مطابق ڈیجیٹل تربیت اردو تدریس کے میدان میں جدت لانے کے لیے ناگزیر ہے۔ کیونکہ یہ اساتذہ کو نئی مہارتیں سیکھنے اور انہیں عملی تدریس میں شامل کرنے کے قابل بناتی ہے۔

اردو اساتذہ کو جدید تدریسی طریقوں سے روشناس کرانا جیسے ہائبرڈ لرننگ اور آن لائن تدریس، تدریسی معیار کو بلند کرنے میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔ ڈیجیٹل تربیت اس ضمن میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔

تعلیمی وسائل تک رسائی

ڈیجیٹل تربیت کے ذریعے اردو اساتذہ کو مختلف آن لائن وسائل تک رسائی حاصل ہوتی ہے جس سے وہ موضوعات کو زیادہ گہرائی سے پڑھا سکتے ہیں اور طلبہ کو عالمی معیار کی تعلیم فراہم کر سکتے ہیں۔

ڈیجیٹل تربیت کے ذریعے اردو اساتذہ کو آن لائن وسائل تک بہتر رسائی حاصل ہوتی ہے، جو تدریس کے معیار کو بلند کرنے میں معاون ہے۔ یہ وسائل جیسے ای-لائبریری،

آن لائن رسائل و جرائد اور ویڈیوز نہ صرف اساتذہ کی تیاری کے عمل کو آسان بناتے ہیں بلکہ طلبہ کے لیے عالمی معیار کی تعلیم کی فراہمی کے مواقع بھی پیدا کرتے ہیں۔

رضا (2022) نے اپنی تحقیق میں لکھا ہے کہ آن لائن تعلیمی وسائل اردو اساتذہ کو زیادہ گہرائی سے مضامین کو پڑھانے میں معاونت کرتے ہیں۔ مزید تحقیق نے یہ بھی ظاہر کیا کہ ڈیجیٹل وسائل کے ذریعے اساتذہ طلبہ کو عالمی تناظر میں موضوعات کی تفہیم فراہم کر سکتے ہیں جس سے طلبہ کی علمی سطح بلند ہو سکتی ہے۔

احمد اور حسین (2020) کے مطابق آن لائن وسائل اساتذہ کے لیے بہت مفید ہیں کیونکہ یہ انہیں مختلف تعلیمی مواد تک رسائی فراہم کرتے ہیں جو کہ طلبہ کی سیکھنے کی صلاحیتوں کو مزید بہتر بناتے ہیں۔

پیشہ ورانہ ترقی

ڈیجیٹل تربیت اردو اساتذہ کی پیشہ ورانہ صلاحیتوں کی ترقی کے لیے بھی اہم ہے۔ یہ تربیت اساتذہ کو نئی تدریسی تکنیکوں، نصاب کی تیاری اور تدریسی مہارتوں کو جدید بنانے کے مواقع فراہم کرتی ہے۔

ڈیجیٹل تربیت اردو اساتذہ کی پیشہ ورانہ ترقی کے لیے کافی اہم ہے۔ اس کے ذریعے اساتذہ نہ صرف نئی تدریسی تکنیکوں سے آشنا ہوتے ہیں بلکہ اپنی تدریسی مہارتوں کو بھی جدید بناتے ہیں۔ اس کے علاوہ نصاب کی تیاری اور جدید تدریسی مواد کے استعمال کے لیے بھی ڈیجیٹل تربیت بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔

اقبال اور فاطمہ (2023) کی تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ ڈیجیٹل تربیت یافتہ اساتذہ اپنے پیشہ ورانہ معیار کو بلند کرنے کے لیے زیادہ تیار ہوتے ہیں۔ خان (2019) نے اپنی تحقیق میں نشان دہی کی ہے کہ پیشہ ورانہ ترقی کے لیے ڈیجیٹل وسائل کا استعمال اساتذہ کو تعلیمی میدان میں مقابلہ کرنے کے قابل بناتا ہے۔

ڈیجیٹل تربیت اردو اساتذہ کے لیے ناگزیر ہو چکی ہے کیونکہ یہ تعلیم کے جدید رجحانات کے ساتھ ہم آہنگ ہونے میں مدد دیتی ہے۔ اردو تدریس کو مؤثر بنانے اور طلبہ کو

بہتر تعلیمی تجربہ فراہم کرنے کے لیے اساتذہ کو ڈیجیٹل تربیت کے مواقع سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔

ڈیجیٹل تربیت کی اہمیت

تعلیم کے میدان میں ڈیجیٹل تربیت نے ایک نئی روح پھونک دی ہے۔ آج کے دور میں ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کی اہمیت کو سمجھنا ہر استاد کے لیے ضروری ہو گیا ہے خاص طور پر اردو زبان کے اساتذہ کے لیے تاکہ وہ جدید تقاضوں کے مطابق تدریسی طریقے اپنا سکیں اور طلبہ کی تعلیمی صلاحیتوں کو مزید بہتر بنا سکیں۔

1۔ جدید تدریسی تقاضے

ڈیجیٹل تربیت اساتذہ کو جدید تدریسی طریقے سیکھنے اور ان کے نفاذ کے قابل بناتی ہے۔ روایتی تدریس کے برعکس، ڈیجیٹل وسائل جیسے ویڈیوز، انٹرایکٹو پریزنٹیشنز اور ای لرننگ پلیٹ فارم طلبہ کے لیے سبق کو زیادہ دلچسپ اور پرکشش بناتے ہیں۔ یہ طریقے نہ صرف طلبہ کی توجہ مرکوز رکھتے ہیں بلکہ ان کی سمجھنے کی صلاحیت کو بھی بہتر کرتے ہیں۔ تعلیم کے میدان میں ٹیکنالوجی کا استعمال تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ ایسے میں اردو اساتذہ کے لیے ضروری ہو گیا ہے کہ وہ ڈیجیٹل آلات اور وسائل سے واقف ہوں تاکہ وہ جدید تقاضوں کی تکمیل کر سکیں۔ تحقیق سے ظاہر ہوتا ہے کہ جدید وسائل کا استعمال تدریس کو زیادہ مؤثر بناتا ہے۔

2۔ طلبہ کی تعلیمی کارکردگی پر اثرات

ڈیجیٹل ٹولز طلبہ کو معلومات کے حصول کا ایک وسیع پلیٹ فارم فراہم کرتے ہیں۔ آن لائن کوئز، کھیل کود پر مبنی آموزش اور انٹرایکٹو اسائنمنٹس طلبہ کے تعلیمی معیار کو بلند کرنے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ مزید یہ کہ یہ ٹیکنالوجی طلبہ میں خود اعتمادی پیدا کرتی ہیں اور ان کے سیکھنے کے عمل کو خود مختار بناتی ہے۔

ڈیجیٹل وسائل جیسے ویڈیوز، اینیمیشن اور انٹرایکٹو گیمز طلبہ کی تعلیمی کارکردگی کو بہتر بنانے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ اردو اساتذہ کو ان وسائل کے استعمال کی مہارت حاصل کرنی چاہیے تاکہ وہ طلبہ کی زیادہ دلچسپی پیدا کر سکیں۔

3۔ اردو نصاب کا ڈیجیٹلائزیشن

اردو نصاب کا ڈیجیٹلائزیشن اساتذہ اور طلبہ دونوں کے لیے سود مند ہے۔ ڈیجیٹل تربیت کے ذریعے اردو کے اسباق کو انٹرایکٹو اور بصری بنا کر طلبہ کی دلچسپی بڑھائی جا سکتی ہے۔ یہ تبدیلی طلبہ کے اردو زبان میں عبور حاصل کرنے کے عمل کو آسان بناتی ہے۔ اردو نصاب کو ڈیجیٹل صورت میں عام کرنے سے نصابی مواد تک طلبہ کی رسائی آسان ہو سکتی ہے۔ یہ اردو تدریس کو زیادہ جاذبِ نظر اور متحرک بنانے میں مددگار ثابت ہوگا۔

4۔ پیشہ ورانہ ترقی

ڈیجیٹل تربیت اساتذہ کی پیشہ ورانہ ترقی میں کلیدی کردار ادا کرتی ہے۔ ڈیجیٹل مہارتوں کے ذریعے اساتذہ اپنے تدریسی انداز کو بہتر بنا سکتے ہیں اور دیگر علوم و فنون کے اساتذہ کے ساتھ قدم ملا سکتے ہیں۔

5۔ رابطہ اور تعلیمی مواد کی رسائی

ڈیجیٹل تربیت اساتذہ کی عالمی معیار کے تعلیمی مواد تک رسائی فراہم کرتی ہے۔ آن لائن ورکشاپ اور ویبینار کے ذریعے وہ دنیا بھر کے ماہرین تعلیم سے سیکھ سکتے ہیں۔

لہٰذا، ڈیجیٹل تربیت نہ صرف تدریس کو مؤثر بناتی ہے بلکہ طلبہ کے مستقبل کی تعمیر میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہے۔

اردو اساتذہ کی ڈیجیٹل تربیت کے موجودہ چیلنجز

اردو اساتذہ کی ڈیجیٹل تربیت تعلیمی نظام کو جدید خطوط پر استوار کرنے کا ایک اہم پہلو ہے۔ تاہم اس راستے میں کئی چیلنجز ہیں جو اس عمل کے مؤثر نفاذ میں رکاوٹ پیدا کرتے ہیں۔

1۔ وسائل کی عدم دستیابی

ترقی پذیر ممالک میں کئی تعلیمی ادارے بنیادی ڈیجیٹل وسائل جیسے کمپیوٹر، انٹرنیٹ اور سافٹ ویئر تک رسائی نہیں رکھتے۔ وسائل کی یہ کمی اساتذہ کو ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کے استعمال میں ماہر بننے سے روکتی ہے۔

2۔ اساتذہ کی تربیت کا فقدان

زیادہ تر اردو اساتذہ کو جدید ڈیجیٹل ٹولز اور سافٹ ویئر کے استعمال کی مناسب تربیت اب تک فراہم نہیں کی جاسکی ہے اردو کے حوالے سے ایک تحقیق کے مطابق پاکستان میں بھی 65% اساتذہ کو ڈیجیٹل تعلیم کے لیے تیار نہیں کیا گیا ہے۔

3۔ انٹرنیٹ کی عدم دستیابی

دیہی علاقوں میں انٹرنیٹ کی کمی بھی ایک بڑا چیلنج ہے جہاں بیشتر اسکول ڈیجیٹل تعلیمی ٹیکنالوجی تک رسائی حاصل نہیں کر سکتے۔

4۔ مالی وسائل کی کمی

ڈیجیٹل تربیت اور ٹیکنالوجی کو نافذ کرنے کے لیے مالی وسائل کی کمی بھی ایک بڑا مسئلہ ہے۔ یہ مسئلہ خاص طور پر سرکاری اسکولوں میں زیادہ نظر آتا ہے جہاں بجٹ محدود ہوتا ہے۔

5۔ مزاحمت برائے تبدیلی

کئی اساتذہ روایتی تدریسی طریقوں کو چھوڑنے اور ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کو اپنانے میں ہچکچاہٹ محسوس کرتے ہیں۔ یہ رویہ تعلیمی ترقی کے عمل کو سست کرتا ہے۔

6۔ نصاب کی عدم مطابقت

اردو نصاب کو ڈیجیٹل وسائل کے مطابق ڈھالنے میں بھی چیلنجز درپیش ہیں۔ نصاب کو جدید خطوط پر تیار کرنے کے لیے ماہرین کی کمی محسوس کی جاتی ہے۔

7۔ پیشہ ورانہ ترقی کے مواقع کی کمی

اردو اساتذہ کے لیے تربیتی پروگرام اور ورکشاپ کا انعقاد نہ ہونے کے برابر ہے جس کی وجہ سے ان کی پیشہ ورانہ ترقی متأثر ہوتی ہے۔

تجاویز

حکومتی سطح پر تعلیمی اداروں کو ڈیجیٹل وسائل فراہم کیے جائیں۔

اساتذہ کے لیے ڈیجیٹل تربیتی پروگرام منعقد کیے جائیں۔

دیہی علاقوں میں انٹرنیٹ کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے۔

نصاب کو ڈیجیٹل تقاضوں کے مطابق بنایا جائے۔

1۔ ڈیجیٹل خواندگی کا فقدان

اردو اساتذہ کی بڑی تعداد ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کے بنیادی اصولوں سے بھی ناواقف ہے۔ کمپیوٹر کے استعمال، آن لائن تدریس اور دیگر ڈیجیٹل وسائل کے بارے میں بنیادی معلومات کی کمی کا مسئلہ بھی انھیں درپیش ہے۔

2۔ ڈیجیٹل وسائل کی عدم دستیابی

بہت سے اردو میڈیم اسکول اور کالج میں بنیادی ڈیجیٹل وسائل جیسے کمپیوٹر، انٹرنیٹ اور سمارٹ کلاسز نہیں ہیں۔ یہ کمی تدریسی عمل کو مزید مشکل بنا دیتی ہے۔

3۔ تربیتی پروگرام کی کمی

اردو اساتذہ کے لیے ڈیجیٹل تربیت کے باقاعدہ پروگرام کا فقدان ان کی ڈیجیٹل صلاحیتوں میں بہتری کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ ہے۔

4۔ لسانی مسائل

اردو مواد کا ڈیجیٹائزیشن اور معیاری اردو فونٹس کی عدم موجودگی ایک اور بڑا چیلنج ہے جو اساتذہ اور طلبہ دونوں کے لیے مسائل پیدا کرتا ہے۔

اردو تدریس میں ڈیجیٹل تربیت کے فوائد

1۔ تدریسی معیار میں بہتری

ڈیجیٹل وسائل اردو تدریس کے معیار کو بہتر بنانے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ اردو کے مضامین کو انٹرایکٹو مواد کے ذریعے سمجھانا زیادہ مؤثر ہو سکتا ہے۔

2۔ طلبہ کی دلچسپی میں اضافہ

ویژوئل مواد اور انٹرایکٹوسیشن، طلبہ کی سیکھنے کی دلچسپی کو بڑھاتے ہیں۔ اردو کہانیوں کو اینیمیشن کے ذریعے پیش کرنا طلبہ کو زبان کے قریب لا سکتا ہے۔

3۔ وقت اور وسائل کی بچت

ڈیجیٹل آلات کا استعمال تدریسی عمل کو زیادہ منظّم اور وقت کی بچت والا بنا سکتا ہے جیسے خودکار گریڈنگ سسٹم۔

سفارشات

1۔ تربیتی ورکشاپ کا انعقاد

اردو اساتذہ کے لیے باقاعدہ تربیتی ورکشاپ اور سمینار منعقد کیے جائیں تاکہ وہ ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کے استعمال میں مہارت حاصل کرسکیں۔

2۔ وسائل کی فراہمی

اردو میڈیم اسکولوں اور کالجز میں کمپیوٹر لیبز، انٹرنیٹ اور دیگر ضروری وسائل کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے۔

3۔ نصاب میں ڈیجیٹل مواد کی شمولیت

اردو نصاب میں ایسے موضوعات شامل کیے جائیں جو طلبہ کو ڈیجیٹل مہارتوں سے روشناس کرسکیں۔

4۔ اساتذہ کی حوصلہ افزائی

اساتذہ کی ڈیجیٹل مہارتوں کو بہتر بنانے کے لیے انعامات، اسناد اور توصیف نامے دیے جانے کا نظام متعارف کرایا جائے۔

5۔ بین الاقوامی تعاون

اردو تعلیم کے لیے بین الاقوامی اداروں کے ساتھ اشتراک کیا جائے تاکہ جدید تربیتی ماڈلز کو اپنایا جاسکے۔

ماحصل

عصرِ حاضر میں ڈیجیٹل ٹیکنالوجی نے ہر شعبے میں انقلاب برپا کردیا ہے اور تعلیم بھی اس سے مستثنیٰ نہیں۔ اردو زبان کے فروغ اور تدریس کو مؤثر بنانے کے لیے اردو اساتذہ کی ڈیجیٹل تربیت ناگزیر ہو چکی ہے۔ ڈیجیٹل وسائل اور پلیٹ فارم کا استعمال صرف تدریسی مواد کو جدید اور پرکشش بنانے تک محدود نہیں بلکہ طلبہ کو معلومات کے حصول میں بھی آسانیاں فراہم کرتا ہے۔

اردو زبان کی تدریس کے دوران اکثر اساتذہ کو مواد کی تخلیق، طلبہ کے ساتھ مؤثر

رابطے اور جدید تدریسی طریقوں کے اطلاق میں دشواری کا سامنا ہوتا ہے۔ یہ خلا ڈیجیٹل تربیت کے ذریعے آسانی سے پُر کیا جا سکتا ہے جس کے ذریعے اساتذہ مختلف سافٹ ویئر، ایپ اور ٹیکنالوجی کے استعمال میں مہارت حاصل کر سکتے ہیں۔ اس تربیت سے نہ صرف اساتذہ کے تدریسی انداز میں جدت آئے گی بلکہ طلبہ کے لیے اردو زبان کو سمجھنا اور اس سے محظوظ ہونا بھی آسان ہو گا۔

مزید یہ کہ ڈیجیٹل تربیت اساتذہ کو اپنی پیشہ ورانہ مہارتوں کو بہتر کرنے کے مواقع فراہم کرتی ہے جو وقت کے تقاضوں کے ساتھ ہم آہنگ ہونے کے لیے نہایت ضروری ہے۔ اردو زبان کے اساتذہ کے لیے آن لائن لیکچرز، ای لرننگ پلیٹ فارم اور دیگر ڈیجیٹل وسائل کا استعمال ایک ایسے تعلیمی ماحول کو پروان چڑھانے میں مددگار ثابت ہوگا جہاں علم کی روشنی سب تک پہنچ سکے۔

لہٰذا اردو اساتذہ کے لیے ڈیجیٹل تربیت وقت کی اہم ضرورت ہے۔ یہ تربیت نہ صرف ان کے تدریسی معیار کو بہتر کرے گی بلکہ طلبہ کو جدید تعلیمی تقاضوں کے مطابق تیار کرنے میں بھی معاون ثابت ہوگی۔ تعلیمی اداروں، حکومت اور سماجی تنظیموں کو چاہیے کہ وہ اس اہم ضرورت کو پہچانیں اور اردو اساتذہ کے لیے ڈیجیٹل تربیتی پروگرام کو فروغ دیں تاکہ اردو زبان کا مستقبل روشن اور مضبوط ہو سکے۔

حوالہ جات

حسین، س .(2019)۔ "اردو تدریس میں ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کا کردار۔" تعلیمی تحقیقی جائزہ 7, 33(2), -50۔

فاطمہ، ن .(2020)۔ "ڈیجیٹل وسائل کی اردو تعلیم میں اہمیت۔" تعلیمی ٹیکنالوجی کا جریدہ 12, 45(3), -60۔

ظفر، ع .(2021)۔ "اساتذہ کی ڈیجیٹل تربیت کے تقاضے۔" ٹیکنالوجی اور تعلیم , 8(2)56 ,-75۔

احمد، م .(2020)۔ "اردو اساتذہ کے لیے تربیتی پروگرام کی ضرورت۔" اردو تعلیم کا جریدہ 10, 15(4), -35۔

ندیم،م .(2021)۔"ڈیجیٹل خواندگی اور اردو اساتذہ۔"اردو تدریسی تحقیقاتی جریدہ, 9(1)40, -60۔

احمد،م .,اور حسین،س .(2020)۔اساتذہ کے تدریسی طریقوں پر ڈیجیٹل تربیت کے اثرات۔تعلیمی ٹیکنالوجی کا جریدہ،15(3)،112-125۔

بشیر،ر .,فاروق،ط .,اور لطیف،ع .(2021)۔اردو زبان کی تدریس کو بہتر بنانے میں ڈیجیٹل وسائل کا کردار۔ایشیائی تعلیمی تحقیق کا جریدہ،10(2)،45-58۔

اقبال،ن .,اور فاطمہ،ر .(2023)۔ڈیجیٹل تربیت کے ذریعے پیشہ ورانہ ترقی: اردو اساتذہ کا ایک مطالعہ۔بین الاقوامی تدریسی تعلیم کا جریدہ،18(1)،66-79۔

خان،س .(2019)۔ 21ویں صدی میں اردو تدریس کے لیے ہائبرڈ لرننگ کے طریقے۔پاکستان تعلیم و ترقی کا جریدہ،24(4)،98-110۔

رضا،ع .(2022)۔زبان کے اساتذہ کے لیے ڈیجیٹل وسائل تک رسائی۔عالمی تعلیمی جائزہ،9(1)،31-44۔

احمد،م .,اور حسین،س .(2020)۔اساتذہ کے تدریسی طریقوں پر ڈیجیٹل تربیت کے اثرات۔تعلیمی ٹیکنالوجی کا جریدہ،15(3)،112-125۔

اقبال،ن .,اور فاطمہ،ر .(2023)۔ڈیجیٹل تربیت کے ذریعے پیشہ ورانہ ترقی: اردو اساتذہ کا ایک مطالعہ۔بین الاقوامی تدریسی تعلیم کا جریدہ،18(1)،66-79۔

بشیر،ر .,فاروق،ط .,اور لطیف،ع .(2021)۔اردو زبان کی تدریس کو بہتر بنانے میں ڈیجیٹل وسائل کا کردار۔ایشیائی تعلیمی تحقیق کا جریدہ،10(2)،45-58۔

خان،س .(2019)۔ 21ویں صدی میں اردو تدریس کے لیے ہائبرڈ لرننگ کے طریقے۔پاکستان تعلیم و ترقی کا جریدہ،24(4)،98-110۔

گل،ک .,ارقوم،م .,خان،م.ا .,اور لودھی،م.ا .(2024)۔پنجاب کے سرکاری اسکولوں میں انگریزی اساتذہ کے لیے ''ایسٹ'' آن لائن تربیتی کورس کی اثر پذیری، چیلنجز اور مواقع۔ماخوذ از ریسرچ گیٹ

رشید،ش .(2017)۔ پاکستان میں کمپیوٹر کی مدد سے زبان سیکھنے: اساتذہ کا نقطۂ نظر۔ ایشیائی ای ایف ایل جرنل۔ ماخوذ از: ریسرچ گیٹ
نازیر، ر ,.اور عدیل، ف .(2022)۔ پنجاب، پاکستان میں COVID-19 کے دوران ایڈٹیک کے ذریعے تعلیمی نتائج پر اثرات کی تحقیق: ایک تجرباتی مطالعہ۔ فرنٹیئر زان ایجوکیشن۔ ماخوذ از: فرنٹیئر ز
احمد،م ,. سلطانہ،ن ,.اور بابر،م .(2021)۔ او لیول اردو اساتذہ کی کارکردگی پر پیشہ ورانہ ترقی کے طریقوں کی مؤثریت۔ ویبولوجی (ISSN:1735-188X)۔ ماخوذ از: ویبولوجی
نور، ح ,. گل، ن ,.اور چودھری، ف.ر .(2021)۔ ذہنی طور پر معذور طلبہ کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لیے ٹیکنالوجی کا استعمال: موبائل گیم بیسڈ اردو لرننگ۔ یو ایم ٹی ایجوکیشن ریویو۔ ماخوذ از: یو ایم ٹی
وارثی، ل.ق ,.اور رانی، ی .(2024)۔ طلبہ کی تعلیمی ترقی کے لیے ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کے استعمال میں اساتذہ کی تیاری کا تجزیہ: مسائل اور ممکنہ حل۔ ہیومن نیچر جرنل آف سوشل سائنسز۔ حاصل کردہ: ایچ این پبلشر
جمانی، ن.ب ,. رحمان، ف ,.اور چشتی، س.ح .(2011)۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی (AIOU) پاکستان میں فاصلاتی تربیت کے ذریعے اساتذہ کی تربیت: ایک کیس اسٹڈی۔ ترکش آن لائن جرنل آف ڈسٹنس ایجوکیشن۔ ماخوذ از: درگی پارک
علی،م.م .(2024)۔ پاکستانی انگریزی زبان کی کلاس رومز میں ٹیکنالوجی پر مبنی تدریس اور سیکھنا۔ گوگل بکس۔ ماخوذ از: گوگل بکس

اسسٹنٹ پروفیسر
شعبۂ تعلیم
علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، ملاپورم سینٹر، کیرالا

ڈاکٹر مصباح الانظر

زبانِ ثانی کے طور پر اردو کی تدریس: مسائل و امکانات
(کیرالا کے خصوصی حوالے سے)

تعارف:

اردو زبان و ادب کی تدریس ہندوستان کے تمام خطوں میں کسی نہ کسی صورت میں ہوتی ہے۔خلیجی ممالک اور مغربی ممالک میں بھی اردو پڑھنے والوں کی بڑی تعداد ہے۔ زبان ثانی کے طور پر اردو کی تدریس ایک پیچیدہ عمل ہے۔اگر سیکھنے والوں کی مادری زبان کا تعلق غیر ہندآریائی لسانی خاندان سے ہوتو انھیں بامحاورہ اردو سکھانا چیلنجوں بھرا کام ہے۔ جنوبی ہند کے دراوڑی علاقوں میں بھی اردو کی تدریس کا اہتمام ہے۔تمل ناڈو کے بعض علاقوں میں متعدد اردو میڈیم اسکول بھی ہیں۔ کیرالا میں اردو میڈیم اسکول تو نہیں ہیں، مگر ریاست کے کم و بیش تمام حصوں میں اردو زبان کی تدریس ہوتی ہے۔شمالی کیرالا کے کاسرکوڈ ضلع کے علاوہ دیگر تمام اضلاع کے اردو اساتذہ کی مادری زبان ملیالم ہے۔مگر اردو سے ان کا جذباتی لگاؤ ہے۔ وہ سحر انگیز اردو شاعری سے خوب لطف اٹھاتے ہیں۔ ریاست کے ہزاروں طلبہ اسکولوں میں اردو پڑھتے ہیں۔ ریاست میں اردو مضمون پڑھانے والے اساتذہ کی تعداد کم و بیش دو ہزار ہے۔متعلقین میں سے جن کا ریاست کے باہر جانا کم ہوا ہے، ان میں سے بیشتر روانی کے ساتھ معیاری اردو میں گفتگو نہیں کر سکتے۔اس کی اہم وجہ یہ ہے کہ ان کے سوچنے سمجھنے اور غور و فکر کی زبان ملیالم ہے۔اس کے باوجود وہاں اردو کی شیرینی سے ہر کوئی متاثر ہے۔

کلیدی الفاظ: مادری زبان، زبان ثانی، لسانی خاندان، ذخیرۂ الفاظ، بامحاورہ زبان،

پیشہ ورانہ فروغ، تدریسی مقاصد، آموزشی ماحصل۔

اردو اور ملیالم زبان میں کوئی راست تعلق نہیں ہے۔ دونوں الگ الگ لسانی خاندانوں سے تعلق رکھنے والی زبانیں ہیں۔ دونوں زبانیں الگ الگ مزاجوں کی حامل ہیں۔اردو کلاس روم میں معلم کے ساتھ طلبہ بھی خوب لطف اٹھاتے ہیں۔ درس وتدریس کا سارا کام بات چیت کے انداز میں ہوتا ہے۔سوال و جواب میں چہرے کے تاثرات کے ساتھ ہی جسمانی حرکتوں کا خاصا دخل ہے۔ سمعی و بصری امدادی اشیا کا استعمال بھی کرتے ہیں اور رول پلے پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔طلبہ کی مادری زبان کی مدد سے کلاس روم میں دلچسپ واقعات سنائے جاتے ہیں۔ عام طور پر کلاس روم میں بوریت نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔مگر زبان کی بنیادی مہارتوں پر خصوصی توجہ نہیں دی جاتی۔سن کر قاعدے سے سمجھنے، اچھی طرح سے بات چیت کرنے، گہرا مطالعہ کرنے اور غلطیوں سے پاک اردو لکھنے کا ہنر نہیں سکھایا جاتا۔طلبہ کی لسانی استعداد کے پروان چڑھانے پر خاطر خواہ توجہ نہیں دی جاتی۔ یہی وجہ ہے کہ زبان ثانی کی حیثیت سے اردو پڑھنے والے کیرالا کے طلبہ اور اساتذہ کو مختلف نوعیت کے چیلنجوں کا سامنا ہے۔بعض چیلنجوں کی نشاندہی کچھ اس طرح کی جاسکتی ہے:

1۔ **مختلف لسانی پس منظر:** اردو کا تعلق ہند آریائی لسانی خاندان سے ہے۔عربی، فارسی، ہندی، سنسکرت اور ترکی زبانوں کے بے شمار الفاظ اردو میں بے دریغ استعمال ہوتے ہیں۔ اس کے برخلاف ملیالم، دراوڑی لسانی خاندان کی ایک زبان ہے۔اس میں عربی، فارسی اور ترکی کے الفاظ برائے نام ہیں۔ ملیالم میں اردو زبان کے مختلف الفاظ کی نشاندہی تو کی گئی ہے، مگر وہ بہت کم ہے۔

2۔ **محدود لفظیات:** زبان ثانی کے طور پر اردو پڑھنے والوں کے پاس محدود لفظیات کا ہونا ایک اہم مسئلہ ہے۔ اگر معلم کی مادری زبان اردو نہیں ہے، یا زبان وادب پر اس کی گرفت کمزور ہے تو الفاظ و اصطلاحات کے استعمال میں اسے کافی محتاط رہنا پڑتا ہے۔ایک تو اردو زبان سیکھنے والے طلبہ مشکل لفظوں، ضرب الامثال اور محاوروں سے عام طور پر مانوس نہیں

ہوتے، دوسری طرف ان کا مطالعہ اتنا محدود ہوتا ہے کہ وہ بامحاورہ اردو نہیں سمجھ سکتے۔اس لیے بیشتر طلبہ کے پاس اردو لفظوں کا ذخیرہ اطمینان بخش نہیں ہوتا۔وہ اردو پڑھتے ہیں،اس سے لطف اندوز ہوتے ہیں، بورڈ امتحانات میں اردو کے پرچے میں اچھے نمبروں سے پاس ہوتے ہیں۔مگر ان کے پاس لفظوں کا ذخیرہ ناکافی ہوتا ہے۔اردو میں بات چیت کرنے میں وہ جھجک محسوس کرتے ہیں۔

3۔ صوتی امتیازات: اردو کا صوتی نظام کافی دلچسپ ہے۔ یہ اپنی شیرینی کی وجہ سے مشہور ہے۔ ملیالم کا لہجہ اردو کے مقابلے میں زیادہ نرم ہے۔اردو پر عربی اور فارسی زبانوں کا گہرا اثر ہے۔اردو شاعری کا موسیقی سے بہت اچھا تال میل ہے۔اس میں نغمگی ہے۔اس کے برعکس ملیالم کا صوتی نظام بالکل مختلف ہے۔اردو کی بعض آوازیں ملیالم میں نہیں ہیں۔مثال کے طور پر 'ژ' اور 'ظ' کی آواز ملیالم میں نہیں ہے۔انگریزی ہجے کی وجہ سے جسے ہم 'کوژ یکوڈ' کہتے ہیں، وہ دراصل 'کوئیکوڈ' ہے۔یعنی اردو میں مخارج الحروف کا انداز عربی اور فارسی کے قریب ہے۔اس کے برخلاف ملیالم میں مخارج الحروف کا انداز تیلگو، تمل اور کنڑا جیسی دراوڑی زبانوں کے قریب ہے۔دونوں زبانوں کا صوتی نظام مختلف ہے،اس لیے ملیالم مادری زبان والے طلبہ کو اردو سیکھنے میں کافی پریشانی ہوتی ہے۔

4۔ سازگار ماحول کا فقدان: سننے، بولنے، پڑھنے اور لکھنے جیسی زبان کی بنیادی مہارتوں کو فروغ دینے کے لیے مسلسل مشق کی ضرورت ہوتی ہے۔سازگار ماحول میں ہی نئی زبان سیکھنے کی مشق کی جا سکتی ہے۔کیرالا میں اردو میں گفتگو کرنے کے مواقع محدود ہیں۔اردو پڑھنے والے بیشتر طلبہ کے گھروں میں ملیالم کا بول بالا ہے۔بازاروں میں اردو کا ماحول نہیں ہے۔بعض لوگ اردو یا ہندوستانی زبان سمجھ تو سکتے ہیں۔مگر ان کے رابطے کی زبان ملیالم ہے۔عام طور پر کیرالا میں اردو سے وہ لوگ مانوس ہیں جو کبھی خلیجی مما لک میں اہل اردو کے ساتھ رہ چکے ہیں یا جن کو ریاست سے باہر جانے کا خوب موقع ملا ہے۔

5۔ ثقافتی امتیازات: اردو اور ملیالم دو متنوع ثقافتوں کی نمائندگی کرنے والی زبانیں ہیں۔ اردو شاعری اور ملیالم شاعری میں فکر وفن کے اعتبار سے بہت کم مماثلتیں ہیں۔اہل اردو اور

ملیالی لوگوں کے رسم و رواج مختلف ہیں۔ موسیقی اور کھان پان میں یکسانیت ہونے کے باوجود چیزوں کے نام مختلف ہیں۔ اردو پڑھنے والے طلبہ بھی عملی زندگی میں ملیالی کو ترجیح دیتے ہیں۔ وہ اردو سیکھتے ہیں مگر اردو کلچر کو گلے نہیں لگاتے۔ ثقافتی اختلافات کی وجہ سے طلبہ کو اسباق کے سیاق وسباق سمجھنے میں دشواری ہوتی ہے۔

6۔ **قواعد کی پیچیدگیاں:** زبان ثانی کی تدریس کے دوران قواعد کے اصولوں پر زیادہ محنت نہیں کرائی جاتی۔ کیرالا میں طلبہ کے ساتھ ہی بعض اساتذہ بھی جملوں کی ساخت کو اچھی طرح نہیں سمجھ پاتے۔ مذکر و مؤنث کی غلطیاں بہت عام ہیں۔ اگر چہ ملیالم میں بھی اردو کی طرح فاعل+مفعول+فعل کی ہیئت کے جملے ہوتے ہیں۔ مگر دونوں زبانوں کے قواعد کے ضابطے الگ الگ ہیں۔ اس لیے ملیالم بولنے والوں کو اردو سیکھنے میں مادری زبان سے کسی طرح کی مدد نہیں مل پاتی۔

7۔ **اخبارات، رسائل اور کتابوں کی قلت:** کیرالا کے بازاروں میں اردو کتابیں خریدنا جوئے شیر لانے جیسا ہے۔ کتاب کی دکانوں میں ملیالم، انگریزی اور کسی حد تک عربی میں تو کتابیں مل جاتی ہیں مگر اردو میں نہیں ملتیں۔ بعض افراد اردو اخبارات منگواتے بھی ہیں تو وہ ایک دو دن بعد پہنچتے ہیں۔ کیرالا اردو ٹیچرس ایسوسیئشن کیبلیٹن کے علاوہ اردو میں کوئی اخبار یا رسالہ ریاست سے نہیں نکلتا۔ ملک کے دوسرے حصوں کی طرح وہاں بھی اردو رسالے منگوا کر پڑھنے کا صحت مند رجحان نہیں ہے۔

8۔ **اساتذہ کے پیشہ ورانہ فروغ کا ناقص انتظام:** کیرالا کے اردو اساتذہ کے پیشہ ورانہ فروغ کا باضابطہ انتظام نہیں ہے۔ ایس سی ای آر ٹی، ترونت پورم میں اردو آفیسر کا عہدہ تو ہے مگر مہینوں سے یہ جگہ خالی ہے۔ اردو کام کاج دیکھنے کی ذمہ داری عربی سے متعلق آفیسر کو سونپی گئی ہے۔ مسلسل پیشہ ورانہ فروغ کے لیے اردو اساتذہ کو تربیتی پروگراموں میں شریک ہونے کا موقع کم ملتا ہے۔ اردو اساتذہ کی کلسٹر لیول اور بلاک لیول کی میٹنگوں میں بھی ملیالم کا بول بالا رہتا ہے۔ کاسرکوڈ ضلع کو چھوڑ کر دیگر تمام اضلاع کے اردو اساتذہ عام طور پر ملیالم میں گفتگو کرتے ہیں۔

9۔ **مختلف رسم الخط:** اردو اور ملیالم رسم الخط ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں اور دونوں

زبانوں کے لکھنے کے ضوابط الگ الگ ہیں۔ ملیالم مادری زبان والوں کے لیے اردو سیکھنا اتنا ہی مشکل ہے جتنا کہ اردو جاننے والوں کے لیے ملیالم سیکھنا۔

10۔ گہری بصیرت کی کمی: کیرالا میں ابتدائی، ثانوی اور اعلیٰ ثانوی سطح پر ایک مضمون کے طور پر اردو پڑھنے والے طلبہ عام طور پر اصناف ادب کا مطالعہ معروضی انداز میں نہیں کرتے۔ بیشتر طلبہ کا مقصد اردو مضمون میں زیادہ سے زیادہ نمبر حاصل کرنا ہوتا ہے۔ جب تک اصناف ادب کا گہرا مطالعہ نہ ہو، زبان و ادب کے طلبہ کے پاس گہری بصیرت کا امکان کم ہوتا ہے۔ مگر ایسی صورت حال میں بھی اردو کی ترویج و اشاعت کے امکانات قوی ہیں۔ کیونکہ کیرالا کے اساتذہ اور طلبہ کے پاس سیکھنے کا جوش و جذبہ موجود ہے۔ وہ پوری دلجمعی کے ساتھ سیکھتے ہیں۔ جو ریاست صدفی صد ڈیجیٹل لٹریسی کا دعویٰ کرتی ہے، اس میں ہماری مشترکہ تہذیب کی علم بردار اردو کا خاطر خواہ فروغ بھی ممکن ہے۔ کثیر لسانی ماحول کا فروغ یقیناً ریاست کے حق میں بھی بہتر ہوگا۔ بس قوت ارادی کی کمی ہے۔

امکانات:

کیرالا میں اردو زبان و ادب کی تدریس کو مؤثر اور بامعنی بنانے کے لیے بہترین نصاب تیار کرنے، اساتذہ کی تربیت کو یقینی بنانے اور جدید تدریسی تکنیکوں پر توجہ مرکوز کرنے کی ضرورت ہے۔ اردو زبان و ادب سے طلبہ اور اساتذہ کی گہری وابستگی کے لیے ضروری ہے کہ انھیں ٹیکنالوجی کی مدد سے زبان سیکھنے کے لیے راغب کیا جائے۔ کلاس روم میں سازگار ماحول قائم کرنے اور اسے مزید دلچسپ بنانے کے لیے اسباق میں بہترین اور دلکش تصویریں شامل کی جاسکتی ہیں اور انھیں آڈیو اور ویڈیوز کے ساتھ مربوط کیا جاسکتا ہے۔ ملٹی میڈیا کا استعمال کر کے طلبہ کا اردو سے گہرا ربط قائم کیا جانا چاہیے۔ مشاعرے، تقریری و تحریری مقابلے اور دیگر ثقافتی پروگرامز منعقد کر کے اردو کے لیے سازگار ماحول تیار کیا جاسکتا ہے۔

اردو اساتذہ کی باضابطہ تربیت اور مسلسل پیشہ ورانہ ترقی بھی ناگزیر ہے۔ اصناف ادب کے جدید تقاضوں سے واقفیت، تدریس و اکتساب کے نت نئے طریقوں سے آگاہی اور ٹیکنولوجی کے مناسب استعمال کی اہلیت رکھنے والے اساتذہ کلاس روم کو مؤثر اور معنی خیز بنا سکتے

ہیں، تدریسی مقاصد کے مطابق اکتسابی لائحہ عمل اختیار کر سکتے ہیں اور آموزشی ماحصل کو یقینی بنا سکتے ہیں۔ایس سی ای آر ٹی، کیرالہ کے اردو آفیسر کے عہدے کو پُر کر کے، اسے فعال بنا کر اردو کی ترویج کی رفتار میں تیزی لائی جا سکتی ہے۔مجوزہ کیرالا اردو اکادمی کا قیام عمل میں آ جائے تو ثقافتی سرگرمیوں میں بھی تیزی لائی جا سکتی ہے۔طلبہ اور اساتذہ عام طور پر مشاعرہ اور موسیقی کے دلدادہ ہیں۔بعض لوگ نغمے شوق سے سنتے ہیں، بھلے ہی ان کی سمجھ میں ایک لفظ بھی نہیں آتا ہو۔متعدد اساتذہ اردو شاعری کے نام پر تک بندی کرتے ہیں۔اردو کلچر کو فروغ دے کر ان کی رہنمائی کی جا سکتی ہے۔

ریاست کے اردو اساتذہ کے سماجی پس منظر سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ سچ میں گنگا جمنی تہذیب کی نمائندگی کرتے ہیں۔ان کا تعلق الگ الگ مذہب سے ہے۔سیکھنے کے لیے وہ ہمیشہ پر جوش نظر آتے ہیں۔اردو کے تئیں ان کی محبت کو مزید پروان چڑھانے پر توجہ دی جانی چاہیے۔محض ملازمت کی غرض سے ادو ٹیچر بننے والے اساتذہ کے دلوں میں بھی اردو کے تئیں محبت جگانے کی ضرورت ہے۔اسی طرح فنون لطیفہ میں طلبہ کی دلچسپیوں کا پتا لگا کر کلاس روم تدریس کو ان کے مشاغل سے مربوط کیا جا سکتا ہے۔تاکہ طلبہ صرف اچھے نمبرات حاصل کرنے کے لیے اردو مضمون کا انتخاب نہ کریں، بلکہ دلوں میں حکمرانی کرنے والی اس زبان کے وہ گرویدہ ہو جائیں۔اصنافِ ادب سے طلبہ اور اساتذہ کی گہری دلچسپی قائم کرنے میں اہل اردو بھی اہم رول ادا کر سکتے ہیں۔اردو داں طبقہ سے میل جول بڑھانے کا موقع ملے تو طلبہ اور اساتذہ کی کارکردگی یقیناً بہتر ہوگی، صورت حال میں مثبت تبدیلی آئے گی اور ریاست میں اردو کے فروغ کی راہ ہموار ہونے لگے گی۔

حوالہ جات

۱۔ انعام اللہ خاں شروانی (1989)، تدریس زبان اردو، آفسیٹ آرٹ پرنٹرس، کولکاتا

۲۔ پروفیسر عبدالستار دلوی (2015)، اردو میں لسانی تحقیق،، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی

۳۔ ڈاکٹر ریاض احمد (2013)،اردو تدریس: جدید طریقے اور تقاضے،مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، نئی دہلی

۴۔ ڈاکٹر نجم السحر وڈاکٹر صابرہ سعید (2009)، تدریس اردو، پریمئر پبلشنگ ہاؤس، حیدرآباد

۵۔ رشید حسن خاں (2014)، زبان اور قواعد،قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی

٦۔ سنیتی کمار چٹرجی (1977)،مترجم عتیق احمد صدیقی، ہندآریائی اور ہندی،ترقی اردو بیورو،نئی دہلی

۷۔ علی رفاد فتیحی (2013)،اردولسانیات،قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان،نئی دہلی

۸۔ مرزاخلیل احمد بیگ (2011)،اردوزبان کی تاریخ،ایجوکیشنل بک ہاؤس،علی گڑھ

۹۔ معین الدین (2000)،اردوزبان کی تدریس،قومی کونسل برائے فروغ اردوزبان، نئی دہلی

اسسٹنٹ پروفیسر
سی پی ڈی یوایم ٹی
مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی
حیدرآباد

سحر نگار، شاداں جویریا، پروفیسر جسیم احمد

اردو میڈیم کے ثانوی طلبہ میں خود شناسی، کیریئر کے تئیں بیداری اور چیلنجز کا جائزہ

تلخیص: اردو میڈیم طلبہ کو تعلیمی اور پیشہ ورانہ زندگی میں مختلف چیلنجز کا سامنا کرنا پڑتا ہے خاص طور پر اعلیٰ تعلیم کے دوران جہاں انگریزی ذریعۂ تعلیم کے طور پر غالب ہے۔ اس تحقیق میں اردو میڈیم کے طلبہ کے کیریئر کی امنگوں، ان کے خود کے تصور اور ان مشکلات کا جائزہ لینے کی کوشش کی گئی ہے جنھیں وہ اپنی تعلیم جاری رکھتے ہوئے محسوس کرتے ہیں۔

تحقیق کے دوران معلوم ہوا کہ معاشرتی قدامت پسندانہ فکر اور انگریزی زبان کو دی جانے والی اہمیت ان طلبہ میں احساس کمتری کو جنم دیتی ہے، جو ان کی خود اعتمادی اور تعلیمی کارکردگی پر منفی اثر ڈالتی ہے۔ سروے کے ذریعے جمع کردہ ڈیٹا سے پتہ چلتا ہے کہ زیادہ تر طلبہ کیریئر کے بارے میں واضح فکر رکھتے ہیں، مگر ان میں انگریزی زبان کی مہارت نہ ہونے اور زبان کی بنیاد پر امتیازی سلوک کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اس تحقیق میں جمعیت اسٹڈی سینٹر کی کوششوں کو بھی اجاگر کیا گیا ہے، جو اردو میڈیم طلبہ کو معیاری تعلیم فراہم کرنے اور ان کی خود اعتمادی بڑھانے کے لیے ایک انقلابی اقدام ہے۔ اردو میڈیم طلبہ کے مسائل کو کم کرنے اور ان کے تعلیمی مواقع کو بہتر بنانے کے لیے یہ تحقیق اہم سفارشات فراہم کرتی ہے۔

کلیدی الفاظ: اردو میڈیم، خود شناسی، طریقۂ تحقیق، سروے۔

تعارف:

آئین کی آٹھویں شیڈول میں 22 زبانوں کو شامل کیا گیا ہے جن میں اردو بھی ہے۔ مہاتما گاندھی اور ڈاکٹر ذاکر حسین جیسے قوم پرست رہنماؤں نے بنیادی تعلیم کے لیے

مادری زبان میں تعلیم کی اہمیت پر زور دیا۔نئ تعلیمی پالیسی 2020 نے بھی طلبہ کو ان کی مادری زبان یا علاقائی زبان میں تعلیم دینے کی تاکید کی ہے۔ اردو میڈیم طلبہ کو اکثر انگریزی زبان میں مہارت نہ ہونے کی وجہ سے امتیازی سلوک کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جو ہمارے معاشرے کی قدامت پسند سوچ کی عکاسی کرتا ہے۔ جمعیت علما ہند نے جمعیت اسٹڈی سینٹر قائم کیا تاکہ مدارس میں پڑھنے والے بچوں کو اسکولوں کی بھی تعلیم ساتھ ساتھ دی جا سکے۔اس ادارے سے ہندوستان کے سبھی صوبوں کے مدارس کو جوڑنے کی کوشش کی گئی ہے۔ابھی اس ادارے سے سترہ صوبے کے چوراسی اضلاع کے چار سو سے زیادہ مدارس جڑ چکے ہیں اور چودہ ہزار سے زیادہ بچے داخلہ لے چکے ہیں اور تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ادارہ لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے الگ الگ اساتذہ کا انتظام کرتا ہے تاکہ انھیں کسی طرح کی پریشانی نہ ہو۔

جمعیت اسٹڈی سینٹر (Jamiat Study Centre)

جمعیت علما ہند کی ایک اہم تعلیمی پہل، جمعیت اسٹڈی سینٹر (JSC) مدارس کے طلبہ اور تعلیمی سلسلے سے منقطع افراد کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے قائم کیا گیا۔ نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف اوپن اسکولنگ (NIOS) کے ساتھ تعاون کے ذریعے، JSC طلبہ کو سیکنڈری اور سینئر سیکنڈری اسناد حاصل کرنے کا راستہ فراہم کرتا ہے۔ یہ صلاحیتیں اعلیٰ تعلیم، سرکاری ملازمتوں اور دیگر پیشہ ورانہ مواقع کے لیے ضروری ہیں۔

یہ اقدام روایتی اسلامی تعلیم اور جدید تعلیمی تقاضوں کے درمیان خلا کو پُر کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ دینی نصاب میں کوئی تبدیلی کیے بغیر، JSC جدید مضامین کو شامل کرتا ہے، تاکہ طلبہ اپنی ثقافتی شناخت برقرار رکھتے ہوئے سماجی کردار ادا کرنے کے لیے تیار ہو سکیں۔ یہ مرکز پسماندہ گروہوں کو معیاری تعلیم فراہم کرنے کے لیے جامعیت پر زور دیتا ہے۔

جمعیت اسٹڈی سینٹر کا تاریخی سفر (Historical Journey of Jamiat Study Centre)

مدارس کے طلبہ میں تعلیمی عدم توازن کو دور کرنے کے لیے جمعیت اسٹڈی سینٹر کا قیام عمل میں آیا۔ وقت کے ساتھ JSC ایک انقلابی پلیٹ فارم کے طور پر ابھرا ہے جہاں

سے ہزاروں گریجویٹس مختلف شعبوں میں نمایاں کارکردگی دکھا چکے ہیں۔ NIOS کے ساتھ شراکت داری کے ذریعے، یہ مرکز اب تک 3,800 سے زائد طلبہ کو سیکنڈری اور سینئر سیکنڈری سرٹیفکیٹ فراہم کر چکا ہے۔

یہ اقدام جمعیت علما ہند کے مسلمانوں کی ہمہ جہتی ترقی کے عزم کی عکاسی کرتا ہے، تاکہ طلبہ اپنی دینی شناخت برقرار رکھتے ہوئے معاشرے میں مؤثر کردار ادا کر سکیں۔

جمعیت اسٹڈی سینٹر کا مشن اور وژن (Mission and Vision of Jamiat Study Centre)

مشن

مدارس کے طلبہ کی صلاحیتوں کو اجاگر کرنا اور انہیں معاشرے کے کارآمد افراد کے طور پر کردار ادا کرنے کے قابل بنانا۔

وژن

مدارس کے طلبہ کو مرکزی دھارے کی تعلیم تک رسائی فراہم کرنا، اخلاقی اور سیکولر تعلیم کو یکجا کر کے متوازن اور باخبر افراد تیار کرنا۔

جمعیت اسٹڈی سینٹر کا نصاب (Curriculum of Jamiat Study Centre)

جمعیت اسٹڈی سینٹر کا نصاب جدید تعلیمی مضامین اور روایتی دینی تعلیم کے درمیان توازن پر مبنی ہے۔ NIOS سے وابستگی کے ذریعے، مرکز درج ذیل سہولتیں فراہم کرتا ہے:

۱۔ مدارس کے طلبہ کو مرکزی دھارے کی تعلیم میں داخلے کے لیے برج کورسز۔

۲۔ جامع نصاب، جس میں اسلامی تعلیمات کے ساتھ ریاضی، سائنس اور زبانوں جیسے مضامین شامل ہیں۔

۳۔ زندگی کی مہارتوں، پیشہ ورانہ مشورے، اور زبان کی مہارت، خاص طور پر انگریزی پر زور۔

ادبی جائزہ (Review of Literature)

اکبر اور دیگر (2014): اس مطالعے میں مصنف نے اعلیٰ تعلیم کے نظام میں زبان کی اہمت پر زور دیا ہے۔ مصنف نے ڈیٹا جمع کرنے کے لیے چار اردو میڈیم انٹرمیڈیٹ طلبہ

کے انٹرویو کیے جو ایک انگلش میڈیم یونیورسٹی میں اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ یہ مطالعہ نوعیت کے لحاظ سے معیاری (Qualitative) ہے اور ان مسائل پر توجہ مرکوز کرتا ہے جو اردو مڈیم طلبہ انگلش میڈیم ادارے میں اعلیٰ تعلیم کے دوران پیش آتے ہیں۔ اس مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ زبان کی بنیاد پر ہونے والا امتیاز اردو میڈیم طلبہ کے اعتماد کو بہت متأثر کرتا ہے۔ اس کے علاوہ، یہ مطالعہ اس بات کو بھی اجاگر کرتا ہے کہ معاشرے کا ان افراد کے بارے میں قدامت پسندانہ نقطۂ نظر ہوتا ہے جو انگریزی بولنے کی مہارت سے محروم ہوتے ہیں۔

محمد انور اور دیگر (2020): اس تحقیق میں ذریعۂ تعلیم کے طلبہ کی تعلیمی حوصلہ افزائی پر اثرات کا جائزہ لینے کے لیے ایک سروے کیا گیا۔ ضلع قصور، پنجاب کے سرکاری اور نجی سیکنڈری اسکولوں سے کل 1456 شرکا کو نمونے کے طور پر شامل کیا گیا۔ نتائج سے یہ بات سامنے آئی کہ انگریزی اور اردو میڈیم طلبہ کے حوصلہ افزائی کے درجات میں واضح فرق موجود ہے۔ شہری علاقوں کے انگریزی میڈیم اسکول کے طلبہ کا حوصلہ افزائی کا درجہ شہری اردو میڈیم اسکول کے طلبہ سے زیادہ تھا، جب کہ دیہی علاقوں میں اس کے برعکس دیہی اردو میڈیم اسکول کے طلبہ کا حوصلہ افزائی کا درجہ دیہی انگریزی میڈیم اسکول کے طلبہ سے زیادہ تھا تاہم جنس یا مقام کے اعتبار سے کوئی قابل ذکر فرق نہیں پایا گیا۔

حسین اور دیگر (2024): اس تحقیق میں مصنف نے مخلوط طریقہ (Mixed-Method) استعمال کرتے ہوئے انگریزی کو ذریعۂ تعلیم کے طور پر اپنانے کے اثرات کا جائزہ لیا۔ مطالعے کے نتائج سے یہ بات سامنے آئی کہ اردو میڈیم طلبہ انگریزی میڈیم اعلیٰ تعلیمی اداروں میں منتقلی کے دوران نمایاں چیلنجز کا سامنا کرتے ہیں۔ وہ طلبہ جو انگریزی میں ماہر تھے، اپنے ہم جماعتوں سے بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کرتے تھے۔ یہ صورتِ حال اس وقت مزید خراب ہو جاتی ہے جب اساتذہ اپنی توجہ ان طلبہ پر مرکوز کرتے ہیں جو بہتر زبان کی مہارت رکھتے ہیں، جس کے نتیجے میں دیگر طلبہ میں احساس کمتری پیدا ہوتا ہے۔ اس تحقیق نے تدریسی طریقۂ کار میں اصلاح کی ضرورت پر اہم سفارشات پیش کیں تا کہ اردو میڈیم طلبہ کو درپیش منفی اثرات

کو کم کیا جا سکے۔ مزید برآں، تحقیق میں تعلیمی نظام میں زبان کی رکاوٹوں کے اہم نتائج کو اجاگر کیا گیا جہاں انگریزی کو لازمی قرار دینا طلبہ کی شمولیت اور علم کے تحفظ کو متاثر کرتا ہے، جس سے ان کی مجموعی تعلیمی کارکردگی اور نفسیاتی صحت پر اثر پڑتا ہے۔

مطالعہ کی معقولیت (Rationale of the Study)

اردو میڈیم کے طلبہ کو خاص طور پر اعلیٰ تعلیم میں بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جہاں انگریزی بنیادی ذریعۂ تعلیم کے طور پر استعمال کی جاتی ہے۔ ان طلبہ کو اکثر زبان کی بنیاد پر امتیازی سلوک کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جس سے ان کے اعتماد اور تعلیمی کارکردگی پر منفی اثر پڑتا ہے۔ معاشرے کی قدامت پسندانہ فکر انگریزی زبان کی مہارت کو اہمیت دیتے ہوئے اردو بولنے والوں میں ہمیشہ ایک قسم کے احساس کمتری کو جنم دیتی ہے۔ یہ صورت حال اردو میڈیم کے طلبہ میں خوف اور کارکردگی کے دباؤ کو بڑھا دیتی ہے۔ خوداعتمادی کسی بھی شخص کے کیریئر کے خوابوں اور ارادوں کا سب سے اہم عنصر ہے۔ تعلیم میں انگریزی پر حد سے زیادہ زور دینا اردو کو بطور ذریعۂ تعلیم نظرانداز کر دیتا ہے، حالانکہ اردو ایک اہم زبان ہے جو طالب علموں کے بہتر سیکھنے اور ترقی میں مدد کر سکتی ہے۔ ان وجوہات کی بنا پر محققین نے یہ مطالعہ کیا تاکہ مدارس کے طلبہ میں کیریئر کے ارادوں کے حوالے سے ان کی آگاہی، ان کے خود کے بارے میں تصور (Self-Perception) اور ان مشکلات کو دریافت کیا جا سکے جو انہیں اپنی تعلیم جاری رکھنے میں درپیش ہیں۔

تحقیق کے سوالات (Research Questions)

۱۔ مختلف تعلیمی مراکز میں پڑھنے والے اردو میڈیم سیکنڈری طلبہ کے کیریئر کے خواب کیا ہیں؟

۲۔ اردو میڈیم سیکنڈری طلبہ اپنی تعلیمی قابلیت اور مواقع کے حوالے سے خود کو کس طرح دیکھتے ہیں؟

۳۔ اردو میڈیم سیکنڈری طلبہ کو تعلیمی اور کیریئر کے اہداف کے حصول میں کن مشکلات کا سامنا ہے؟

۴۔ ذریعۂ تعلیم (اردو) ان کے کیریئر کے مواقع اور خوابوں کو کس حد تک متاثر کرتا ہے؟

تحقیق کے مقاصد (Objectives of the Study)

۱۔ سیکنڈری سطح کے اردو میڈیم طلبہ کے کیریئر کے خوابوں کا تعین کرنا۔

۲۔ اردو میڈیم طلبہ کی اپنی صلاحیتوں اور مستقبل کے امکانات کے بارے میں رائے کو جانچنا۔

۳۔ اردو میڈیم سیکنڈری طلبہ کے تعلیمی اور کیریئر کے اہداف میں حائل مشکلات کا تجزیہ۔

۴۔ اردو میڈیم طلبہ میں کیریئر کے بارے میں آگاہی اور اس کے تعلیمی ماحول سے تعلق کا جائزہ لینا۔

طریقۂ تحقیق (Methodology)

تحقیق کا خاکہ (Research Design)

تحقیق کا خاکہ وضاحتی سروے پر مبنی ہے جس میں اردو میڈیم طلبہ کے کیریئر کے خواب، خود پر ادراک، اور مشکلات کو دریافت کیا گیا ہے۔

آبادی (Population)

اس تحقیق میں کلاس دسویں اور بارھویں کے طلبہ شامل ہیں جو تعلیمی مراکز میں زیر تعلیم ہیں۔

نمونہ سازی کی تکنیک اور نمونہ (Sampling Technique and Sample Size)

اتفاقی نمونہ سازی کی تکنیک استعمال کی گئی، اور جمعیت اسٹڈی سینٹر سے 50 اردو میڈیم سیکنڈری طلبہ کو شامل کیا گیا۔

ڈیٹا اکٹھا کرنے کے آلات (Data Collection Tool)

ایک منظّم سوال نامہ پانچ نکاتی لیکرٹ اسکیل پر بنایا گیا، جس میں درج ذیل حصے شامل ہیں۔

A سیکشن: عمومی معلومات (جنس، جماعت، والدین کا پیشہ وغیرہ)۔
B سیکشن: کیریئر کے خواب اور کیریئر کے بارے میں آگاہی۔
C سیکشن: خود پر ادراک۔
D سیکشن: اردو میڈیم طلبہ کو درپیش چیلنجز۔

سیکشن: ڈیٹا اکٹھا کرنے کا طریقہ (Data Collection Method)

طلبہ سے بنیادی معلومات جمع کرنے کے لیے گوگل فارم کے ذریعے سروے کیا گیا۔

ڈیٹا تجزیہ (Data Analysis)

اعداد و شمار کا تجزیہ مقداری طریقے سے کیا گیا۔

نتائج اور بحث (Result and Discussion)

سیکشن اے: پس منظر معلومات (Demographics)

Grad:X/XII کلاس: (دسویں/ بارہویں)

35 Responses

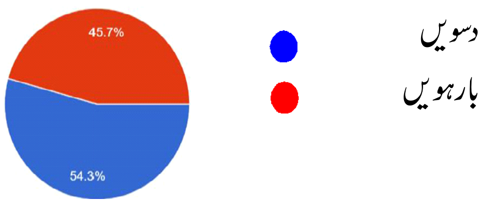

تصویر ۱: طلبہ کی فیصد کلاس دہم اور بارہویں

تصویر ۱ کے مطابق تحقیق میں کل 35 طلبہ شامل تھے، جن میں سے 54.3% دسویں کلاس کے طلبہ تھے جبکہ 45.7% بارہویں کلاس کے طلبہ تھے۔

Gender: Male/Female جنس: (مرد/ خاتون)

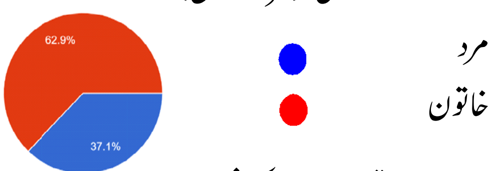

تصویر ۲: شرکاء کی جنس

تصویر ۲ کے مطابق کل شرکاء میں سے 37.1% مرد اور 62.9% خواتین تھیں۔

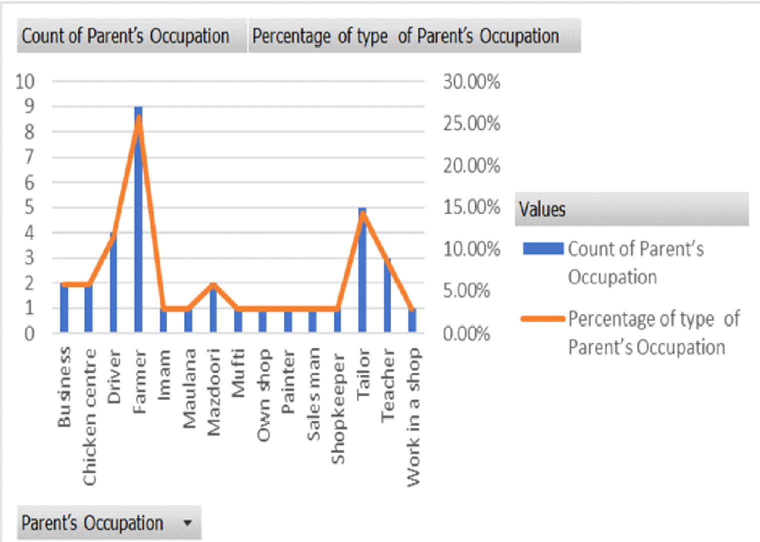

تصویر۳: والدین کا پیشہ

تصویر۳ والدین کے پیشے کو ظاہر کرتی ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ زیادہ تر طلبہ کا تعلق کم آمدنی والے خاندانوں سے تھا، جن میں کاروبار، ڈرائیور، کسان، مولانا، درزی، امام اور مزدور شامل ہیں۔

Do you intend to pursue higher education?Yes/No کیا آپ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

35 Responses

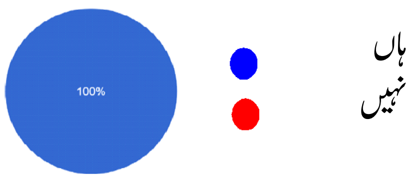

تصویر۴: اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے میں دلچسپی

تصویر۴ کے مطابق تمام طلبہ، خواہ وہ کلاس دہم کے ہوں یا بارہویں کے، اپنی جنس سے قطع نظر اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے میں دلچسپی رکھتے ہیں۔

آپ کا مستقبل کا کیریئر کا خواب کیا ہے؟

35 Responsess

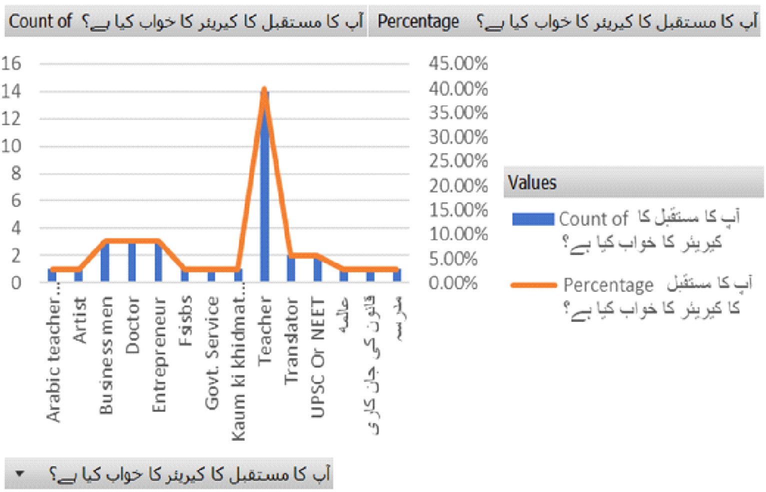

تصویر۵: طلبہ کے مستقبل کے ارادے

تصویر۵ کے مطابق طلبہ کے کیریئر کے ارادے وسیع پیمانے پر پھیلے ہوئے ہیں، جیسے ڈاکٹر، استاد، فنکار، کاروباری، وکیل، سرکاری ملازمت، مترجم وغیرہ، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ زبان کیریئر کے حصول میں رکاوٹ نہیں بن سکتی۔

کیا آپ نے کسی باقاعدہ اسکول میں Have you ever joined any regular school: Yes/No

داخلہ لیا ہے؟

35 Responses

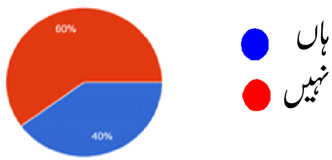

تصویر٦: باقاعدہ اسکولوں میں داخل ہونے والے طلبہ کی فیصد

تصویر٦ کے مطابق، 40% طلبہ نے پہلے کسی باقاعدہ اسکول میں داخلہ لیا تھا، جبکہ 60% طلبہ نے کبھی کسی باقاعدہ اسکول میں داخلہ نہیں لیا۔

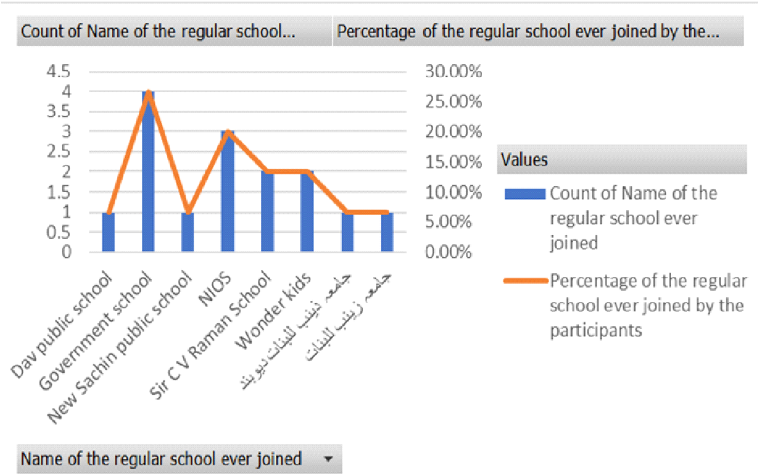

تصویر ۷: طلبہ کے منتخب کردہ اسکولوں کے نام

تصویر ۷ کے مطابق 26.67% طلبہ نے سرکاری اسکولوں میں داخلہ لیا جبکہ کچھ طلبہ نے نجی اسکولوں میں بھی داخلہ لیا۔

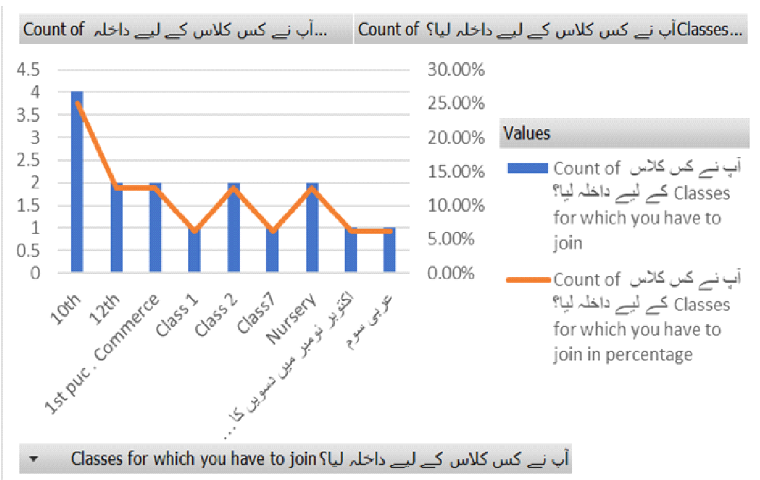

تصویر ۸: اسکول میں داخلے کے وقت کی سطح

تصویر ۸ کے مطابق، کچھ طلبہ نے ابتدائی مرحلے میں اسکول میں داخلہ لیا، جبکہ 6.3% نے دوماہ کے لیے دسویں کلاس اور بارہویں کے لیے داخلہ لیا۔

کیا آپ نے کسی برج کورس میں شمولیت Have you joined any bridge course اختیار کی؟

35 Responses

تصویر۹: برج کورس میں شرکت کا تناسب

تصویر۹ کے مطابق 5.7% طلبہ نے برج کورس میں شرکت کی، جبکہ 94.3% طلبہ نے کبھی برج کورس میں حصہ نہیں لیا۔

سیکشن بی: کیریئر کی امنگیں اور کیریئر کے بارے میں آگاہی (Career Aspirations and Awareness Towards)

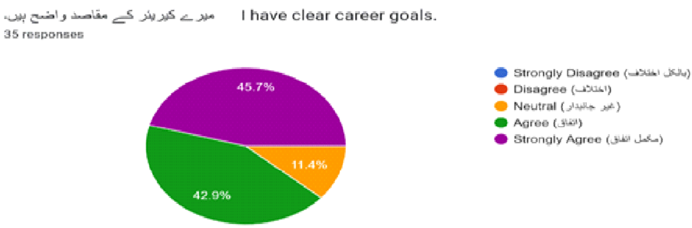

تصویر۱۰: کیریئر کے مقاصد کے لیے طلبہ کی واضح سوچ

تصویر۱۰ کے مطابق، زیادہ تر طلبہ یعنی 88.6% اپنے کیریئر کے مقاصد کے بارے میں واضح ہیں، جبکہ 11.4% غیر جانبدار ہیں، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے کیریئر کے اہداف واضح نہیں ہیں۔

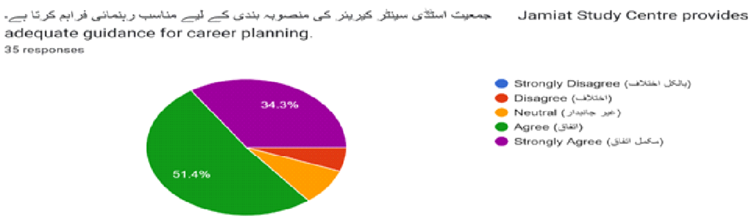

تصویر۱۱: کیریئر پلاننگ کے لیے رہنمائی کے بارے میں طلبہ کا جواب

تصویر۱۱ کے مطابق، 51.4% طلبہ نے اس بات سے اتفاق کیا کہ جامعہ اسٹڈی سینٹر کیریئر پلاننگ کے لیے مناسب رہنمائی فراہم کرتا ہے، 34.3% نے مضبوطی سے اتفاق کیا، 8.6% غیر جانبدار رہے، جبکہ 5.7% نے اس بات سے اختلاف کیا۔

تصویر۱۲: اردو میڈیم تعلیم سے کیریئر مقاصد کے حصول میں مدد

تصویر۱۲ کے مطابق، 54.3% طلبہ نے اتفاق کیا کہ اردو میڈیم تعلیم ان کے کیریئر کے مقاصد کے حصول میں مددگار ہے، 37.1% نے مضبوطی سے اتفاق کیا، جبکہ 8.6% غیر جانبدار رہے، اور کسی نے بھی اختلاف نہیں کیا۔

تصویر۱۳: اردو میڈیم کے باوجود یکساں کیریئر مواقع

تصویر۱۳ کے مطابق، 20% طلبہ نے مضبوطی سے اتفاق کیا، 65.7% نے اتفاق کیا کہ انہیں اردو میڈیم میں تعلیم حاصل کرنے کے باوجود دیگر طلبہ کی طرح یکساں کیریئر مواقع میسر ہیں، جبکہ 2.9% غیر جانبدار، 5.7% مضبوطی سے اختلاف اور 5.7% نے اختلاف کیا۔

تصویر۱۴: انگریزی میں مہارت کی اہمیت

تصویر۱۴ کے مطابق، 91.4% طلبہ نے اس بات سے اتفاق کیا کہ انگریزی میں مہارت ان کے کیریئر کے لیے ضروری ہے، جبکہ 5.7% غیر جانبدار رہے اور 2.9% نے مضبوطی سے اختلاف کیا۔

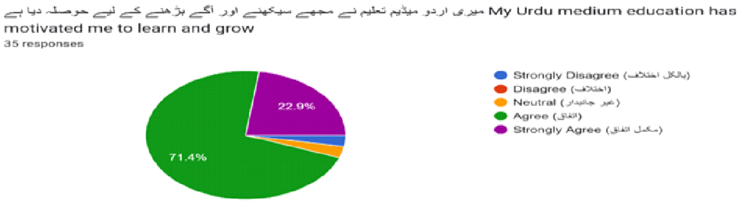

تصویر۱۵:اردومیڈیم کی طرف سے حوصلہ افزائی

تصویر۱۵کے مطابق، 94.3% طلبہ نے اس بات پر یقین ظاہر کیا کہ اردو میڈیم تعلیم نے انہیں سیکھنے اور ترقی کرنے کی حوصلہ افزائی فراہم کی، جو نئی تعلیمی پالیسی 2020 کی حمایت کرتی ہے کہ بچوں کو مادری زبان یا مقامی زبان میں تعلیم دی جائے تو وہ بہتر سیکھتے ہیں۔

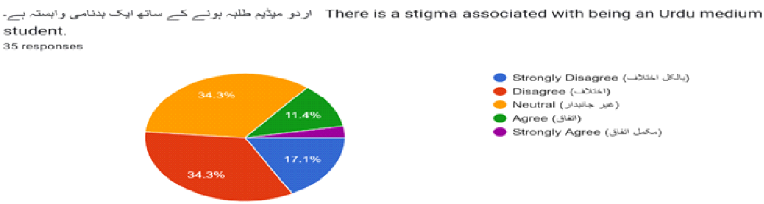

تصویر۱۶:اردومیڈیم کے ساتھ بدنامی

تصویر۱۶کے مطابق، 14.3% طلبہ نے اس بات پر یقین ظاہر کیا کہ اردو میڈیم طلبہ ہونے سے ایک بدنامی وابستہ ہے، جبکہ 34.3% طلبہ نے اس سے اختلاف کیا ہے۔

سیکشن سی: خود کے بارے میں تصور (Self-Perception)

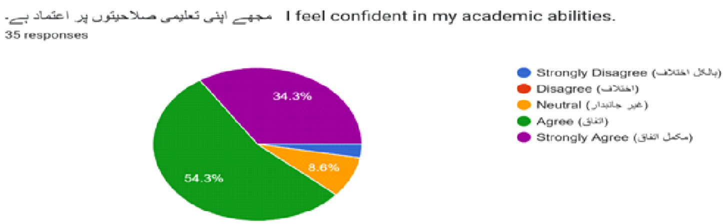

تصویر۱۷:صلاحیتوں پر اعتماد

تصویر۱۷کے مطابق، 34.3% طلبہ نے مکمل اتفاق ظاہر کیا ہے کہ انہیں اپنی صلاحیتوں پر اعتماد ہے، جبکہ 54.3% طلبہ نے اتفاق، 8.6% غیر جانبدار رہے اور 2.9% نے مضبوطی سے اختلاف کیا۔

تصویر۱۸: مقاصد میں پرعزم

تصویر۱۸ کے مطابق، 25.7% طلبہ نے مکمل اتفاق ظاہر کیا ہے کہ وہ اپنے مقاصد کے حصول میں پرعزم ہیں، جبکہ 65.7% طلبہ نے اتفاق، 5.7% غیر جانبدار رہے اور 2.9% نے مضبوطی سے اختلاف کیا۔

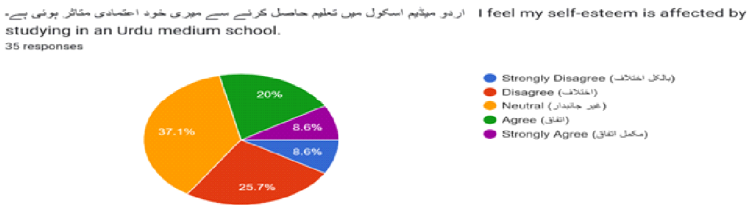

تصویر۱۹: خوداعتمادی پر اثر

تصویر۱۹ کے مطابق، 8.6% طلبہ نے مکمل اتفاق ظاہر کیا ہے کہ اردو میڈیم میں پڑھنے سے ان کی خوداعتمادی متاثر ہوتی ہے، جبکہ 20% طلبہ نے اتفاق، 37.1% غیر جانبدار رہے، 25.7% نے اس کا اختلاف کیا اور 8.6% نے مضبوطی سے اختلاف کیا۔

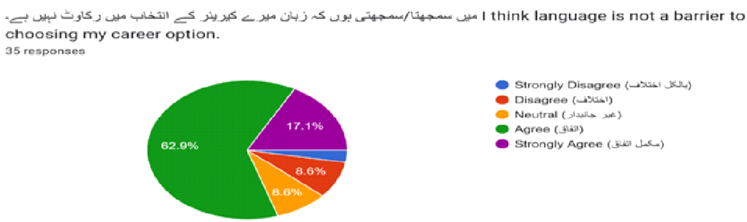

تصویر۲۰: زبان کی وجہ سے کیریئر میں رکاوٹ

تصویر۲۰ کے مطابق، 17.1% طلبہ نے مکمل اتفاق ظاہر کیا ہے کہ زبان کیریئر کے انتخاب میں کسی بھی طرح سے رکاوٹ پیدا نہیں کرتی ہے، جبکہ 62.9% طلبہ نے اتفاق، 8.6% غیر جانبدار رہے، 8.6% نے اس کا اختلاف کیا اور 2.9% نے مضبوطی سے اختلاف کیا۔

سیکشن ڈی: اردو میڈیم طلبہ کو درپیش چیلنجز (Challenges Faced by Udu Medium Students)

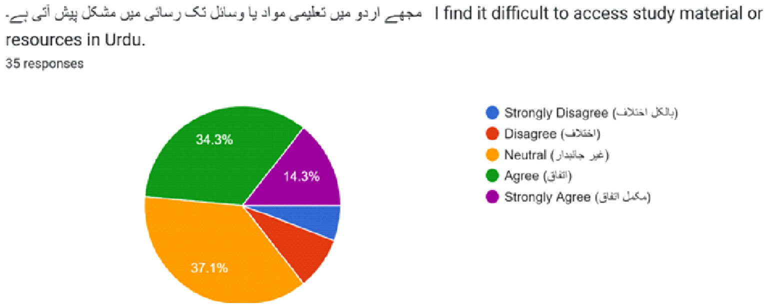

تصویر۲۱: اردو میں مواد کی دقّت

تصویر۲۱ کے مطابق، 14.3% طلبہ نے مکمل اتفاق ظاہر کیا ہے کہ اردو میں مواد کی مشکل پیش آتی ہے، جبکہ 34.3% طلبہ نے اتفاق، 37.1% غیر جانبدار رہے، 8.6% نے اس کا اختلاف کیا اور 5.7% نے مضبوطی سے اختلاف کیا۔

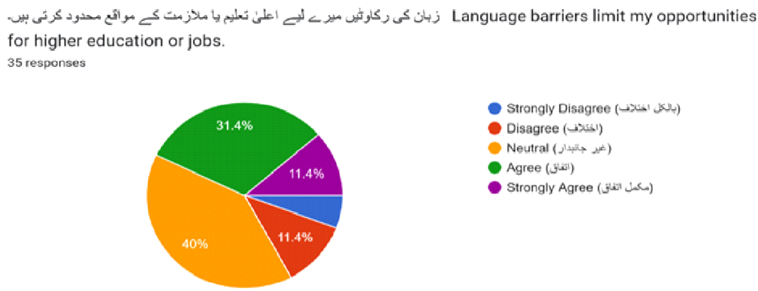

تصویر۲۲: سے ملازمت اور اعلیٰ تعلیم کا محدود موقعہ

تصویر۲۲ کے مطابق، 11.4% طلبہ نے مکمل اتفاق ظاہر کیا ہے کہ صرف اردو زبان میں مہارت اور دیگر زبان کے نہ آنے سے ملازمت اور اعلیٰ تعلیم کے مواقع محدود ہوتے ہیں، جبکہ 31.4% طلبہ نے اتفاق، 40% غیر جانبدار رہے، 11.4% نے اس کا اختلاف کیا اور 5.7% نے مضبوطی سے اختلاف کیا۔

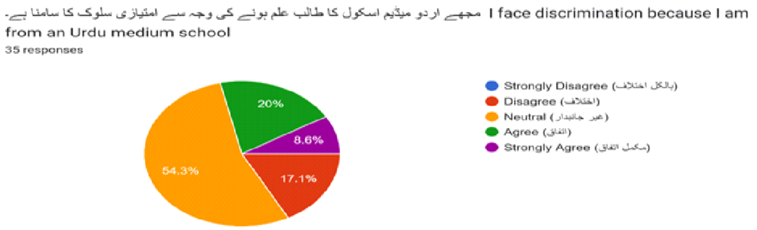

تصویر۲۳: امتیازی سلوک کا سامنا

تصویر۲۳ کے مطابق، 8.6% طلبہ نے مکمل اتفاق ظاہر کیا ہے کہ اردو میڈیم کے طلبہ ہونے کی وجہ سے امتیازی سلوک کا سامنا ہوتا ہے، جبکہ 20% طلبہ نے اتفاق، 54.3% غیر جانبدار رہے، 17.1% نے اس کا اختلاف کیا اور 8.6% نے مضبوطی سے اس کا اختلاف کیا۔

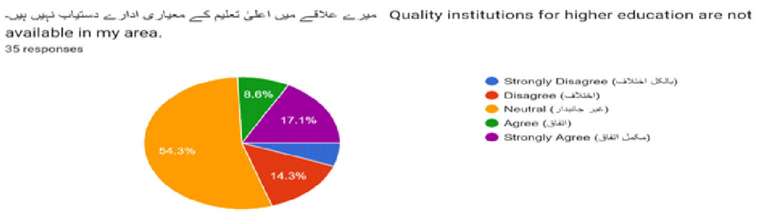

تصویر۲۴: اعلیٰ تعلیم کے ادارے

تصویر۲۴ کے مطابق، 17.1% طلبہ نے مکمل اتفاق ظاہر کیا ہے ان کے علاقے میں اعلیٰ تعلیمی ادارے دستیاب نہیں ہیں، جبکہ 8.6% طلبہ نے اتفاق، 54.3% غیر جانبدار رہے، 14.3% نے اس کا اختلاف کیا اور 5.7% نے مضبوطی سے اس کا اختلاف کیا ہے۔

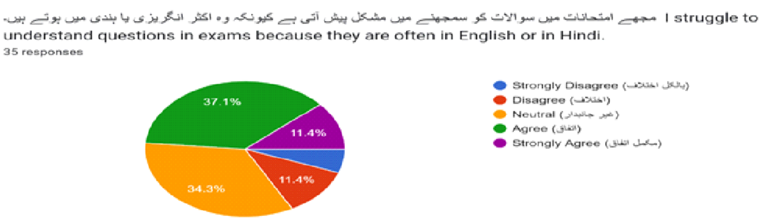

تصویر۲۵: زبان کی وجہ سے پریشانی کا سامنا

تصویر۲۵ کے مطابق، 11.4% طلبہ نے مکمل اتفاق ظاہر کیا ہے کہ انہیں امتحانات کے سوالوں کو سمجھنے میں پریشانی ہوتی ہے کیونکہ وہ اکثر انگریزی یا ہندی میں ہوتے ہیں، جبکہ 37.1% طلبہ نے اتفاق، 34.3% غیر جانب دار رہے، 11.4% نے اس کا اختلاف کیا اور 5.7% نے مضبوطی سے اختلاف کیا۔

تصویر ۲۶: مقابلے میں حصہ مشکل

تصویر ۲۶ کے مطابق، 20% طلبہ نے مکمل اتفاق ظاہر کیا ہے کہ دوسری زبانوں کے نہیں آنے کی وجہ سے انہیں عالمی سطح پر مقابلے میں حصہ لینے میں مشکل کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جبکہ 22.9% طلبہ نے اتفاق، 45.7% غیر جانبدار رہے، 8.6% نے اس کا اختلاف کیا اور 2.9% نے مضبوطی سے اختلاف کیا ہے۔

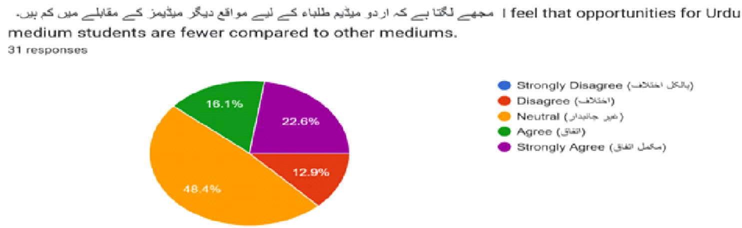

تصویر ۲۷: مواقع کی کمی

تصویر ۲۷ کے مطابق، 22.6% طلبہ نے مکمل اتفاق ظاہر کیا ہے کہ اردو میڈیم کی وجہ سے انہیں بہت سارے علاقے میں داخلہ نہیں ملتا ہے، جبکہ 16.1% طلبہ نے اتفاق، 48.4% غیر جانبدار رہے اور 12.9% نے اس کا اختلاف کیا۔

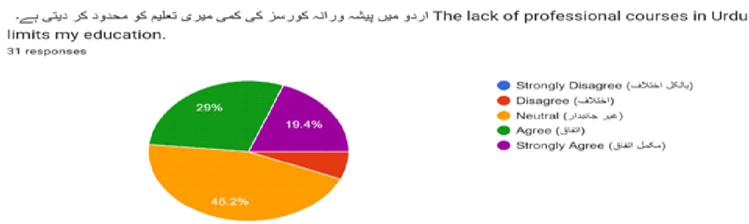

تصویر ۲۸: میں پیشہ ورانہ کورسز کی کمی

تصویر ۲۸ کے مطابق، 19.4% طلبہ نے مکمل اتفاق ظاہر کیا ہے کہ اردو میں پیشہ ورانہ کورسز کی کمی ہے جس کی وجہ سے ہم لوگ پیشہ ورانہ کورسز میں حصہ نہیں لے پاتے ہیں، جبکہ 29% طلبہ نے اتفاق، 45.2% غیر جانبدار رہے اور 6.5% نے اس کا اختلاف کیا۔

ماحصل (Conclusion)

یہ تحقیق اردو میڈیم طلبہ کی تعلیمی اور کیریئر سے متعلق مشکلات کو سمجھنے کی ایک اہم کوشش ہے۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ اردو میڈیم کے طلبہ میں کیریئر کی امنگیں اور خود پر اعتماد موجود ہے، مگر انہیں انگریزی زبان کے دباؤ، زبان کی بنیاد پر امتیازی سلوک اور تعلیمی مواد کی کمی جیسے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان مسائل کی وجہ سے طلبہ کی تعلیمی کارکردگی اور خوداعتمادی متأثر ہوتی ہے۔

جمعیت اسٹڈی سینٹر جیسے ادارے ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں، جو نہ صرف ان طلبہ کو معیاری تعلیم فراہم کرتے ہیں بلکہ ان کی حوصلہ افزائی اور کیریئر کی رہنمائی بھی کرتے ہیں۔ مدارس کے طلبہ کے لیے دینی اور عصری تعلیم کے امتزاج کی پیش کش ان کے سماجی کردار کو مضبوط بناتی ہے اور انہیں قومی دھارے میں شامل ہونے کے مواقع فراہم کرتی ہے۔

تحقیق سے یہ بھی واضح ہوا کہ طلبہ کی مادری زبان میں تعلیم حاصل کرنے سے ان کے سیکھنے کی صلاحیت بڑھتی ہے جیسا کہ نئی تعلیمی پالیسی 2020 میں بھی زور دیا گیا ہے۔ تاہم انگریزی زبان کی اہمیت کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا اور اس سلسلے میں خصوصی تربیتی پروگرام کی ضرورت ہے تاکہ اردو میڈیم طلبہ عالمی معیار کے مطابق اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاسکیں۔

یہ تحقیق اس بات پر زور دیتی ہے کہ اردو میڈیم طلبہ کے لیے ایک مساوی تعلیمی ماحول کی تشکیل ناگزیر ہے، جہاں انہیں اپنی مادری زبان میں تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ جدید دنیا کے تقاضوں کے مطابق تربیت اور مواقع بھی فراہم کیے جائیں۔ اس طرح کے اقدامات نہ صرف ان کی خوداعتمادی کو مضبوط کریں گے بلکہ انہیں معاشرے میں مؤثر کردار ادا کرنے کے لیے بھی تیار کریں گے۔

سفارشات (Recommendations)

ا۔ اردو میڈیم اسکولوں کی ترقی کے لیے ایسی پالیسیاں نافذ کی جائیں جو دیگر تعلیمی ذریعوں کے ساتھ مساوات کو یقینی بنائیں۔

۲۔ انگریزی اور ہندی زبان میں مہارت بہتر کرنے کے لیے برج کورسز یا اضافی پروگرام متعارف کرائے جائیں تاکہ طلبہ مسابقتی تقاضوں کو پورا کرسکیں۔

۳۔ اردو میڈیم طلبہ کو اعلیٰ تعلیمی نظام میں آسانی سے ضم کرنے کے لیے برج کورسز اور تیاری کے پروگرام کا قیام عمل میں لایا جائے۔

۴۔ اساتذہ کو اردو میڈیم طلبہ کی مخصوص ضروریات کو پورا کرنے اور جامع تدریسی طریقوں کو فروغ دینے کے لیے تربیت فراہم کی جائے۔

تعلیمی اداروں کے ساتھ تعاون کر کے اردو میں معیاری تعلیمی مواد تیار کیا جائے۔

۴۔ اردو ڈیجیٹل لائبریریاں قائم کی جائیں جن میں اہم درسی کتب اور حوالہ جاتی مواد کے تراجم شامل ہوں۔

۵۔ اردو زبان میں پیشہ ورانہ اور ووکیشنل کورسیز متعارف کرائے جائیں جیسے کمپیوٹر پروگرامنگ، کاروباری تعلیم، یا صحت کے شعبے سے متعلق کورسیز۔

۶۔ صنعتوں کے ساتھ اشتراک کر کے اردو میڈیم طلبہ کے لیے انٹرن شپ اور مہارت بڑھانے کے لیے ورکشاپ کا انعقاد کیا جائے۔

حوالہ جات

1. Akbar, W., Burney, A. I., Aslam, A., & Mubin, M. (2014). Urdu Medium Intermediaries Issues Getting Higher Education in English Medium Institutions: Evidence from Pakistan. Journal of Education and Practice, 5(23), 37-49.

2. Ali, M. M. (2015). An overview on Madarsa education in India. International Journal of Development Research, 5(03), 3714-3716.

3. Ali, M. M. (2015). An overview on Madarsa education in India. International Journal of Development Research, 5(03), 3714-3716.
4. Anwer, M., Tatla, I. A., & Butt, I. H. (2020). Effect of medium of instruction on students' motivation towards learning at secondary level. Journal of Business and Social Review in Emerging Economies, 6(1), 301-308. EighthSchedule_19052017.pdf
5. Gangber, D., Ansari, S., & Shrivastava, A. (2021). Relationship between career aspirations and self-confidence among higher secondary students. International Journal of Applied Research, 7(2), 74-77.
6. Hussain, S., Nawaz, M., & Issa, M. (2024). Impact of Medium of Instruction on Learning Outcomes at Tertiary Level: A Study on English Language Barriers in Baltistan, Pakistan. Journal of Contemporary Trends and Issues in Education, 4(1), 17-45.
7. Metcalf, B. D. (2003). Urdu in India in the 21st Century: A Historian's Perspective. Social Scientist, 29-37.
8. Ministry of Education. (2020). National Education Policy 2020. Government of India.
9. Shamim, F., & Rashid, U. (2019). The English /Urdu-Medium Divide in Pakistan: Consequences for Learner

Identity and Future Life Chances. Journal of Education and Educational Development, 6(1), 43-61.

https://www.jamiat.org.in/ui/jamiat_institutions/open_ school/#section_our_work3

ریسرچ اسکالر
شعبۂ تربیت اساتذہ و نیم رسمی تعلیم (آئی-اے-ایس-ای)
فیکلٹی برائے تعلیم، جامعہ ملیہ اسلامیہ
نئی دہلی

ریسرچ اسکالر
شعبۂ تعلیمی مطالعات
فیکلٹی برائے تعلیم، جامعہ ملیہ اسلامیہ
نئی دہلی

پروفیسر
شعبۂ تربیت اساتذہ و نیم رسمی تعلیم (آئی-اے-ایس-ای)
فیکلٹی برائے تعلیم، جامعہ ملیہ اسلامیہ
نئی دہلی

ڈاکٹر حنا آفریں

اردو زبان وادب کی تدریس اور اندازۂ قدر

تلخیص: بنیادی طور پر تدریسِ اردو کے چار مقاصد ہیں۔سننا، بولنا، پڑھنا اور لکھنا۔عام طور سے ماہرین نے تدریس کے لیے حروفِ تہجی کا طریقہ، گروہی طریقہ، کلماتی طریقہ اور واقعاتی طریقہ بیان کیا ہے مگر ثانوی، اعلیٰ ثانوی اور اعلیٰ جماعتوں میں تدریس کے لیے بیانیہ یا خطابیہ طریقہ، سوال و جواب کا طریقہ، قصہ گوئی کا طریقہ اور مظاہراتی طریقہ بھی بیان کیا ہے۔استاد ان میں سے کسی ایک طریقہ سے اپنی تدریسی خدمات انجام دیتا ہے۔

تدریس کے بعد طلبہ نے کتنا جذب کیا ہے استاد کی جانب سے اس کی جانچ کو ہی اندازۂ قدر کہا جاتا ہے۔اندازۂ قدر کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ طلبہ، استاد کے مطابق اپنے مقصد تک پہنچ رہا ہے یا نہیں۔اگر اس میں کچھ خامیاں ہیں تو انھیں دور کر کے طلبہ کی بہتر رہنمائی کی جائے تاکہ وہ مستقبل میں ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکے۔اندازۂ قدر کچھ اغراض کے سبب کیا جاتا ہے۔مثلاً تشخیص، نگرانی، رہنمائی، پیش گوئی، انتخاب اور درجہ بندی۔اندازۂ قدر تحریری اور زبانی دو طریقوں سے کیا جاتا ہے۔اس طرح استاد، طلبہ کی صلاحیت اور لیاقت کا اندازہ لگاتے ہیں اور ان میں موجود خامیوں کو دور کرنے کے لیے پیشِ نظر مضمون کے مواد کی تنظیم اور طریقۂ تدریس میں حسبِ ضرورت تبدیلی کرتے ہیں تاکہ بہتر آموزش کو فروغ دیا جا سکے۔

کلیدی الفاظ: تدریس، حروف، شناخت، آموزگار، معلم، اندازۂ قدر اور تشخیص۔

تعارف:

زبان اظہارِ خیال کا ذریعہ ہے۔اس کے ذریعہ ہم اپنے جذبات، خیالات اور احساسات کو دوسروں تک پہنچاتے ہیں۔زبان جامد نہیں ہوتی۔یہی وجہ ہے کہ یہ وقت اور حالات کی

مناسبت سے تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ کیوں کہ انسانی زندگی میں ہونے والی تبدیلی اس پر اثر انداز ہوتی ہے۔ نہ صرف دریافتوں نے زبان کو مالا مال کیا ہے بلکہ ربط میں آنے والی دوسری زبانیں بھی اس پر اپنا اثر قائم کرتی ہیں۔ اردو ایک ترقی یافتہ زبان ہے جو ضرورت اور حالات کے تقاضوں کے تحت ہندوستان میں پیدا ہوئی اور اسی جگہ پلی بڑھی۔ عربی، فارسی نے اس کے رنگ روپ میں اضافہ کیا جب کہ اس کی روح ہندوستانی ہے۔ یہ اپنے دامن میں بہت سی زبانوں کے الفاظ سمیٹے ہوئے ہے۔ عربی، فارسی کے علاوہ اس میں ہندی، سنسکرت، انگریزی، ترکی، پرتگالی وغیرہ زبانوں کے الفاظ شامل ہیں۔ اس پر یہ الزام عائد کیا جاتا ہے کہ اس میں حروف کی تعداد دوسری زبانوں کی بہ نسبت زیادہ ہے۔ لیکن یہ اس کی صفت ہے کیوں کہ اس کی ہی وجہ سے اسے زندگی کے ہر پہلو سے متعلق الفاظ، اصطلاحات اور تراکیب کے اظہار پر قدرت حاصل ہے اور کسی بھی زبان کے الفاظ کی ادائیگی میں اسے کوئی پریشانی نہیں ہوتی ہے۔

تدریس اردو کے چار بنیادی مقاصد سننا، بولنا، پڑھنا اور لکھنا ہیں۔ سننے کے تحت لفظ کو توجہ سے سن کر اس کو صحیح طور پر سمجھنا آتا ہے، بولنا کے تحت لب ولہجہ، آواز کا اُتار چڑھاؤ اور روانی کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنی بات صاف اور صحیح الفاظ میں ادا کرنا ہوتا ہے جب کہ پڑھنا مقصد کے تحت مناسب تلفظ، لب ولہجہ اور حروف کے مخارج کا خیال رکھتے ہوئے روانی سے بلند خوانی کرنا اور خاموش مطالعہ کرنا آتا ہے۔ لکھنا زمرے کے تحت خوش خط اور خوش نما لکھنا آتا ہے۔ ان بنیادی مقاصد کے علاوہ تدریس اردو کے کچھ تہذیبی مقاصد جیسے ادب کے ذریعہ اپنے احساسات کو زندہ رکھنا، اچھے اخلاق کی تعمیر کرنا اور تخیل کی مدد سے اپنے خیالات کو ظاہر کرنا وغیرہ بھی ہیں۔

اردو زبان کی تدریس کے لیے ماہرین نے مختلف طریقے بیان کیے ہیں۔ جن میں حروفِ تہجی کا طریقہ، گروہی طریقہ، کلماتی طریقہ اور واقعاتی طریقہ شامل ہیں۔ حروفِ تہجی طریقے میں سب سے پہلے طالب علم کو حروف کی ادائیگی کے متعلق بتایا جاتا ہے۔ پھر لکھنا سکھایا جاتا ہے۔ اس کے بعد اعراب لگانا اور حروف کو جوڑ کر لکھنے کی تعلیم دی جاتی ہے۔

دوسرا طریقہ گروہی طریقہ ہے جو حروفِ تہجی طریقے کی ہی ایک بہتر شکل ہے۔ اس طریقے میں ایک جیسی شکل والے حروف کا ایک گروہ بنایا جاتا ہے اور انھیں ایک نام دیا جاتا ہے۔ جیسے 'ب' جیسی شکل والے حروف کو 'ب' گروپ کے حروف کہیں گے اور 'د' جیسے حروف والوں کو 'د' گروپ کے حروف 'ر' جیسے حروف والوں کو 'ر' گروپ کے حروف کہیں گے۔ اس میں معلم ہر گروپ کے حروف الگ الگ لکھ کر یا اس کی تصویر کے ذریعہ طلبہ کو حروف کی شناخت کرواتا ہے۔ اس طریقے کی خوبی یہ ہے کہ اس میں پڑھنے کے ساتھ لکھنا بھی سکھایا جاتا ہے۔ اس طرح اس طریقے میں پڑھنے اور لکھنے کا عمل ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ تیسرا طریقہ لفظی طریقہ ہے جس میں حرف کے بجائے لفظ پر زور دیا جاتا ہے اور تصویروں کی مدد سے الفاظ کی شناخت کرائی جاتی ہے۔ ہر تصویر کے نیچے اس کا نام خوش خط میں تحریر کیا جاتا ہے۔ تصویر میں مختلف رنگوں کے استعمال سے وہ الفاظ طلبہ کی دلچسپی کا سبب بنتے ہیں۔ اس طریقے میں طلبہ کھیل کھیل میں حروف کو پہچان کر پڑھنا اور لکھنا سیکھ جاتے ہیں۔ چوتھا طریقہ کلماتی طریقہ ہے جس میں جملے بنانا سکھائے جاتے ہیں۔ اس طریقہ میں چھوٹے اور روز مرہ میں استعمال ہونے والے جملوں کا استعمال کیا جاتا ہے تاکہ آموزگار انھیں پڑھ کر آسانی کے ساتھ سمجھ سکیں۔ اس طریقے میں معلم گفتگو کے ذریعہ طلبہ سے جملے ادا کراتے ہیں۔ پہلے انفرادی طور پر پھر اجتماعی طور پر یہ عمل کیا جاتا ہے، جس سے طلبہ کو ان جملوں کو ادا کرنے میں لطف آتا ہے۔ اس طرح طلبہ آسانی سے جملے ادا کرنا سیکھ جاتے ہیں۔ پھر انھیں ان جملوں کو لکھنا سکھایا جاتا ہے۔ اس کے بعد جس طریقے کے ذریعہ جملے بنانا سکھایا جاتا ہے وہ واقعاتی طریقہ ہے جو ایک طرح سے کلماتی طریقہ کی ہی شکل ہے جس میں الگ الگ منتخب جملوں میں بات نہ کہہ کسی ایک واقعے کو بیان کرتے ہوئے اس سے متعلق چھوٹے چھوٹے جملے بنائے جاتے ہیں۔ ان جملوں کو مکالماتی طریقہ کے مطابق ہی پڑھنا اور لکھنا سکھایا جاتا ہے۔

ابتدائی جماعتوں میں مندرجہ بالا مختلف طریقے رائج ہیں۔ ثانوی، اعلیٰ ثانوی اور اعلیٰ جماعتوں میں تدریس کے دوران کچھ اور بھی طریقے استعمال میں لائے جاتے ہیں۔ جیسے بیانیہ یا خطاب کا طریقہ، سوال و جواب کا طریقہ، قصہ گوئی کا طریقہ، مظاہراتی طریقہ وغیرہ۔ استاد طلبہ کے ذہنی معیار، اس کی دلچسپی، سابقہ معلومات اور سبق کی مناسبت سے ان

طریقوں میں سے کوئی ایک طریقے سے تدریس کا کام کرتا ہے۔ یا پھر ان طریقوں کو ملا کر کوئی نیا طریقہ ایجاد کر کے اس سے درس دیتا ہے۔

تعلیم کے مختلف مراحل غرض درس و تدریس کے بعد طلبہ نے کیا کچھ سیکھا ہے، اس کی جانچ اور اندازۂ قدر کیا جاتا ہے کہ استاد نے جو کچھ پڑھایا ہے طلبہ نے اسے کتنا جذب کیا ہے تا کہ طلبہ کی ترقی کر کے اسے آگے درجے میں پہنچایا جا سکے۔ کسی بھی کام کی جانچ اور اندازۂ قدر کا مقصد صرف یہی ہوتا ہے کہ یہ کام اپنے مقصد کے مطابق ہو رہا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو اس میں کیا خامیاں ہیں جنھیں دور کر کے اپنے مقصد تک پہنچا جائے۔ درس و تدریس کے دوران اندازۂ قدر کا مقصد کچھ اغراض کے سبب کیا جاتا ہے۔ جیسے تشخیص، نگرانی، رہنمائی، پیش گوئی، انتخاب اور درجہ بندی۔ سب سے پہلے تشخیص کے ذریعہ طلبہ کی کمیوں کی شناخت کی جاتی ہے تا کہ انھیں ختم کر کے طلبہ کی صلاحیتوں کو ابھارا جا سکے۔ نگرانی اس لیے کی جاتی ہے تا کہ تدریسی مواد طلبہ تک صحیح طریقے سے پہنچ سکے اور وہ پڑھائی کے وقت اپنا دھیان کہیں اور نہ لگائیں۔ رہنمائی کے تحت طلبہ کی اصلاح کر کے اسے مناسب مشورہ دیا جاتا ہے تا کہ وہ صحیح راہ میں اپنی دلچسپی کی مناسبت سے موضوع کا انتخاب کر کے تعلیم حاصل کر سکیں اور اپنے مستقبل کو تابناک بنا سکیں۔ پیش گوئی کے ذریعہ طلبہ کی ذہنی لیاقت اور صلاحیت کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ پانچویں غرض انتخاب ہے۔ اس کے ذریعے طلبہ کی صلاحیت، لیاقت اور ذہانت کی بنیاد پر ان کا انتخاب کسی گروپ، عہدے یا ادارے کے لیے کیا جاتا ہے۔ درجہ بندی کے تحت طلبہ کو ان کی اہلیت کی مناسبت سے کسی گروپ میں ڈالا جاتا ہے تا کہ وہ اپنی صلاحیت کی بنیاد پر اس کام کو بخوشی اور اچھے طریقے سے انجام دے سکیں۔ ڈاکٹر زبیر شاداب اپنے مضمون 'آزمائش و تعینِ قدر کے چند بنیادی تصورات اور سوال سازی' میں تحریر کرتے ہیں:

> 'اغراض کے یہ چھے نکات باہم مربوط اور ایک دوسرے پر منحصر ہوتے ہیں۔ لہٰذا انھیں نہ تو جدا کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی الگ کر کے سمجھا جا سکتا ہے۔ ان میں سے چند ایک مشاہداتی اور چند ایک غیر مشاہداتی ہیں۔ جب زبان کے جانچ کی بات آتی ہے

توان کی ترتیب بدل جاتی ہے اور سیاق وسباق کے لحاظ سے ان اصطلاحات میں بھی مذکورہ غرض و غایت یا مقاصد ہی مستعمل ہیں۔' (مشمولہ تدریس نامہ ۷، ص ۱۰۴)

غرض ان سبھی اغراض کے سبب ہی تدریس کے دوران اور بعد میں طلبہ کا تعینِ قدر کیا جاتا ہے اور ان کی اہلیت، لیاقت اور صلاحیت کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ اوّل تا آخر جماعت یا پھر سبھی تعلیمی سرگرمیاں اسی جانچ اور اندازۂ قدر پر منحصر ہوتی ہیں۔ اندازۂ قدر کے ذریعے استاد کو طلبہ کے کمزور پہلوؤں سے متعلق معلومات فراہم ہو جاتی ہے۔ پھر استاد اور تعلیم یافتہ والدین بھی طلبہ کے ان کمزور پہلوؤں پر زیادہ توجہ دیتے ہیں تا کہ وہ کسی مضمون میں ودسرے طلبہ سے پیچھے نہ رہے۔ کبھی کبھی استاد انفرادی طور پر بھی طالب علم کو وقت دے کر اپنی تعلیمی حکمتِ عملی کے ذریعے اس کے کمزور پہلوؤں کو دور کر کے اسے دوسرے طلبہ کے برابر لانے کی کوشش کرتے ہیں۔ استاد کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ وقفے وقفے سے طلبہ کی ترقی کا اندازہ کرتا رہے کہ طالب علم کا کون سا پہلو کمزور ہے جس پر اسے مزید کام کرنے کی ضرورت ہے۔ اسی کے پیشِ نظر وہ مضمون کے مواد کی تنظیم اور طریقۂ تدریس میں حسبِ ضرورت تبدیلی کرتا ہے۔ اندازۂ قدر کے ذریعہ محض مضمون کی جانچ پر ہی زور نہیں دیا جاتا ہے بلکہ طلبہ کے احساسی اور عملی پہلوؤں کے متعلق بھی پتہ لگایا جاتا ہے۔ یعنی اس کے ذریعہ طلبہ کی دلچسپی، شوق، تصورات، خیالات اور عادتوں کی بھی معلومات فراہم ہوتی ہے۔ اس طرح دیکھا جائے تو اندازۂ قدر کا تصور زیادہ جامع اور بسیط ہے جب کہ اس کے مقابلے امتحان کا تصور تعلیمی اور نفسیاتی اعتبار سے کافی محدود ہے۔ اندازۂ قدر کے مقابلے میں پیمائش کا تصور بھی محدود ہے۔ اس میں صرف مضمون کے کسی ایک پہلو یا لیاقت پر زور دیا جاتا ہے۔ جب کہ اندازۂ قدر میں طلبہ سے متعلق تمام پہلوؤں کا اندازہ لگانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

ہمارے تعلیمی اداروں میں طلبہ کو ایک درجے سے دوسرے درجے میں ترقی اندازۂ قدر کے ذریعہ ہی دی جاتی ہے۔ طلبہ میں کسی مضمون میں زیادہ دلچسپی اور کسی میں کم دلچسپی کا اندازہ بھی اسی طریقے سے کیا جاتا ہے۔ عام طور سے اندازۂ قدر دو طریقوں سے کیا

جاتا ہے۔ایک تحریری اور دوسرا زبانی طریقہ۔لیکن تعلیمی ترقی میں مختلف تحقیقات کے ذریعے جانچ کے طریقوں میں کچھ تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں۔بعض ماہرینِ تعلیم کا خیال ہے کہ معلم کا واسطہ صرف اپنے درجے کی جماعت کی تعلیمی تحصیل سے پڑتا ہے جب کہ تعلیمی تحصیل تعلیمی دور کا محض ایک حصہ ہے۔اس لیے معلم کو آموزگار کے ساتھ ہمدردی کا جذبہ رکھنا چاہیے تاکہ وہ خود کو محفوظ اور استاد کو اپنا ہمدرد سمجھ سکے۔اس سے اندازۂ قدر کا کام قدرے آسان ہوگا کیوں کہ اس طرح طلبہ میں تعلیم کے لیے شوق اور خودشناسی کا جذبہ پیدا ہوگا اور وہ ان کمیوں کو سدھارنے کی کوشش کرے گا جن کی جانب استاد نے نشان دہی کی ہے۔ مختلف ماہرینِ تعلیم نے اس کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے لیکن C.E.Beeby نے بہت واضح تعریف بیان کی ہے:

> 'Evaluation is the systematic collection and interpretation of evidence leading as a part of process to a judgement of value with a veiw to action.'
>
> ’تعین قدر ان شواہد اور معلومات کی منظّم فراہمی اور تشریح وتوضیح ہے جو عمل کا ایک حصہ ہونے کی وجہ سے عملی نقطۂ نظر سے تعینِ قدر کی طرف رہنمائی کرے۔‘ (درس وتدریس کے جدید طریقے اور تقاضے از ریاض احمد، ص ۲۶۷)

غرض اندازۂ قدر کے لیے جو بھی معلومات اکٹھا کی جائے وہ سلسلے وار، منظّم اور منصوبہ بند طریقے سے کی جائے اور ان میں مناسب تعلق بھی ہو تاکہ معلومات کی تشریح و توضیح کرنے کے بعد مطلوبہ مضمون میں پیش رفت کی جا سکے۔

اردو زبان کی تدریس کا مقصد ہے کہ طلبہ صحیح املا اور تلفظ کے ساتھ الفاظ کی ادائیگی کر سکیں اور ان الفاظ کو صحیح صحیح لکھ سکیں۔اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ زبان و ادب کی تدریس کا مقصد بولنا، پڑھنا اور لکھنے سے ہوتا ہے۔ابتدائی تعلیم کی آخری جماعتوں میں طلبہ کو کچھ لفظ کے معنی بتائے جاتے ہیں اور اقتباس کی تشریح وتوضیح کرائی جاتی ہے۔تاکہ ان میں غور وفکر کی

عادت کوفروغ دیا جا سکے۔اسی طرح ثانوی اوراعلیٰ ثانوی جماعتوں میں نثری اور شعری ادب کی سمجھ بوجھ پیدا کی جاتی ہے۔اس سے طلبہ میں ادب کی سمجھ بوجھ،ان کی تشریح وتوضیح، غور وفکراوراظہارِخیال کی عادت ڈالی جاتی ہے۔ساتھ ہی ادیب وشاعر کی تحریر میں اسلوب یا محاسنِ شعری کی کیا خصوصیات ہیں ان کا بھی احاطہ کرایا جاتا ہے۔ پھر طلبہ سے سوالات قائم کرکے جوابات کی مناسبت سے ان کے ذاتی خیالات،اظہارِ بیان اور جذباتی پہلوؤں کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔ابتدائی جماعت میں زبانی امتحان یا اندازۂ قدر کا رواج زیادہ ہے۔ جب کہ ثانوی اوراعلیٰ ثانوی جماعتوں میں تحریری امتحان کے علاوہ مباحثے، انٹرویوز اور مسابقتی امتحان کے ذریعہ طلبہ میں تحصیلِ علم کا اندازہ کیا جاتا ہے۔زبانی اندازۂ قدر کے لیے معلم کوان نکات پرغور کرنا چاہیے کہ اسے کن باتوں کا اندازۂ قدر کرنا ہے۔کب کرنا ہےاور کتنے وقفے سے کرنا ہے،اندازۂ قدر کیسے کرنا ہےاور کیوں کرنا ہے؟زبانی اندازۂ قدر کے تحت یہ بات معلوم کی جاتی ہے کہ طلبہ کس طرح سیکھ رہے ہیں اورانھیں استاد کی بات کا جواب دینے میں کتنی دقت پیش آرہی ہے تا کہ اس کی اصلاح کی جا سکے۔زبانی اندازۂ قدر میں تمام طریقوں کواستعمال نہیں کیا جاتا ہے۔طلبہ کے اندازۂ قدر کے لیے تحریری طور پر بھی ان کا تعین کیا جاتا ہے۔اندازۂ قدر کے اس دوسرے طریقے کے تحت کئی ذیلی طریقوں کا استعمال کیا جاتا ہے:

۱۔ آزمائش،ٹیسٹ Test

۲۔ امتحان Examination

۳۔ پیمائش Measurement

۴۔ اندازۂ قدر Assessment

۵۔ تعین قدر، جانچ Evaluation

آزمائش اندازۂ قدر کا وہ طریقہ ہے جس میں طلبہ کی استعداد، ذہانت اور لیاقت کو ٹیسٹ کے ذریعہ ناپنے کی کوشش کی جاتی ہے۔تا کہ اس بات کا پتہ لگایا جا سکے کہ طلبہ کو آموزش کی تحصیل میں کن دشواریوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔جب کہ امتحان ایک ایسا طریقہ

ہے جس میں طلبہ کی مہارت، لیاقت، قابلیت اور علم کی جانچ ایک امتحان لے کر کی جاتی ہے۔ پیمائش وہ طریقہ ہے جس میں طلبہ کا جو امتحان لیا گیا ہے اس کی بنیاد پر طلبہ کی لیاقت کو نمبر کے ذریعہ ظاہر کیا جاتا ہے۔ اندازۂ قدر کے ذریعہ یہ بات معلوم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ طلبہ نے جو کچھ سیکھا ہے وہ کس معیار کا ہے۔ تعین قدر کے تحت یہ اندازہ لگایا جاتا ہے کہ طلبہ نے جو بھی علم حاصل کیا ہے وہ کتنا منظّم اور معروضی ہے۔ یہ تمام طریقے تحریری اور زبانی دونوں طرح سے ہو سکتے ہیں۔ مختلف قسم کے اندازۂ قدر کے لیے مختلف طریقہ ہوگا۔ ایک طریقہ ہر ایک کے لیے موزوں نہیں ہوتا۔ اس طرح یہ دیکھا گیا ہے کہ اندازۂ قدر جن عناصر پر منحصر ہے ان کا تعلق بہتر آموزش سے ہے۔ اس سے اساتذہ طالب علموں کے متعلق معلومات فراہم کر کے یہ اندازہ لگاتے ہیں کہ کس طریقے سے طلبہ کو درس دیا جائے جو ان کو بہ آسانی سمجھ میں آ سکے۔

اندازۂ قدر کے ان طریقوں کے علاوہ بھی کچھ اور طریقے ہیں جن سے طلبہ کی تحریری، تقریری اور تحصیلی صلاحیتوں کا پتہ لگایا جاتا ہے جو مضمون کی مناسبت سے تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ وہ طریقے کچھ اس طرح ہیں:

۱۔ تحصیلی امتحان Achievement Test

۲۔ تشخیصی امتحان Diagnostic Test

۳۔ میلانی امتحان Aptitude Test

۴۔ درجہ بندی پیمانے Rating Scales

۵۔ واقعاتی رکارڈ Anecdotal Record

۶۔ معاشرہ پیما تکنیک Socio- metric Technique

۷۔ پڑتالی فہرست Check List

۸۔ رویہ پیما Attituude Scale

۹۔ دلچسپیوں کی فہرست Interest- inventories

مندرجہ بالا ان طریقوں میں سے معلم اپنے مضمون کی مناسبت سے کچھ طریقوں

کا استعمال کرتے ہیں، جو ان کی تدریس کی جانچ میں مفید ثابت ہوتے ہیں۔ کیوں کہ تدریس کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس کی وجہ سے طالب علم میں سننے اور سمجھنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے۔ اس میں یہ صلاحیت بھی پیدا ہو کہ وہ اشارات کے ذریعے ربط قائم کرکے ان کا نتیجہ اخذ کر سکے۔ تدریس کے لیے ضروری ہے کہ طلبہ خود میں حصولِ علم کا شوق پیدا کریں اور پڑھنے کی عادت کو فروغ دے کر اس سے نتائج حاصل کر سکیں اور موجودہ متن کو سابقہ متن سے ہم آہنگ کر سکیں۔ غور و خوض کے ساتھ مطالعہ کریں اور سوال کے جواب کے لیے اپنے اعتماد کو قائم رکھ سکیں۔ طلبہ مختلف اسلوب اور انداز کے ساتھ کسی بھی علمی و تعلیمی مباحثے میں اپنی صلاحیتوں کے استعمال میں جھجک محسوس نہ کریں۔ کسی عنوان کے انتخاب کے بعد اپنے خیالات کو منظّم طریقے سے بیان کر سکیں۔ زندگی کے مختلف شعبوں سے متعلق الفاظ کو سمجھ کر ان کا، مناسب استعمال کر سکیں۔ طلبہ لغت اور لائبریری میں موجود کتابوں کا استعمال کر کے ان سے استفادہ کر سکیں اور ضرورت کے تحت ان کا استعمال کر سکیں۔ ان میں یہ اہلیت بھی پیدا ہو جائے کہ وہ اپنی معلومات اور یادداشت کو محفوظ رکھ سکیں اور مناسب وقت میں انھیں استعمال کر سکیں۔ اس کے علاوہ اپنے ادبی ذوق کو نکھاریں اور جمالیاتی زندگی میں حسن و بالیدگی پیدا کریں۔ اس لیے ضروری ہے کہ تدریس کے دوران ان طریقوں کا استعمال کیا جائے جن سے بہتر آموزش کو فروغ دیا جا سکے اور درجہ میں تدریس اور اندازۂ قدر کے فاصلے کو کم کیا جا سکے۔

حوالا جات:

۱۔ آزمائش و تعینِ قدر کے چند بنیادی تصورات اور سوال سازی از ڈاکٹر زبیر شاداب، مشمولہ تدریس نامہ ۷، سنِ اشاعت ۲۰۱۷ء، ص ۱۰۴

۲۔ مشمولہ درس و تدریس کے جدید طریقے اور تقاضے از ریاض احمد، سنِ اشاعت ۲۰۱۳ء پہلا ایڈیشن، ص ۲۶۷

اسسٹنٹ پروفیسر
اکادمی برائے فروغِ استعدادِ اردو میڈیم اساتذہ
جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی

ڈاکٹر لیاقت علی

آئی سی ٹی ٹولز اور ڈیجیٹل وسائل تک اردو اساتذہ اور طلبہ کی رسائی اور امکانات

تعارف: اردو ایک ایسی زبان ہے جو مختلف تہذیبوں، ثقافتوں اور زبانوں کے امتزاج سے وجود میں آئی۔ اردو زبان کی تاریخ بہت قدیم ہے اور اس کا آغاز دہلی جیسے بڑے شہر کے گرد و نواح میں ہوا جہاں فارسی، عربی اور ترک زبانوں کے اثرات موجود تھے۔ یہ زبان مختلف ادوار میں ارتقا پذیر ہوئی اور اب دنیا بھر میں بولی جانے والی بڑی زبانوں میں شمار ہوتی ہے۔ اردو کے رسم الخط، لغت اور دیگر خصائص نے اس کو ایک منفرد شناخت دی ہے۔ تاہم، جدید دور میں جب ٹیکنالوجی کی ترقی ہوئی تو اردو زبان کو کئی چیلنجز کا سامنا کرنا پڑا۔ ان چیلنجز میں سب سے بڑا مسئلہ اردو کے رسم الخط کی ڈیجیٹل دنیا میں درست طریقے سے استعمال کا ہے۔ یہ ایک الگ بحث ہے کہ اسکولوں، کالجوں اور جامعات میں اردو کو تدریسی زبان کے طور پر کب سے شروع کیا گیا۔ لیکن یہ بات سچ ہے کہ آزادی کے بعد اردو زبان کی تعلیم کو مزید فروغ دینے کی کوششیں کی گئیں، لیکن یہ بات بھی سچ ہے کہ مختلف سیاسی اور سماجی وجوہات کی بنا پر اس کی ترقی میں رکاوٹیں آتی رہیں۔ خوش آئند بات یہ ہے کہ پچھلی دہائیوں میں انفارمیشن اینڈ کمیونیکیشن ٹیکنالوجی (ICT) کے استعمال اور ڈیجیٹل وسائل نے اردو زبان کو مزید وسعت اور ترقی کی نئی راہیں ہموار کی ہیں۔

کلیدی الفاظ: آئی سی ٹی ٹولز، ڈیجیٹل وسائل، اردو زبان، طلبہ۔

انفارمیشن کمیونیکیشن ٹیکنالوجی (آئی سی ٹی) ایک ایسا نظام ہے جس کے ذریعے مختلف ایپلی کیشنز اور وسائل کا استعمال کرتے ہوئے ہم تعلیمی اور تدریسی پیشے کو مؤثر بنا سکتے ہیں۔ جیسے تدریس، تشخیص، طالب علم ڈیٹا مینجمنٹ، لائبریری سہولیات، ملٹی میڈیا، آن لائن حاضری اور اسمارٹ بورڈ وغیرہ، آئی سی ٹی میں ضم ہو چکے ہیں۔ ایڈمنسٹریٹر سسٹمز پر سافٹ

ویئر کا استعمال، لوکل ایریا نیٹ ورک (LAN)، وائڈ ایریا نیٹ ورک (WAN) اور انٹرنیٹ کے ذریعے اداروں، اساتذہ اور طلبہ کو سپورٹ ملتی ہے۔ اقوام متحدہ کی تعلیمی، سائنسی اور ثقافتی تنظیم (یونسکوٹ، 2003) نے آئی سی ٹی کی اصطلاح استعمال کرتے ہوئے کہا:

"The tools and the processes to access, retrieve, store, organize, manipulate, produce, present and exchange information by electronic and other automated means. These include hardware, software and telecommunications in the forms of personal computers, scanners, digital cameras, phones, faxes, modems, CD and DVD players and recorders, digitized video, radio and TV programmes, database programmes and multimedia programmes."1.

یہ تعریف تقریباً بیس سال قبل کی گئی تھی لیکن آج کے دور میں آئی سی ٹی ٹولز میں اس قدر تنوع اور ترقی ہو چکی ہے کہ ان کا استعمال ہر سطح پر، خصوصاً تعلیم، تحقیق اور کاروباری دنیا میں ایک بنیادی ضرورت بن چکا ہے۔ یہ ٹولز 2003ء میں متعارف کرائے گئے آلات سے کہیں، زیادہ پیچیدہ اور جامع ہیں۔ مندرجہ ذیل گراف میں آئی سی ٹی کے جدید ٹولز اور ان کے استعمال کے متنوع طریقوں کو واضح طور پر ظاہر کیا گیا ہے۔

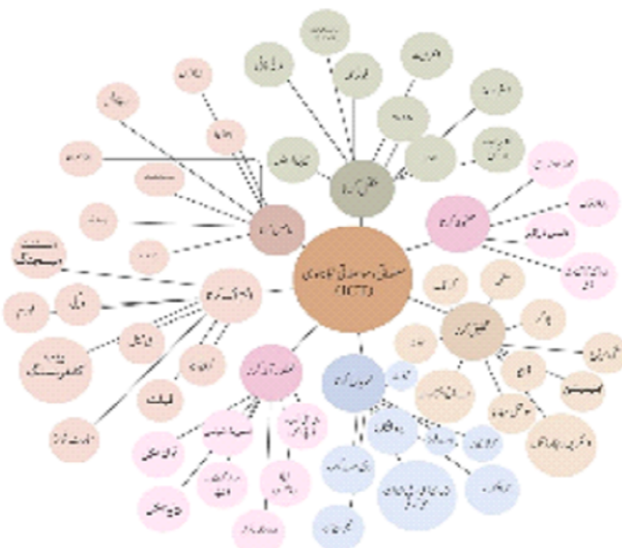

اس گراف میں منتقل کرنا، محفوظ کرنا،تخلیق کرنا، نمایاں کرنا،عملدرآمد کرنا، اشتراک کرنا اور حاصل کرنا جیسے اجزا کو ذیلی اجزا میں تقسیم کیا گیا ہے تا کہ ان کی کارکردگی کو بہتر طور پر سمجھا جا سکے اور ان کا مؤثر استعمال کیا جا سکے۔

گزشتہ دو دہائیوں میں یہ امر واضح ہوا ہے کہ آئی سی ٹیز کے نفاذ نے اعلیٰ تعلیمی اداروں کے تدریسی اصولوں اور نصابی ڈھانچے میں تبدیلی واقع کی ہے۔روایتی طور پر، اعلیٰ تعلیم کو استاد اور طالب علم کے مابین براہ راست علمی تعامل اور فکری تبادلے کا مرقع سمجھا جاتا تھا، آئی سی ٹی نے اس تصور کو وسعت دیتے ہوئے تدریسی عمل میں نئی جہات پیدا کی ہیں۔ عصرِ حاضر میں دنیا ایک وسیع ڈیجیٹل منظرنامے میں تبدیل ہو رہی ہے، جہاں معلومات کی رسائی تیز تر اور بے حد وسیع ہو چکی ہے۔اس بدلتے ہوئے تناظر میں، بنیادی اور اعلیٰ تعلیم میں آئی سی ٹیز کا کردار نہ صرف ناگزیر ہو چکا ہے بلکہ آئندہ کی فکری پیش رفت کا ضامن بھی ہے۔

تعلیم اور تدریس کے عمل میں آئی سی ٹیز کا مؤثر استعمال ان گونا گوں آلات اور طریقوں پر مبنی ہے جو علمی مواد کو جدید تر اور زیادہ دسترس پذیر بناتے ہیں۔اس تیز رفتار ڈیجیٹل ارتقا نے بنیادی اور اعلیٰ تعلیم کو ایک نئے فکری قالب میں ڈھال دیا ہے، جو 21 ویں صدی کی تعلیمی ضروریات سے ہم آہنگ ہے اور مسلسل ترقی کے افق پر گامزن ہے۔ یہ ٹولز نہ صرف تدریسی عمل کو زیادہ مؤثر اور بین المضامین وسعت فراہم کرتے ہیں بلکہ علمی دسترس کو عالمی سطح پر ممکن بناتے ہیں۔ یوں، ڈیجیٹل وسائل کی فعالیت اور آئی سی ٹی ٹولز کا امتزاج تعلیمی نظام کو ایک جدید اور جامع قالب عطا کرتا ہے۔اردو زبان کے لیے ان ٹولز میں، ہم آہنگی پیدا کرنے کا اہم کام نیچرل لنگویج پروسسنگ (این ایل پی) ٹول کٹ نے انجام دیا ہے، جس نے زبان کے پیچیدہ تراکیب اور ساختیات کو سمجھنے اور تجزیہ کرنے کے لیے جدید سائنسی طریقۂ کار فراہم کیے ہیں۔این ایل پی کے ذریعے اردو زبان کے لیے مناسب ترجمہ، مواد کی تفہیم اور خودکار تجزیہ ممکن ہوا ہے، جس سے اردو زبان میں تعلیم دینے والے اساتذہ اور طلبہ کو نئی سہولتیں میسر آئی ہیں۔اس حوالے سے مختلف ٹولز کا ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں جو دنیا کی بڑی زبانوں کے ساتھ ساتھ اردو تدریس میں بھی استعمال ہوتے ہیں۔

ای لرننگ ایجوکشن سسٹم کی تیز رفتار ترقی کے ساتھ، 1997 میں لرننگ منجمنٹ سسٹم (ایل ایم ایس) متعارف کرایا گیا، جس نے آن لائن تدریس کے طریقوں کو مزید مؤثر اور منظّم بنایا۔ قاسم اور خالد اپنے ایک انگریزی مضمون میں ایل ایم ایس کی تعریف کرتے ہیں:

> "The Learning Management System is a web-based software application designed to handle learning content, student interactions, assessment tools and reports on learning progress and student activities" 2.

اس سے واضح ہوتا ہے کہ ایل ایم ایس ایک ایسا نظام ہے جو تدریس اور سیکھنے کے عمل کو ایک جدید اور مؤثر طریقے سے ہم آہنگ کرتا ہے اور اس کے ذریعے معلومات تک رسائی میں تیزی لائی جاتی ہے، جس سے فاصلے کی حد ختم ہو جاتی ہے۔ اس کے استعمال نے خاص طور پر فاصلاتی تعلیم کے تصور کو ایک نئی جہت عطا کی ہے۔ طلبہ اب کسی بھی وقت تدریسی مواد تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں، جو اساتذہ کی جانب سے فراہم کیا جاتا ہے۔ آج کے دور میں، کئی تعلیمی ادارے LMS پلیٹ فارم کو مؤثر طریقے سے استعمال کر رہے ہیں۔ مثال کے طور پر، اندرا گاندھی نیشنل اوپن یونیورسٹی (IGNOU) نے LMS کا استعمال کرتے ہوئے کئی اردو کورسز کا آغاز کیا ہے۔ IGNOU کے LMS پلیٹ فارم پر موجود کورسز کے ذریعے طلبہ کو لکچرز، مطالعاتی مواد، اسائنمنٹس اور ویڈیوز تک رسائی دی جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ، طلبہ آن لائن امتحانات میں شرکت کر کے اپنی تعلیمی مدت کو مکمل کر سکتے ہیں۔ یہ نظام اس بات کی عمدہ مثال ہے کہ کس طرح انفارمیشن ٹکنالوجی اور تعلیم کے امتزاج نے تعلیم کے عمل کو جدید خطوط پر استوار کیا ہے۔ LMS کی مختلف اقسام ہیں، جن میں موڈل (Moodle)، اولٹل (OLAT)، ڈوکوس (Dokeos)، اے ٹیوٹر (ATutor)، آئیلیاس (ILIAS) اور ساکائی (Sakai) شامل ہیں۔ یہ پلیٹ فارمز مختلف تعلیمی ضروریات کو پورا کرتے ہیں، جیسے تدریسی مواد کی تخلیق، آن لائن کورسز کا انعقاد

اور اساتذہ وطلبہ کے درمیان مؤثر مواصلات۔ اس کے علاوہ، ایل ایم ایس کا استعمال جیسے گوگل کلاس روم، گوگل میٹ، زوم وغیرہ میں بھی کیا جاتا ہے، جس کا رجحان روزمرہ کے تعلیمی نظام میں بڑھتا جارہا ہے۔

2004 میں انٹیل® ٹیچ – ایڈوانسڈ آن لائن پروگرام (انٹیل لہریں۔ اوفبو کورس آن لائن) جرمنی میں ڈیزائن کیا گیا تھا جو مخلوط تدریسی طرز میں جدید تعلیم اور ٹیکنالوجیز کو مربوط طریقے سے پیش کرنے پر مرکوز تھا۔ 2010 میں، اوپن سورس کی جانب سے انٹیل® ٹیچ انٹریکٹیو کے نام سے ایک نئی پیشکش متعارف کروائی گئی۔ اس میں ایک جدید موڈل پر مبنی آن لائن پلیٹ فارم شامل کیا گیا، جو کورس کی اہم خصوصیات کو نافذ کرنے کے ساتھ اساتذہ کے درمیان اور پلیٹ فارم کے ذریعے باہمی تعامل کے مزید مواقع فراہم کرتا تھا۔ انٹیل® ٹیچ (Intel®Teach) ایک تعلیمی پروگرام ہے جسے انٹیل نے اساتذہ کی پیشہ ورانہ تربیت کے لیے شروع کیا۔ اس کا مقصد اساتذہ کو جدید تدریسی تکنیکوں اور ٹیکنالوجی کے مؤثر استعمال کی تربیت دینا ہے تاکہ وہ طلبہ کی تخلیقی صلاحیتوں، تنقیدی سوچ اور مسائل حل کرنے کی مہارتوں کو فروغ دے سکیں۔ یہ پروگرام آن لائن اور روایتی دونوں طرز میں دستیاب ہے اور دنیا بھر میں لاکھوں اساتذہ نے اس سے استفادہ کیا ہے۔

Albena Todorova اور Thomas Osburg اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں:

"It is organized through a Moodle-based learning management system and it is planned to include Mahara e-Portfolio to support teachers' professional development. It is expected that through this approach, teachers will not only develop skills for integrating technology in class, but also their social competencies and personality characteristics, such as being more proactive and more responsible for producing educational content and using technologies." 3

انٹیل ® ٹیچ پروگرام نے بنیادی طور پر بین الاقوامی سطح پر 70 سے زیادہ ممالک میں 10 ملین سے زائد اساتذہ کو تربیت فراہم کی ہے تاکہ وہ پراجیکٹ پر مبنی تدریسی طریقے، ڈیجیٹل مہارت اور اکیسویں صدی کی تعلیمی صلاحیتوں کو فروغ دے سکیں۔ یہ پروگرام اساتذہ کو موجودہ نصاب میں ٹیکنالوجی شامل کرنے کے لیے مختلف کورسز پیش کرتا ہے، جن میں آن لائن، روایتی اور مخلوط طرز کے کورسز شامل ہیں۔ اگرچہ مواد عمومی طور پر انگریزی میں ہوتا ہے، لیکن ترجمہ یا اے آئی کی مدد سے اردو استعمال کی جا سکتی ہے اور اردو زبان میں اس طرح کے وسائل کا استعمال اور اس تک رسائی اہم ہے، تاکہ اردو میں تعلیم اور ٹیکنالوجی کا انضمام زیادہ مؤثر ہو اور اساتذہ بہتر طور پر فائدہ اٹھا سکیں۔

تدریسی عمل کے حصول کے لیے ویب 2.0 ٹولز کا استعمال ناگزیر ہے۔ یہ ٹولز آن لائن تعلیم کو مؤثر بنانے میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔ جدید تکنیکی ایجادات نے انٹرنیٹ کے صارفین کو صرف مواد کے صارف سے مواد کے فراہم کنندہ کی حیثیت تک پہنچا دیا ہے۔ ان ایپلی کیشنز کی مدد سے صارفین نہ صرف مواد کا اشتراک کرتے ہیں بلکہ تحریری، تصویری اور ویڈیوز کی صورت میں تخلیقی اظہار بھی ممکن بناتے ہیں۔ یہ ایپلی کیشنز کمیونٹیز کی تشکیل کو فروغ دیتی ہیں جہاں صارفین مل کر مواد تخلیق کرتے یا ایک دوسرے کے ساتھ معلومات کا تبادلہ کرتے ہیں۔ ویب 2.0 ٹولز کے ذریعے کنیکٹیوسٹ لرننگ کا تصور سامنے آیا ہے۔ یہ ٹولز معلومات کو ہر فرد کے لیے قابل رسائی اور دستیاب بنانے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ عام طور پر استعمال ہونے والی ویب 2.0 خدمات میں سوشل سائٹس، فوٹو اور ویڈیو شیئرنگ پلیٹ فارمز، بلاگز، مائیکرو بلاگز، سوشل بک مارکنگ، ترمیم شدہ انسائیکلوپیڈیاز، ورچوئل ورلڈز، پوڈ کاسٹس اور لائیو کاسٹنگ شامل ہیں۔ تاہم، سوشل میڈیا سائٹس کے تدریسی استعمال پر پروفیسروں کی رائے مختلف ہے، جنہیں بعض اوقات مسائل کا سبب بھی سمجھا جاتا ہے۔

زولٹن سزٹس (2014) کے ایک مطالعے کے مطابق:

"Connectivist learning happens with the help of web 2.0 tools, i.e. every tool can be a specific inter-mediator of knowledge. They help to make information accessible and available to everyone. Some typical web 2.0 services are: "social sites, sound, photo and video sharing pages, blogs, micro-blogs, forums, social book markings, editable cyclopedias, virtual words, podcasts, live casting services."New applications give a chance to students to cooperate and share information, and increase their motivation, commitment and self-expression." 4

الیکٹرانک لرننگ کے زمانے میں نیٹ ورک لرننگ اور انٹرنیٹ کی صلاحیتوں کا جائزہ لیتے ہوئے کومینکزی (2013) نے مشاہدہ کیا کہ:

"Electronic learning environments examined the opportunities of network learning and the Internet. During online learning, students connect to the curriculum interactively and individually, therefore teaching does not exist anymore. "Electronic info-communication technology is widening the possibilities of personal and sovereign learning", so contents can be reached in different modules, in database and according to personal demands." 5

یہ تمام عوامل مل کر اس امر کی نشاندہی کرتے ہیں کہ موجودہ تعلیمی نظام کو ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کے ساتھ ہم آہنگ کرنا ناگزیر ہے تاکہ طلبہ کی جدید ضروریات اور رجحانات کے مطابق ایک مؤثر اور معیاری تدریسی ماحول فراہم کیا جا سکے۔

ٹی پی سی (Technological Pedagogical Content Knowledge) فریم ورک تعلیمی ٹیکنالوجی کے استعمال میں موثر تدریسی حکمت عملیوں کو سمجھنے اور ان کا اطلاق کرنے کے لیے ایک اہم ذریعہ ہے۔ اس کو مشرا اور کوہرر (Mishra & Koehler) نے 2006 میں متعارف کروایا جو تین اہم علمی ڈومینز پر مبنی ہے (Content Knowledge-CK)، (Technological Knowledge - TK)، (Pedagogical Knowledge-PK)، اردو زبان و ادب کی تدریس میں TPACK فریم ورک کا استعمال ٹیکنالوجی کے ذریعے موضوعات کو زیادہ دلکش اور مربوط بنانے میں مددگار ہوسکتا ہے۔ مثال کے طور پر LMS پر میر یا غالب کے اشعار کو انٹرایکٹو گیمز کے ذریعے پیش کرنا۔ طلبہ کو موبائل ایپس کے ذریعے اردو گرامر سکھانا۔ آن لائن مباحثے کے فورمز پر اردو ادب کے مختلف موضوعات پر مباحثے کا انعقاد کرنا وغیرہ۔

اردو زبان کی پروسیسنگ کے حوالے سے اردو نیچرل لینگو یج ٹول کٹ (UNLT) ٹولز جیسے ورڈ ٹوکنائزر، جملے ٹوکنائزر اور پارٹ آف اسپیچ (POS) ٹیگرز کی تشکیل پر مرکوز ہے۔ اردو زبان کی پروسیسنگ کے ضمن میں ایسے ٹولز کی ایجاد جو الفاظ کی شناخت، جملوں کی تشکیل اور زبان کی نحوی وصرفی تجزیے میں معاون ہوں، ایک اہم پیش رفت ہے۔ اردو زبان کی پیچیدگی، اس کی ساختیاتی رنگارنگی اور مختلف سماجی وثقافتی سیاق وسباق میں اس کے استعمال کو مدنظر رکھتے ہوئے ایسی تکنیک کی ضرورت ہے جو زبان کے ہر پہلو کو جامع اور درست انداز میں سمجھ سکے۔ یہ اقدامات اردو زبان کے مستقبل کے لیے روشن امکانات پیدا کرتے ہیں۔

اردو زبان وادب کی تدریس کو موثر اور دلچسپ بنانے کے لیے صرف یہی وسائل نہیں ہیں بلکہ موبائل ایپس تدریس وتعلیم کا ایک اہم ذریعہ بن چکی ہیں۔ موبائل ایپلی کیشنز نے زبان سیکھنے کے عمل کو ایک نئے اور انٹرایکٹو انداز میں پیش کیا ہے اور یہ رجحان اردو زبان کے فروغ میں بھی اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ بوڈو ٹرانسلیشن، روزیٹا اسٹون اور میمری جیسی ایپلی کیشنز نے اردو زبان کے شائقین کے لیے جدید ٹیکنالوجی کی مدد سے ایسے پلیٹ فارمز

فراہم کیے ہیں جو سیکھنے کے عمل کو نہایت دلچسپ اور سہل بناتے ہیں۔ ان ایپس میں گیمنگ طرز کے اسباق، الفاظ کی پریکٹس اور انٹرایکٹو سرگرمیاں شامل ہیں، جو سیکھنے والے کو ایک منظّم اور مؤثر طریقے سے زبان سیکھنے کا موقع دیتی ہیں۔ یہ ایپس اکثر (Spaced Repetition Algorithm) کا استعمال کرتی ہیں، جو صارفین کو ایسے الفاظ اور جملے بار بار یاد کرواتی ہیں جن کا سیکھنا اور یاد رکھنا ضروری ہو۔ اس تکنیک کی مدد سے اردو زبان کے مشکل پہلوؤں کو آسانی سے سمجھنے اور یاد رکھنے میں مدد ملتی ہے۔ مزید برآں، یہ ایپس صوتی مواد، تصویری مدد اور مشینی تشخیص کے ذریعے زبان سیکھنے کا ایک جامع تجربہ پیش کرتی ہیں، جو سیکھنے والوں کی ضروریات کے مطابق تیار کیا گیا ہے۔ ان کے علاوہ "فیروز اللغات"، "آکسفورڈ اردو ڈکشنری"، "ریختہ اردو ڈکشنری" وغیرہ۔

سوشل میڈیا پلیٹ فارمز نے درس وتدریس کے روایتی ڈھانچے میں ایک نمایاں تبدیلی پیدا کی ہے، جس کے نتیجے میں اساتذہ اب کلاس روم کی چار دیواری میں مقید نہیں ہیں۔ سوشل میڈیا نے اساتذہ اور طلبہ کے مابین براہ راست، فوری اور غیر رسمی رابطے کو ممکن بنایا ہے، جس سے تعلیمی مباحثے اور فکری تبادلے کے مواقع فراہم ہوئے ہیں۔ اساتذہ اپنے تدریسی مواد کو مختلف پلیٹ فارمز جیسے فیس بک، ٹویٹر، انسٹاگرام اور یوٹیوب کے ذریعے بآسانی طلبہ تک پہنچا سکتے ہیں۔ گروپ چیٹس، فورمز اور آن لائن کمیونٹیز کے ذریعے طلبہ ایک دوسرے کی معاونت کرتے ہیں۔ مزید برآں، سوشل میڈیا کے ذریعے اساتذہ کو عالمی سطح پر تدریسی اصلاحات، جدید ترین تحقیق، ایجادات اور تدریسی حکمت عملیوں کے بارے میں علم حاصل ہوتا ہے۔ تاہم، سوشل میڈیا کے ذریعے تدریس کے عمل میں کچھ چیلنجز بھی ہیں۔ ان میں مواد کی تصدیق کی کمی، طلبہ کی توجہ کا منتشر ہونا اور معلومات کی افراط جیسے مسائل شامل ہیں۔ ان چیلنجز سے نمٹنے کے لیے اساتذہ کو ایک منظّم حکمت عملی کے تحت سوشل میڈیا کا استعمال کرنا چاہیے تاکہ وہ اپنی تدریسی سرگرمیوں کی مؤثر نگرانی کر سکیں اور طلبہ کو معیاری مواد فراہم کر سکیں۔

پوڈکاسٹ اور آڈیو کے ذریعے درس وتدریس کے روایتی طریقوں میں جدت

آئی ہے۔ یہ دونوں ذرائع طلبہ اوراساتذہ کے لیے ایک نیا اور موثر وسیلہ بنتے ہیں جس کے ذریعے وہ علم کو مختلف طریقوں سے حاصل کر سکتے ہیں اور اس کا تبادلہ کر سکتے ہیں۔ تعلیمی مقاصد کے لیے پوڈکاسٹ کا استعمال اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ طلبہ جہاں بھی ہوں، جب چاہیں اور جس قدر چاہیں تعلیمی مواد تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔ اساتذہ پوڈکاسٹ کے ذریعے موضوعات کو تفصیل سے بیان کر سکتے ہیں اور طلبہ ان کو اپنے وقت کے مطابق سن سکتے ہیں۔

آڈیو کتابیں، لیکچرز اور اسباق طلبہ کو سن کر سیکھنے کی سہولت فراہم کرتے ہیں، خاص طور پر ان لوگوں کے لیے جو بصری مواد سے زیادہ آڈیو مواد پر توجہ مرکوز کرتے ہیں۔ پوڈکاسٹ اور آڈیو کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ یہ موبائل فونز اور دیگر ڈیجیٹل ڈیوائسز پر بآسانی دستیاب ہوتے ہیں، جس سے طلبہ کو جہاں چاہیں، جب چاہیں اور کسی بھی جگہ سے سیکھنے کی آزادی ہوتی ہے۔اس کے لیے کئی پلیٹ فارمز موجود ہیں جیسے Anchor، potify اور Youtube، Google Podcasts اور سوشل میڈیا وغیرہ۔ ان کے علاوہ آن لائن گیمز اور کوئز پلیٹ فارمز جیسے Scrabble، Wordwall، Quizizz، Kahoot وغیرہ۔ ویڈیو کانفرنسنگ ٹولز جیسے کہ Microsoft Teams، Zoom اور Google Meet وغیرہ نے اردو تدریس کے شعبے میں ایک نیا موڑ پیدا کیا ہے اور یہ تدریسی عمل کا ایک لازمی جزو بن چکے ہیں۔ ان ٹولز سے نہ صرف اساتذہ کو بلکہ طلبہ کو بھی جغرافیائی حدود سے آزاد ہو کر تعلیم حاصل کرنے کا موقع ملتا ہے۔ ان ٹولز کی خصوصیات میں لائیو تدریسی سیشنز اور گروپ ڈسکشنز شامل ہیں، جو طلبہ کی فعال شرکت اور تعامل کو یقینی بناتے ہیں۔ ویڈیوز اور پاور پوائنٹ پریزنٹیشنز کی شیئرنگ کی سہولت طلبہ کے لیے بصری مدد فراہم کرتی ہے، جس سے اردو کے مباحثوں اور ادب پر تفصیلی گفتگو ممکن ہوتی ہے۔

مصنوعی ذہانت (AI) کے ٹولز درس و تدریس کے شعبے میں انقلاب لانے کی صلاحیت رکھتے ہیں، یہ AI پلیٹ فارمز جو طلبہ کی تدریسی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے فوری اور ذاتی نوعیت کی مدد فراہم کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر، ChatGPT طلبہ کے سوالات کا فوری جواب دینے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ اسی طرح، AI- Based

Translators دیگر زبانوں سے اردو میں ترجمہ کرنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں، جو غیر اردو بولنے والے افراد کے لیے اردو سیکھنے کے عمل کو آسان اور سہل بناتی ہیں۔ Text Tools -to-Speech بھی ایک اہم AI ٹول ہیں، جو طلبہ کی تقریر کو تحریر میں تبدیل کرنے میں مدد دیتے ہیں، اس طرح نہ صرف ان کی زبان سیکھنے کی صلاحیتوں میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ ان کی تحریری مہارت بھی بہتر ہوتی ہے۔

دوسری جانب، گرافک اور ویڈیو کریشن ٹولز نے تعلیمی مواد کو تخلیقی اور دلچسپ بنانے کے لیے نئے امکانات فراہم کیے ہیں۔ جیسے کہ Piktochart، Microsoft Power Point، Visme، Canva اور Adobe Spark کے ذریعے اردو ادب پر انفوگرافکس، پوسٹرز اور پریزنٹیشنز بنانے میں مدد لی جاتی ہے۔ Canva میں مختلف فارمیٹس، ٹیمپلیٹس اور تھیمز دستیاب ہیں جن کو اساتذہ یا طلبہ بآسانی اپنے مطابق استعمال کر سکتے ہیں اور اے آئی سے پرمپٹ کے ذریعے بنوا بھی سکتے ہیں۔ Powtoon اور Animaker جیسے ٹولز اردو شاعری یا کہانیوں کے اینیمیٹڈ ویڈیوز بنانے کے لیے استعمال کیے جا سکتے ہیں۔ مزید برآں، Filmora اور Camtasia جیسے ویڈیو ایڈیٹنگ ٹولز اردو لیکچرز کے ویڈیوز کو ترتیب دینے اور ان کے معیار کو بہتر بنانے کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔

اے آئی کی مدد سے تحقیقی مضامین تلاش کرنے کے لیے Google Scholar Gate، Research Scispace,Academia.du,PubMed. ERIC،JSTOR وغیرہ بہترین سرچ انجن ہیں۔ یہاں ہم کسی خاص موضوع سے متعلق جرنلز، تھیسز، کتابیں اور مضامین حاصل کر سکتے ہیں۔

مختصر یہ کہ اساتذہ اور طلبہ کے لیے آئی سی ٹی ٹولز اور ڈیجیٹل وسائل تک رسائی نے تدریس و تعلم کے ایک نئے باب کو وا کیا ہے، جو زبان و ادب کی تدریس کو زیادہ مؤثر اور عصری تقاضوں سے ہم آہنگ بنانے میں معاون ثابت ہو رہا ہے۔ نیشنل ایجوکیشن پالیسی (2020-NEP) نے تعلیمی نظام میں ٹیکنالوجی کے مؤثر استعمال پر زور دیتے ہوئے ڈیجیٹل تعلیمی وسائل کے فروغ کو ایک اہم ہدف قرار دیا ہے۔ اس پالیسی کے تحت اردو

زبان کی تدریس میں جدید ٹیکنالوجی کے استعمال کو نہ صرف ایک ضرورت بلکہ ایک موقع سمجھا جا سکتا ہے، بشرطیکہ اردو اساتذہ ان ٹیکنالوجیز سے واقف ہوں اور انہیں تدریسی عمل میں استعمال کرنے کی خواہش اور صلاحیت رکھتے ہوں۔ اساتذہ کی تربیت اس عمل کا ایک بنیادی جزو ہے۔ اگر اساتذہ ان ٹیکنالوجیز کی افادیت اور ان کے تدریسی امکانات کو سمجھنے سے قاصر ہوں، تو یہ وسائل اپنی تمام تر صلاحیتوں کے باوجود بے سود ثابت ہو سکتے ہیں۔ اساتذہ کے لیے ڈیجیٹل مہارتوں میں تربیت اور ان کی حوصلہ افزائی ناگزیر ہے تاکہ وہ ان ٹولز کا مؤثر استعمال کر سکیں۔ یوں، نیشنل ایجوکیشن پالیسی 2020 کے خطوط پر کام کرتے ہوئے اور اساتذہ کی تربیت اور ان کی دلچسپی کو مدنظر رکھتے ہوئے، اردو زبان کی تدریس میں ڈیجیٹل وسائل کے امکانات کو مؤثر طور پر بروئے کار لایا جا سکتا ہے۔ ان عوامل کی موجودگی میں یہ وسائل نہ صرف تعلیمی سطح پر تبدیلی لا سکتے ہیں بلکہ اردو زبان و ادب کی ترویج کو بھی بڑی زبانوں کے مدمقابل لا کھڑا کر سکتے ہیں۔

حواشی:

1. Lawal, H. S. (2003). Teacher Education and the Professional Growth of the 21st Century Nigeria Teacher. The African Symposium, Vol. 3(2)

2. Kasim, N. N. M., & Khalid, F. (2020). Choosing the right learning management system (LMS) for the higher education institution context: A systematic review. International Journal of Emerging Technologies in Learning, 11(6). Accessed onhttps://www.online-journals.org/index.php/ijet/article/view/5644. 28 January 2021.

3. Albena Todorova1, Thomas Osburg, Teacher professional development for technology integration:

lessons learned and next steps, University Of Munich (LMU) (Germany), 3.

4. Pankász Balázs, University of Pécs, Hungary, Online Educational Environments and ICT Tools in Higher Education: Teacher Survey, Andragogical Studies Journal for the Study of Adult Education and Learning, P-148 2017.

5. Pankász Balázs, University of Pécs, Hungary, Online Educational Environments and ICT Tools in Higher Education: Teacher Survey, Andragogical Studies Journal for the Study of Adult Education and Learning, P-149, 2017.

اسسٹنٹ پروفیسر (اردو)
اندرا گاندھی نیشنل اوپن یونیورسٹی (اِگنو)
میدان گڑھی، نئی دہلی

عشرت ظہیر

ثانوی سطح کی اردو درسی کتابوں کے افسانوی حصے کا جائزہ

کہانی سنانے والی دادی اماں اور نانی اماں ہماری زندگی سے غائب ہو چکی ہیں۔ یعنی اسٹوری ٹیلنگ کا دور ختم ہو چکا ہے اور اب بچے ٹی وی اور موبائل میں منہمک رہتے ہیں اور آرٹی فیشیل انٹلی جینس (Artificial Intelligence) نے انھیں مسحور کر دیا ہے۔ اسٹوری ٹیلنگ کا عہد جو پیچھے چھوٹ چکا ہے، وہ بچوں میں شعوری اور غیر شعوری طور پر، سوچنے، غور کرنے، تصورات کو سجانے اور جاگتی آنکھوں کے خواب کے سہارے ناموجود کو موجودہ صورت میں اتارنے کی تحریک کا کام کیا کرتا تھا۔ انسان کی فطرت میں یہ عنصر شامل ہے کہ وہ کبھی مطمئن نہیں ہوتا بلکہ اپنی تشنگی اور تلاش کے سہارے منزل بہ منزل سر کرتے ہوئے، نئی راہوں کا متلاشی ہوتا ہے۔ اس عمل میں جہاں راستے مسدود اور بند ہوتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں، وہاں کہانیاں نئے امکانات کی تلاش کا جذبہ، جنون اور امنگ پیدا کرتی ہیں۔ غالب کا شعر ہے ؎

ہے کہاں تمنا کا دوسرا قدم یارب!
ہم نے دشتِ امکاں کو ایک نقشِ پا، پایا

تمنا کے دوسرے قدم کے لیے نئے جہاں کی تلاش کا کام ہماری دادی اماں اور نانی اماں کی کہانیاں کیا کرتی تھیں، اب یہ کام اور جاگتی آنکھوں سے خواب دیکھنے کے جذبے کو ابھارنے کی ذمہ داری درسی کتابوں پر آپڑی ہے۔ اس اعتبار سے درسی کتابوں میں کہانیوں اور افسانوں کا حصہ اہم بھی ہے اور لازمی بھی۔ لہٰذا ان میں شامل افسانوں کی شمولیت میں بچوں کی نفسیات اور ان کی ذہنی سطح کا لحاظ رکھتے ہوئے افسانوں کا انتخاب اور اس انتخاب کے توسط سے ان میں رشتے ناتوں، بھائی چارے، سماجی اور معاشرتی زندگی اور علم وفن کے

جوہر کی آبیاری اور ان کو ابھارنے، اجاگر کرنے کی بڑی ذمہ داری متعلقہ انتخاب کی ہے۔ دیکھتے ہیں، ہم اس ذمہ داری سے کہاں تک عہدہ برآ ہو سکے ہیں۔

اس تعلق سے ثانوی سطح کی کئی کتابیں ہمارے پیش نظر ہیں، مثلاً جان پہچان، دور پاس، گلزار اردو، نوائے اردو اور سب رنگ۔ ان کتابوں میں درجہ نہم اور درجہ دہم میں شامل افسانوں پر نگاہ ڈالیں تو بچوں کے مزاج اور نفسیات کے عین مطابق ذہنی تربیت اور اخلاقی برتاؤ کے لیے کہانیاں شامل ہیں۔ ان میں فنٹاسی بھی ہے۔ عصری تقاضوں میں گتھی کہانیاں بھی جن سے علم وادب، ثقافت، باہمی برتاؤ، بہترین عادات واطوار اور احساسات وجذبات و کیفیات کی پرورش و پرداخت کے جذبے پروان چڑھتے ہیں۔

درجہ نہم کے لیے سند باد جہازی کے سفر کی عربی کہانیوں کے سلسلے سے ایک کہانی بہ عنوان 'سند باد جہازی کا ایک سفر' کتاب 'جان پہچان' میں شامل ہے۔ اس کہانی میں خوش حال سند باد جہازی کی زندگی کو دیکھ کر، ایک محنت کش اور مشقت آمیز زندگی جینے والے لکڑہارے کی حسرت، تاسف اور مایوسی کے احساس کو پیش کرتے ہوئے بالآخر یہ واضح کیا گیا ہے کہ کامیابی دراصل کوششوں، جدوجہد اور انتھک محنت کا ثمرہ ہوا کرتی ہے۔ یہ کہانی زندگی جینے کا سلیقہ بھی سکھاتی ہے اور جہد مسلسل کو کامیابی کے لیے نشان منزل کے طور پر بھی پیش کرتی ہے۔

'عقل مند ہنس' نامی کہانی پنچ تنتر کی کہانیوں سے ماخوذ ہے۔ پنچ تنتر بھی کہانیوں کا لمبا سلسلہ ہے۔ متذکرہ کہانی میں تجربہ کار بڑے بوڑھوں کی باتوں کو نظر انداز کرنے اور منفی رویے سے پیش آنے والی نقصان دہ صورت حال کی وضاحت پیش کی گئی ہے۔

سند باد جہازی کے سفر اور پنچ تنتر کی کہانیوں سے انتخاب دراصل اس سلسلے کی مزید کہانیوں سے رجوع کرنے اور پڑھنے کے جذبے کو بیدار کرنے کا وسیلہ ہے، جو بچوں کے ذہن اور جذبے کو مثبت فکر اور راہ دکھانے کا کام کرتے ہیں۔

کتاب 'جان پہچان' میں درجہ نہم کے لیے ہی ڈاکٹر ذاکر حسین کی کہانی 'احسان کا بدلہ' شامل ہے۔ اس کہانی کے ذریعے احسان مندی کے جذبے اور انسانیت کے رویے کو

انسانوں اور جانوروں دونوں کے ساتھ روا رکھنے کی ترغیب دی گئی ہے۔اس کہانی سے بچوں میں ہمدردی، رواداری اور بہترین سلوک کو عملی روپ دینے کی راہ روشن ہوتی ہے۔

نویں کلاس کے لیے ہی کتاب 'جان پہچان' میں پریم چند کی کہانی 'نادان دوست' اور 'نوائے اردو' میں ان کا افسانہ 'حج اکبر' شامل کیا گیا ہے۔

پریم چند نے اپنی کہانی 'نادان دوست' کے ذریعے بچوں کو یہ پیغام دیا ہے کہ چوں کہ وہ اپنے ہر عمل کے نتیجہ سے ذہنی طور پر پوری طرح واقف نہیں ہوتے ہیں، لہٰذا ان کے اکثر بظاہر بہتر عمل سے برے اور نقصان دہ نتیجے بھی برآمد ہو سکتے ہیں، لہٰذا بچوں کو اپنے بھلائی کے جذبوں کو بروئے کار لانے کے سلسلے میں بھی بڑوں سے صلاح کرنا چاہیے، نہ کہ ان سے چھپا کر کچھ کریں۔

افسانہ 'حج اکبر' میں گھریلو زندگی میں محبت کی سرشاری اور تیاگ کے والہانہ پن کو پیش کیا گیا۔ اس میں عورت کی ممتا کو نفسیاتی نہج پر سادہ اور عام حالات کے سہارے حقیقی رنگ دیا گیا ہے اور واضح کیا گیا ہے کہ بے بضاعت اور لاچاری کی صورت حال میں جینے والی، خادمہ کا قلب بھی، محبت اور سرشاری سے لبریز ہوتا ہے اور اس محبت کے لیے وہ بڑی سے بڑی قربانی دینے سے بھی گریز نہیں کرتی ہے اور یوں حج کے سفر میں نکلتے نکلتے محبت کے جذبے سے مغلوب ہو کر حج کو منسوخ کرنے کا عمل دراصل 'حج اکبر' کا درجہ رکھتا ہے۔

نویں درجے کے لیے ہی کتاب 'دور پاس' میں قرۃ العین حیدر کا افسانہ بہ عنوان 'ایک پرانی کہانی' شامل اشاعت ہے۔ یہ ایک فنٹاسی کی حیثیت کی حامل ہے، جس کی کہانی، اس دنیا سے پرے، آسمان میں، سفید بادلوں کے پہاڑ کی ایک تصوراتی دنیا سے متعلق ہے۔ علامتی طور پر یہ کہانی سات ستارے، جو 'سات بہنیں' کے نام سے جانی جاتی ہیں، ایک بہت بڑا ریچھ اور رین دیو، قطب ستارہ، کہکشاں اور چاند کے بوڑھے کرداروں سے سجی ہے۔ یہ بچوں میں تجسس اور اضطراب پیدا کرنے کی قوت سے متصف ہے۔ اکیسویں صدی کے بچے یوں بھی بڑے ذہین ہوتے ہیں۔ اسرار سے بھرا یہ افسانہ ان کے دلوں میں طرح طرح کے سوالات کھڑے کرے گا۔ بچوں کے سوالوں سے ٹیچر کا سامنا ہوگا، اس لیے یہاں ٹیچر

کی ذمہ داری کا دائرہ کار وسیع اور اہم ہے۔

'نوائے اردو' میں صالحہ عابد حسین کا افسانہ 'مگر وہ ٹوٹ گئی' نویں درجے کے لیے شامل ہے۔ اس افسانے میں صالحہ عابد حسین نے خود کلامی کے اظہار بیان کو اپناتے ہوئے عورت کے اندرون کی تڑپ اور زندگی کی کلفت کو پیش کیا ہے۔ حالات کی ستم ظریفی سے الجھتی اور مرد کی بے توجہی اور بے وفائی کی یہ کہانی دراصل، اس زمانے سے تعلق رکھتی ہے، جب عورتیں، مجسم ایثار و وفا اور ضبط و تحمل کے سہارے ساری زندگی گزار دیا کرتی تھیں، مگر اب، اس نئی صدی میں عورتیں اپنی فکر اور کارکردگی اور تعلیم و ہنر کی بدولت زندگی جینے اور برتنے کا سلیقہ بھی جانتی ہیں اور اسے بروئے کار بھی لاتی ہیں۔ یہ افسانہ اپنے اسلوب کی سادگی اور موضوع کے برتاؤ کے لحاظ سے عمدہ تخلیق ہے، لیکن عورت کی شخصیت اور ان کی زندگی کے نازک پہلوؤں سے مزین یہ افسانہ نویں درجے کے طالب علموں کی ذہنی سطح سے پرے ہے، وہ نہ اس سے پوری طرح محظوظ ہو سکیں گے اور نہ ہی اس کی تہہ در تہہ کیفیتوں کی تپش محسوس کر پائیں گے، یہ افسانہ انٹرمیڈیٹ اور اس سے اونچے درجے میں شامل کیے جانے کا متقاضی ہے۔

دسویں درجے کے لیے کتاب، دور پاس، جان پہچان اور نوائے اردو میں، بہترین افسانوں کا انتخاب شامل ہے، جن کے ذریعے بچوں کی ذہن سازی بھی ممکن ہے اور زندگی کی بہترین قدروں کی قدر و منزلت کا احساس بھی جاں گزیں ہو سکے گا۔

افسانہ 'کاٹھ کے بونے' کے مصنف نا معلوم ہیں، یہ افسانہ 'ماخوذ' کے تحت شامل اشاعت ہے۔ اس میں کئی پیغام اور جینے کے سلیقے کے اشاریے ہیں۔ مثلاً ہرے درختوں کو نہیں کاٹنا چاہیے، ان میں بھی جان ہوتی ہے، جدوجہد کامیابی کے راستے وا کرتی ہے اور راجا کو اپنے راج پاٹ کے نظام پر گہری نظر رکھنی چاہیے کہ اس میں خود راجا کی محافظت بھی ہے اور حکومت کے کارندوں کی بدخواہی سے بھی آگاہی ہوتی ہے، دلچسپ پیرایۂ اظہار میں یہ ایک بامقصد کہانی ہے۔

'کلہاڑی کی کھچڑی' دلچسپ کہانی ہے۔ اس کا انداز بیان پرکشش ہے۔ یہ بھی

'ماخوذ' ہے اور مصنف نامعلوم ہیں۔ دراصل ایسی کہانیاں نسل در نسل سنی اور سنائی جاتی ہیں، جس کے ذریعے ذہن سازی کی جاتی ہے۔ اس میں عقل و خرد کے جوہر کے ذریعے مشکلوں کو آسان بنانے کی کرشمہ سازی نے دلچسپ اور پر تجسس صورت حال کشید کی ہے۔

عادل اسیر کی کہانی 'کنواں بیچا ہے کنویں کا پانی نہیں' بری خصلت کی شکست اور عقل و خرد کی کارستانی کو پیش کرتی ہے۔ سماج میں حریص اور بدنیت افراد بحرانی صورت حال پیدا کرتے رہتے ہیں، انھیں ان کے انجام تک پہنچانے اور ان کے شر سے محفوظ رہنے کے لیے متانت اور ذہانت کا استعمال بہترین عمل ہے۔

منٹو کا افسانہ 'نیا قانون' نوائے اردو میں دسویں جماعت کے لیے شامل کیا گیا ہے۔ افسانہ 'نیا قانون' تہہ در تہہ معنویت سے مزین آفاقی حیثیت کا حامل افسانہ ہے۔ اس میں منگو کوچوان کی حب الوطنی اور انگریزوں سے نفرت کے بنیادی نکتوں کو افسانے کے کردار منگو کوچوان کی ذہنی قلابازیوں کے توسط سے وسیع تر اور تسلسل آمیز حکومتی ستم کی کہانی پیش کی گئی۔ منگو کوچوان اگرچہ اَن پڑھ ہے، مگر اپنے ٹانگے کی سواریوں کی گفتگو سے صحیح غلط اور آدھے ادھورے نتیجے اخذ کر کے اپنے حلقے میں سناتا ہے اور دوراندیش و دانا مشہور ہے۔ افسانے کی بنت میں لامحدود زمانے کی کیفیت آشکار ہے۔ آج کی سیاسی صورت حال اور عصری تناظر میں یہ افسانہ آج کا معلوم ہوتا ہے۔ افسانے کی گہری معنویت اور آفاقی پہلو کی باریکیاں دسویں کلاس کے بچوں کی ذہنی سطح سے بلند ہے، لہٰذا یہ افسانہ پورے طور پر ان میں نہیں کھل پائے گا، یہ افسانہ انٹرمیڈیٹ اور گریجویشن سطح میں شامل کیے جانے کے قابل ہے۔

کتاب 'جان پہچان' میں پریم چند کا افسانہ 'قول کا پاس' دسویں جماعت کے لیے شامل کیا گیا ہے۔

'قول کا پاس' میں اکبر بادشاہ کی راجپوتانہ کو فتح کرنے کے پس منظر میں راجپوت کے قول کی پاسداری کو واضح کیا گیا ہے، جس سے متاثر ہو کر اکبر رگھوپت کو سزائے موت سے بری کر دیتا ہے۔ یہ افسانہ قول کی پاسداری، عمل کی پختگی اور وفا شعاری کی بہتر صورت حال کو منعکس کرتا ہے۔

راجندر سنگھ بیدی کا افسانہ 'بھولا' ایک ضرب المثل کی بنیاد پر بنا گیا ہے، نسل در

نسل یہ بات چلی آتی ہے کہ دن میں کہانی سننے سنانے سے مسافر راستہ بھول جاتے ہیں۔ اس روایتی فکر کے سہارے بیدی نے 'بھولا' کے ذہنی خلفشار کی بہترین عکاسی کی ہے۔ افسانے کا کردار بھولا نامی ایک بچہ ہے، جو اپنی ضد سے دن میں کہانی سننے کی غلطی کے تدارک کے لیے اپنے ماما کی تلاش، یعنی راہ دکھلانے کے لیے اندھیری رات میں لالٹین لے کر گھر سے تنہا نکل کھڑا ہوتا ہے۔

یہ افسانہ اسٹوری ٹیلنگ کی گم ہوتی روایت کی بازیافت کی صفت کا حامل ہے۔

نوائے اردو میں دسویں جماعت کے لیے حیات اللہ انصاری کا افسانہ 'بھیک' شامل ہے۔افسانے کی منظر کشی میں کیلاش ٹی بی کا مریض دکھتا ہے، جو علاج کی خاطر پہاڑی سلسلے کی پر بہار وادی میں آتا ہے اور ایک غریب بچی کی مفلوک الحالی سے متاثر ہوتا ہے۔ افسانے میں ایک غلط فہمی کے باعث، خوش فہمی کی شکار بچی کی مایوسی اور اداسی قاری کے دلوں میں تڑپ اور بے چینی کی گہری لہر پیدا کرتی ہے۔افسانے کا اختتام گہری فکر کی راہ ہموار کرتا ہے اور کسی فیصلے میں جلد بازی سے اجتناب اور غور و فکر سے کام لیے جانے کا متقاضی ہے، کیونکہ کیلاش جو علاج اور ذہن کی تازگی کی خاطر پہاڑی علاقے میں آتا ہے اور وہاں ایک لڑکی کی ناداری سے متاثر ہو کر اپنی عجلت اور جلد بازی میں لیے گئے فیصلے کے سبب اس نادار لڑکی کی زندگی میں پژمردگی اور اداسی گھول دیتا ہے۔

رتن سنگھ کا افسانہ 'کاٹھ کا گھوڑا' دسویں جماعت کے لیے 'جان پہچان' میں شامل کیا گیا ہے، جس کے ذریعے ایک ٹھیلہ چلانے والے کی لاچاری اور کمزوری کی وجہ سے اس کا ٹھیلہ سرِ راہ رک جاتا ہے اور راستہ مسدود ہو جاتا ہے اور گاڑیوں اور لوگوں کا ایک لمبا قافلہ ٹھہر جاتا ہے۔ یہاں افسانہ نگار نے یہ نکتہ ابھارنے کی کوشش کی ہے کہ لوگ باگ پریشان کن صورت حال میں شور شرابہ تو کرتے ہیں لیکن ناتواں ٹھیلہ چلانے والے بندو کی مدد اور ٹھیلہ کو آگے بڑھانے کے لیے آگے نہیں آتے۔زندگی کی رفتار بڑھانے اور برقرار رکھنے کے واسطے یہ افسانہ مدد کرنے اور متحرک ہونے کی ضرورت کے لیے اکساتا ہے۔

ثانوی تعلیمی پیٹرن میں افسانوں اور کہانیوں کی عمل داری ذہن سازی بھی کرتی

ہے اور عملی زندگی کے مد و جزر سے روبرو بھی کراتی ہے۔ ان افسانوں سے ہمارے ادبی سرمائے اور قلم کاروں اور ان کی کاوشوں کا ایک خوبصورت خاکہ طالب علموں کے ذہن وقلب پر مرتسم کرنے میں یہ انتخاب موثر اور اہم رول ادا کرتا ہے۔

مکان نمبر 370A، چوتھی منزل
گلی نمبر 6A، ذاکر نگر، جامعہ نگر
نئی دہلی۔۲۵

ڈاکٹر نوشاد عالم

اعلیٰ ثانوی سطح پر اردو کی درسی کتابوں کے افسانوی حصے کا جائزہ

تلخیص: شخصیت کی تعمیر و تشکیل میں جن وسائل کو اہمیت حاصل ہے ان میں کتاب کی حیثیت کلیدی کہی جا سکتی ہے۔ مستند معلومات پر مبنی کتاب صرف معلومات کی منتقلی کا کام نہیں کرتی بلکہ وہ شخصیت کی تزئین کاری میں بھی اہم رول ادا کرتی ہے اور بات اگر درسی کتابوں کی ہو تو شخصیت سازی اور کردار سازی کے ضمن میں اس کی اہمیت دو چند ہو جاتی ہے۔ یہاں معاملہ صرف معلومات کی منتقلی کا نہیں رہ جاتا بلکہ علم اس کی شخصیت میں رچ بس جائے اور اس کے وجود کا حصہ ہو جائے اس پر توجہ مرکوز ہوتی ہے۔ بچہ گھر کے غیر رسمی ماحول سے نکل کر اسکول کے رسمی ماحول کا حصہ بنتا ہے۔ یہاں اس کا سابقہ شعری، افسانوی اور غیر افسانوی متون سے پڑتا ہے۔ ان متون سے اس میں تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں اور اس کی شخصیت ایک الگ لیکن متوقع سانچے میں ڈھلنے لگتی ہے۔ ان متون کے توسط سے اس کی اخلاقی، سماجی، ذہنی، فکری اور تخلیقی صلاحیتوں میں جلا پیدا ہوتی ہے اور اس کا سارا وجود ان متون کے اثرات قبول کرتا ہے۔ اس طرح کہا جا سکتا ہے کہ درسی کتابیں بچے کی ہمہ جہت ترقی اور اس کی جامع نشو و نما کے سفر میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہیں۔

کلیدی الفاظ: شخصیت سازی، خاکہ، درسی کتاب، معاون درسی کتاب، افسانہ، ناول۔

تعارف: مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آگے بڑھنے سے قبل گیارہویں اور بارہویں جماعتوں میں اردو کی جو درسی کتابیں نصاب میں داخل ہیں ان کا خاکہ ذہن نشیں کر لیا جائے۔ گیارہویں اور بارہویں جماعت دونوں ہی میں 'گلستان ادب' کے نام سے ایک درسی کتاب شامل نصاب ہے۔ گیارہویں جماعت کے گلستان ادب کے افسانوی حصے میں سب سے پہلے داستان کا ایک حصہ شامل ہے جو باغ و بہار سے ماخوذ ہے۔ 'سرگزشت آزاد بخت بادشاہ کی' اس کے بعد دو افسانے گوری ہو گوری از سید رفیق حسین اور چوتھی کا جوڑا از عصمت چغتائی شامل ہیں۔

بارہویں جماعت میں داخل نصاب کتاب گلستان ادب میں پانچ افسانہ نگاروں قرۃ العین حیدر (فوٹوگرافر)، بلونت سنگھ (لمحے)، سریندر پرکاش (بجوکا)، اقبال مجید (سکون کی نیند) اور شفیع جاوید (میں، وہ) کے مذکورہ افسانے شامل ہیں۔ اس طرح دونوں جماعتوں کی درسی کتاب 'گلستان ادب' میں داستان کا ایک حصہ اور کل سات افسانہ نگاروں کے افسانے شامل ہیں۔

گیارہویں اور بارہویں جماعت میں اردو کور کی درسی کتاب 'نئی آواز' بھی شامل ہے۔ اس میں تین افسانے شامل ہیں یعنی کرشن چندر کا جامن کا پیڑ، خواجہ احمد عباس کا کھدر کا کفن اور رتن سنگھ کا افسانہ ہزاروں سال لمبی رات۔ وہیں بارہویں جماعت کی اردو کور کی درسی کتاب 'نئی آواز' میں دو افسانے یعنی علی عباس حسینی کا افسانہ 'گاؤں کی لاج' اور اعظم کریوی کا افسانہ 'بڑے بول کا سر نیچا' اور کرشن چندر کے ناول 'ایک گدھے کی سرگزشت' کی تلخیص شامل ہے۔ اس طرح گیارہویں اور بارہویں جماعت میں اردو کور کی درسی کتاب 'نئی آواز' میں کل پانچ افسانے اور ایک طنزیہ و مزاحیہ ناول کی تلخیص شامل ہے۔

گیارہویں جماعت کی اردو کور کی معاون درسی کتابیں 'دھنک' اور 'خیابان اردو' شعری حصے سے عبارت ہیں۔ ان میں کوئی نثری سبق شامل نہیں ہے جب کہ بارہویں جماعت میں شامل اردو کور کی معاون درسی کتاب 'دھنک' میں تین افسانے یعنی عقل بڑی یا بھینس (لوک کہانی)، تین سوال (ترجمہ لیوٹالسٹائی)، بوڑھی کاکی (پریم چند) اور دو ناول کے اقتباسات یعنی مرزا ظاہر دار بیگ (ڈپٹی نذیر احمد) اور صف شکن بٹیر (پنڈت رتن ناتھ سرشار) فسانہ آزاد شامل ہیں۔ بارہویں جماعت کی اردو کور کی معاون درسی کتاب 'خیابان اردو' میں پریم چند کے ناول 'بیوہ' کے بعض منتخب حصے شامل ہیں۔ افسانوں میں تین افسانوں کے تراجم شامل ہیں۔ روسی افسانہ نگار چے خف کا افسانہ 'کلرک کی موت' ملیالم افسانہ نگار و یکوم محمد بشیر کی کہانی 'جنم دن' اور ہندی کے مشہور افسانہ نگار نرمل ورما کا افسانہ 'جلتی جھاڑی'۔

اس طرح گیارہویں اور بارہویں جماعت کی جن کتابوں میں اردو کا افسانوی حصہ شامل ہے ان میں 'گلستان ادب' 'نئی آواز' 'دھنک' اور 'خیابان اردو' شامل ہیں۔ افسانوں کے سلسلے میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس حصے میں اردو افسانوں کے علاوہ لوک کہانی اور دیگر علاقائی زبانوں جیسے ہندی اور ملیالم کی کہانیاں اور روسی زبان سے ترجمہ کر کے کہانیاں اور افسانے بھی شامل کیے گئے ہیں۔

آیئے! سب سے پہلے محولہ بالا اردو کی درسی کتابوں کی ہیئت اوران کی ساخت پر نظر ڈالتے ہیں۔داستانوی حصے میں سب سے پہلے داستانِ کی صنف پر جامع گفتگو کی گئی ہے اس کے بعد داستان گو میر امن کے تعارف کے ساتھ اس میں داستان ُ باغ و بہار ٗ کا تعارف بھی شامل ہے۔تعارفی حصے کے بعد متن شروع ہوتا ہے اور متن کے اختتام کے بعد سبق کا مشقی حصہ ہے جو چار عنوانات پر مشتمل ہے۔یہ مشقی حصہ لفظ و معنی،غور کرنے کی بات،سوالات اور عملی کام سے عبارت ہے۔اس طرح زیر بحث سبق کا خاکہ کچھ اس طرح قائم ہوتا ہے:

۱۔ صنف (داستان) کا تعارف، ۲۔ داستان گو اور باغ و بہار کا تعارف، ۳۔ متن ۴۔ مشق

اردو کی درسی کتابوں کے تمام اسباق کی ہیئتوں اوران کی ساختوں میں مندرجہ بالا خاکے کو اپنایا گیا ہے۔اردو کور کی معاون درسی کتابوں میں یہ فارمیٹ نہیں اپنایا گیا ہے۔یہ بھی ہوا ہے کہ معاون درسی کتاب میں ناول اور افسانے کے سبق کے خاکوں میں یکسانیت نہیں ہے۔مثال کے طور پر بارہویں جماعت کی کتاب ُ دھنک ٗ میں کہانیوں کے حصے میں جو ہیئت اختیار کی گئی ہے وہ کچھ اس طرح ہے:

۱۔ متن

۲۔ سوالات

تاہم بارہویں جماعت کی معاون درسی کتاب ُ خیابان اردو ٗ میں پریم چند کے ناول ُ بیوہ ٗ کا طویل حصہ شامل کیا گیا ہے اور متن کے بعد صرف سوالات دیے گئے ہیں۔ دوسری طرف اور بارہویں جماعت کی کتاب ُ دھنک ٗ میں ناول کے سبق کا خاکہ کچھ اس طرح ترتیب دیا گیا ہے:

۱۔ صنف (ناول) کا تعارف، ۲۔ ناول نگار کا تعارف، ۳۔ متن، ۴۔ سوالات

گویا اردو کی درسی کتابوں اور معاون درسی کتابوں کی ہیئت میں فرق ہے جس کی وجہ صرف یہ سمجھ میں آتی ہے کہ ان کی حیثیت اصل درسی کتاب کے بجائے معاون درسی کتاب کی ہے اس لیے بچوں پر زیادہ بوجھ اور آموزش کا مرحلہ گراں باری کا شکار نہ ہو اس لیے اس میں صرف متن اور سوالات کے حصے شامل کیے گئے ہیں۔

بارہویں جماعت کی درسی اور معاون درسی کتابوں نئی آواز، دھنک اور خیابان اردو میں ناول کی صنف کے ساتھ ساتھ ناول نگاروں مثلاً ڈپٹی نذیر احمد، پنڈت رتن ناتھ سرشار، پریم چند اور کرشن چندر کے متعلق اہم معلومات بہم پہنچائی گئی ہیں۔ تاہم یہ سوال ذہن میں ضرور ابھرتا ہے کہ ان تین ناولوں توبتہ النصوح، فسانہ آزاد اور ایک گدھے کی سرگزشت میں سے کوئی ایک ناول گیارہویں جماعت میں بھی رکھا جاسکتا تھا اور طلبہ کو اس صنف سے گیارہویں جماعت میں بھی روشناس کرایا جاسکتا تھا۔ کیوں کہ منطقی طور پر اردو افسانوی نثر میں داستان کے بعد کی منزل ناول ہی ہے نہ کہ افسانہ۔ جب کہ گیارہویں جماعت میں داستان کے بعد سیدھے افسانے سے متعلق اسباق شامل ہیں۔ ناول نگاروں کے تعارف میں بھی ایک بات کھٹکتی ہے کہ ناول 'بیوہ' کے ناول نگار پریم چند کے سوانحی حصے کو کافی پھیلا کر لکھا گیا ہے۔ وہیں بارہویں جماعت کی کتابوں 'نئی آواز' اور 'دھنک' میں شامل ناولوں کے تخلیق کاروں کے شخصی کوائف اور تخلیقات کے سلسلے میں محض آٹھ دس سطروں سے کام چلایا گیا ہے وہیں پریم چند کی تفصیلات اور ان کی سوانح وکوائف کو تقریباً ڈھائی صفحات میں پیش کیا گیا ہے۔ اس میں تناسب کی کمی کا واضح احساس ابھرتا ہے۔ صنف، مصنف اور سبق کی دیگر بنیادی تفصیلات میں یکساں ساخت کے عدم التزام نے غیر ہم آہنگی کی کیفیت نمایاں کر دی ہے۔ کلاس روم تدریس میں یہ عدم آہنگی صرف طلبہ کے لیے دشواری کا باعث نہیں ہوتی بلکہ بسا اوقات اساتذہ کے لیے بھی چیلنج پیش کرتی ہے۔

ابھی تک ہماری گفتگو مندرجہ بالا درسی کتب کے اسباق کی ہیئت اور ان کی ساخت کے متعلق تھی۔ اب اس بات پر غور کرنا بھی ضروری ہے کہ اسباق کے انتخاب میں بچوں کی ذہنی سطح اور ان کی دلچسپیوں کو کہاں تک ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے داستان کو سامنے رکھتے ہیں جو گلستان ادب نام کی گیارہویں جماعت کی درسی کتاب میں شامل ہے۔ باغ و بہار کا جو حصہ منتخب کیا گیا ہے وہ یقیناً دلچسپ اور پر لطف ہے۔ باغ و بہار میں دلی کا روزمرہ اور اس کی بامحاورہ زبان جس خوبی سے برتی گئی ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ طلبہ کو داستان کی صنف سے روشناس کرانے کی یہ ایک بہتر کوشش ہے۔ مشقی حصے میں وضاحت طلب باتوں کی طرف اطمینان بخش انداز میں اشارے کیے گئے ہیں اور کافی حد تک یہ سبق

ایک موثر اکائی کے طور پر ذہن و دماغ کا حصہ بنتا ہے۔ پورے سبق کی اکائی میں املا جملہ کی غلطیاں نہ کے برابر ہیں جس سے متن کی قرأت کے دوران لطف برقرار رہتا ہے۔

گیارہویں جماعت کی 'گلستان ادب' میں دو افسانے شامل ہیں جن کا ابھی ذکر ہوا۔ سید رفیق حسین کی کہانی 'گوری ہو گوری' ایک گائے کی کہانی ہے جو تمام گاؤں والوں کے ساتھ سیلاب میں پھنس جاتی ہے اور جب سیلاب میں پھنسے اپنے بچھڑے کو بچانے جاتی ہے اس وقت اپنے مالک کی بچی کو بھی بچاتی ہے۔ اودھی کی کثرت سے کہیں کہیں قرأت متاثر ہوتی ہے تاہم مجموعی لحاظ سے اس کا تاثر مجروح نہیں ہوتا۔ افسانے کے توسط سے افسانہ نگار نے پرامن بقائے باہم اور ایک دوسرے کی مدد کا پیغام دیا ہے لیکن ایسے فنی رکھ رکھاؤ کے ساتھ کہ افسانہ پیغام کی دبازت سے بوجھل نہیں ہونے پاتا۔ افسانہ 'چوتھی کا جوڑا' کا شمار عصمت چغتائی کے اہم افسانوں میں ہوتا ہے۔ اس افسانے کے انتخاب اور بچوں کی ذہنی سطح کے درمیان کوئی ہم آہنگی نظر نہیں آتی۔ افسانے کا موضوع لڑکیوں کی شادی کا اہم سماجی مسئلہ فن کارانہ چابک دستی سے معرض اظہار میں آیا ہے۔ تاہم اس میں سلائی کڑھائی اور امور خانہ داری سے متعلق ایسی تفصیلات ہیں جن سے لڑکیاں تو محظوظ ہوسکتی ہیں تاہم لڑکوں کے لیے اس میں اس قدر دلچسپی نہ ہو۔ عورتوں کی خاص بول چال اور ان کا روزمرہ اور سلائی اور امور خانہ داری کی لطیف تفصیلات نے گیارہویں جماعت کے طلبہ کے لیے معیار کا مسئلہ کھڑا کر دیا ہے۔ 'چوتھی کا جوڑا' کی قدر شناسی کے لیے گیارہویں جماعت کے طلبہ کی ذہنی سطح کم کہی جاسکتی ہے۔

گیارہویں جماعت میں شامل اردو کور کی درسی کتاب 'نئی آواز' میں کرشن چندر کے افسانہ جامن کا پیڑ، خواجہ احمد عباس کے 'کھدر کا کفن' اور رتن سنگھ کے افسانہ 'ہزاروں سال لمبی رات' میں موضوع کا برتاؤ بہت عمدہ ہے۔ کرشن چندر نے 'جامن کے پیڑ' میں سرکاری نظام جسے ہم فیتہ شاہی کہتے ہیں اس پر لطیف انداز میں تنقید کی ہے۔ تاہم سبق کی منصوبہ بندی میں غور کرنے کی بات کے تحت اس سلسلے میں سابقہ فارمیٹ کا التزام کرتے ہوئے کوئی بات شامل نہیں کی گئی ہے جس سے کمی کا احساس ہوتا ہے۔ باقی دو افسانے ساخت کے لحاظ سے

مکمل اور پیغام کی معنویت کے نقطہ نظر سے اہم ہیں۔ خواجہ احمد عباس کا افسانہ ’کھدر کا کفن‘ بچوں میں جذبہ حب الوطنی کو ابھارنے کا کام کرتا ہے کہ کس طرح ایک بڑھیا اپنے قیمتی زیورات جو اس کی زندگی کا اثاثہ ہیں قوم کے نام پر قربان کرنے کے لیے تیار ہو جاتی ہے۔ اسی طرح ’ہزاروں سال لمبی رات‘ میں بھوک کو فنی رچاؤ کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔

بارہویں جماعت میں اردو کور کی معاون درسی کتاب ’دھنک‘ میں تین افسانے شامل ہیں عقل بڑی یا بھینس (لوک کہانی)، تین سوال (ترجمہ لیوٹالسٹائی)، بوڑھی کاکی (پریم چند) اور بارہویں ہی جماعت میں اردو کی معاون درسی کتاب ’خیابان اردو‘ میں مشہور روسی افسانہ نگار چے خف کا افسانہ کلرک کی موت، ملیالم کے مشہور افسانہ نگار و یکوم محمد بشیر کا افسانہ ’جنم دن‘ اور ہندی کے ممتاز افسانہ نگار نرمل ورما کا افسانہ ’جلتی جھاڑی‘ شامل ہیں اور اردو کور کی درسی کتاب ’نئی آواز‘ میں علی عباس حسینی کا افسانہ ’گاؤں کی لاج‘ اور اعظم کریوی کا افسانہ ’بڑے بول کا سر نیچا‘ شامل ہیں۔

بارہویں جماعت میں شامل کتابوں یعنی گلستان ادب، نئی آواز، دھنک اور خیابان اردو کے افسانوں پر نگاہ کریں تو اس میں تنوع کا احساس ہوتا ہے۔ اردو افسانوں کے علاوہ علاقائی زبانوں میں لکھے گئے افسانوں کا ترجمہ، بیرونی زبان یعنی روسی افسانہ اور لوک کہانی شامل کر کے اس حصے کو معنی خیز بنانے کی بامعنی کوشش کی گئی ہے۔ یہ انتخاب بہت عمدہ اور ماہرین کی بصیرت پر دلالت کرتا ہے کہ انھوں نے طلبہ کو صرف اردو افسانہ سے روشناس نہیں کرایا بلکہ اس کی بھی گنجائش پیدا کی ہے کہ ان میں لوک کہانیوں کی لطافت سے آگاہی کے ساتھ ساتھ علاقائی اور بیرونی زبانوں کے افسانوی ادب کا بھی شعور پیدا ہو۔ بارہویں جماعت کی کتاب ’گلستان ادب‘ میں شامل اردو افسانے اہم اور ممتاز افسانہ نگاروں کے ہیں۔ یہ موضوع اور اسلوب کے لحاظ سے کافی اہم ہیں۔ ان سے طلبہ میں اردو کے افسانوی ادب کے مختلف موضوعات کے ساتھ ساتھ فکشن کے اسالیب اور اس کی متنوع تکنیک سے بھی آگاہی پیدا ہوگی۔

مذکورہ کتابوں کے منتخب افسانوں میں مختلف اور متنوع موضوعات سادہ بیانیوں کی مدد سے بیان ہوئے ہیں۔ طلبہ کے نقطۂ نظر سے یہ بہتر ہے کیوں کہ ان کا شعور پیچیدہ بیانیوں کی تکنیک کا متحمل نہیں ہوتا۔ تاہم فوٹو گرافر کے سلسلے میں یہ ضرور کہنا ہے کہ یہ افسانہ

طلبہ کی سطح کے لحاظ سے بلند ہے۔تاریخ،قرۃ العین حیدر کا پسندیدہ موضوع ہے۔ یہ ان کا کمال فن ہے کہ تاریخ جیسے خشک موضوع کو افسانے کی بنت میں کچھ ایسے انداز میں شامل کر دیتی ہیں کہ قاری کو اس کا احساس نہیں ہوتا۔ زیر بحث افسانے سے ان کے تصور زمان پر روشنی پڑتی ہے۔ایک ہوٹل میں افسانے کے مختلف کردار یکے بعد دیگرے آتے ہیں اور وہ ہوٹل اسٹیج کے مماثل ہوجاتا ہے جس کے پردے پر الگ الگ کردار الگ الگ وقت میں جلوہ گر ہوکر اپنا رول ادا کرتے ہیں۔

غرض مجموعی لحاظ سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ این سی ای آر ٹی کی تیار کردہ درسی کتابوں کا افسانوی حصہ بعض کمیوں اور کوتاہیوں سے قطع نظر طلبہ کی نفسیات، ان کی ذہنی سطح اور ان کے تحیر و استعجاب سے بامعنی مکالمہ کرتا ہے اور یہ کہنے میں کوئی تامل نہیں کہ اردو کے افسانوی ادب کا یہ حصہ طلبہ میں ادبی فن پاروں کی قدر شناسی کا درست شعور پیدا کرنے کے ساتھ طلبہ کی ہمہ جہت ترقی اور ان کی نشو ونما میں معاونت کرے گا۔ میرے خیال میں ان کتابوں کی یہ بڑی کامیابی ہے۔

حوالہ جات:

1۔ گلستانِ ادب (اردو کی درسی کتاب گیارہویں اور بارہویں جماعت کے لیے) این سی ای آر ٹی، نئی دہلی، 2006-2007

2۔ نئی آواز (اردو کور کی درسی کتاب گیارہویں اور بارہویں جماعت کے لیے) این سی ای آر ٹی، نئی دہلی، 2011-2012

3۔ دھنک (اردو کور کی معاون درسی کتاب گیارہویں جماعت کے لیے) این سی ای آر ٹی نئی دہلی، نومبر 2011

4۔ خیابانِ اردو (معاون درسی کتاب گیارہویں اور بارہویں جماعت کے لیے) این سی ای آر ٹی، نئی دہلی، فروری 2006-2007

ٹرانسلیٹر

اکادمی برائے فروغِ استعدادِ اردو میڈیم اساتذہ

جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی

ڈاکٹر محمد معمور علی

قومی تعلیمی پالیسی 2020 اور اردو زبان میں تعلیم: امکانات اور چیلنجز

تعارف

زبان، تعلیمی رسائی اور علمی ترقی میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے جو سیکھنے والوں کی شناخت اور ثقافتی ورثے کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ ہندوستان جیسے لسانی لحاظ سے متنوع ملک میں کثیر لسانی تعلیم کو فروغ دینے والی پالیسیاں کمیونٹیز کو ان کے لسانی اور ثقافتی تنوع کو محفوظ رکھ کر بااختیار بنا سکتی ہیں۔ NEP2020 گریڈ 5 تک اور اس سے آگے کی تعلیم کے ذریعہ گھریلو زبانوں/ مادری زبانوں کے استعمال پر زور دیتا ہے جو ہندوستانی تعلیم میں ایک مثالی تبدیلی کا اشارہ دیتا ہے۔ اردو میڈیم تعلیم کے لیے، یہ پالیسی سماجی و سیاسی تناظر، وسائل کی دستیابی اور تکنیکی رکاوٹوں اور امکانات کا جائزہ لیتی ہے۔ اس مضمون میں NEP2020 کے تحت اردو میڈیم کی تعلیم کے امکانات اور چیلنجز کا پتہ لگانے کی کوشش کی گئی ہے۔

کلیدی الفاظ: اردو زبان، قومی تعلیمی پالیسی، اردو میڈیم، مادری زبان۔

1۔ گھریلو زبان/ مادری زبان (اردو) کی اہمیت

NEP-2020 سیکھنے اور تعلیم میں گھریلو زبان/ مادری زبان کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔

4.11 یہ اچھی طرح سے سمجھا جاتا ہے کہ چھوٹے بچے اپنی مادری زبان/ مادری زبان میں غیر معمولی تصورات کو زیادہ تیزی سے سیکھ اور سمجھ لیتے ہیں۔ گھریلو زبان عام طور پر وہی زبان ہوتی ہے جو مادری زبان یا مقامی کمیونٹیز بولتی جاتی ہیں۔ تاہم بعض اوقات کثیر لسانی

خاندانوں میں، خاندان کے دوسرے افراد کی طرف سے بولی جانے والی گھریلو زبان ہوسکتی ہے جو کبھی کبھی مادری زبان یا مقامی زبان سے مختلف ہوسکتی ہے۔ جہاں بھی ممکن ہو، کم از کم گریڈ 5 تک، لیکن ترجیحاً گریڈ 8 اوراس سے آگے تک، مادری زبان/ مقامی زبان/ علاقائی زبان ہوگی۔اس کے بعد، جہاں بھی ممکن ہو گھریلو/ مقامی زبان کوایک زبان کے طور پر پڑھایا جاتا رہے گا۔اس کی پیروی سرکاری اور پرائیویٹ دونوں طرح کے اسکولوں میں کی جائے گی۔ مزید، پالیسی نے گھریلو زبانوں/ مادری زبانوں میں نصابی کتب کی اہمیت پر زور دیا۔لہٰذا اردو میڈیم میں سیکھنے والوں کواردو میں معیاری نصابی کتب فراہم کرنے کی گنجائش موجود ہے۔

4.11 اعلیٰ معیار کی نصابی کتابیں، بشمول سائنس، گھریلو زبانوں/ مادری زبانوں میں دستیاب کرائی جائیں گی۔اس بات کو یقینی بنانے کے لیے تمام کوششیں جلد ہی کی جائیں گی کہ بچے کی بولی جانے والی زبان اور ذریعۂ تعلیم کے درمیان موجود خلیج کو پُر کیا جائے۔ ایسی صورتوں میں جہاں گھریلو زبان/ مادری زبان کی نصابی کتاب کا مواد دستیاب نہیں ہے، اساتذہ اور طلبہ کے درمیان لین دین کی زبان اب بھی جہاں ممکن ہو گھر کی ہی زبان/ مادری زبان ہی رہے۔

تسلسل میں NEP-2020 نے یہ بھی ہدایت کی کہ گھریلو زبان کا (اردو بطور ان میں سے ایک) بطور ذریعۂ تعلیم استعمال کیا جائے گا۔

4.11 اساتذہ کی حوصلہ افزائی کی جائے گی کہ وہ ذولسانی طریقہ استعمال کریں بشمول ذولسانی تدریس۔سیکھنے کا مواد، ان طلبہ کے ساتھ جن کی گھریلو زبان ذریعۂ تعلیم سے مختلف ہوسکتی ہے۔تمام طلبہ کو تمام زبانیں اعلیٰ معیار کے ساتھ سکھائی جائیں گی۔ کسی زبان کو اچھی طرح سکھانے اور سیکھنے کے لیے اسے ذریعۂ تعلیم بننے کی ضرورت نہیں ہے۔

2۔ تعلیمی مساوات اور رسائی میں علاقائی زبانوں کا کردار

پالیسی میں تعلیمی رسائی اور مساوات میں علاقائی زبانوں کے کردار پر تبادلۂ خیال کیا گیا۔ پالیسی نے اس بات پر روشنی ڈالی کہ اعلیٰ معیار کے طبع شدہ اور ڈیجیٹل سیکھنے کے مواد کی

دستیابی بشمول نصابی کتب، ورک بک، ویڈیوز، ڈرامے، نظمیں، ناول، رسالے، لغات وغیرہ تعلیمی مساوات اور رسائی میں معاون ثابت ہوں گی۔

22.6 آئین ہند کے آٹھویں شیڈول کی 22 زبانیں کئی محاذوں پر شدید مشکلات کی شکار ہیں۔ ہندوستانی زبانوں کی تعلیم اور سیکھنے کو ہر سطح پر اسکول اور اعلیٰ تعلیم کے ساتھ مربوط کرنے کی ضرورت ہے۔ زبانوں کو بامعنی اور متحرک رکھنے کے لیے ان زبانوں میں نصابی کتب، ورک بک، ویڈیوز، ڈرامے، نظمیں، ناول، میگزین وغیرہ سمیت اعلیٰ معیار کے سیکھنے اور پرنٹ مواد کا ایک مستقل سلسلہ ہونا چاہیے۔ ان کے ذخیرۂ الفاظ اور لغات کو وسیع پیمانے پر پھیلایا گیا تاکہ ان زبانوں میں جدید ترین مسائل اور تصورات پر مؤثر طریقے سے بحث کی جاسکے۔

NEP-2020 نے زبان کے ہنرمند اساتذہ کی ضرورت اور زبان کی تدریس میں ان کے کردار کو بھی اجاگر کیا ہے۔ یہ اردو کے لیے بھی اتنا ہی سچ ہے جتنا کہ دوسری علاقائی زبانوں کے لیے۔

22.7 مزید برآں، مختلف اقدامات کیے جانے کے باوجود، ہندوستان میں زبان کے ماہر اساتذہ کی شدید کمی ہے۔ زبان کی تعلیم کو بھی زیادہ تجربہ کار ہونے کے لیے بہتر بنایا جانا چاہیے اور زبان میں بات چیت اور بات چیت کرنے کی صلاحیت پر توجہ مرکوز کی جانی چاہیے نہ کہ صرف زبان کے ادب، الفاظ اور گرامر پر۔ زبانوں کو بات چیت اور پڑھانے کے لیے زیادہ وسیع پیمانے پر استعمال کیا جانا چاہیے۔

پالیسی، علاقائی زبان میں اعلیٰ معیار کی نصابی کتب کی ضرورت اور اسکولوں میں اس کی دستیابی کی بھی توثیق کرتی ہے۔ لہٰذا اردو کو ایک علاقائی زبان کے طور پر اردو میڈیم سیکھنے والوں کے لیے اردو میں اعلیٰ معیار کی نصابی کتب کی دستیابی کو یقینی بنایا جائے گا۔

4.32 تمام علاقائی زبانوں میں ایسی نصابی کتب کی دستیابی اولین ترجیح ہوگی تاکہ تمام طلبہ کو اعلیٰ معیار کی تعلیم تک رسائی حاصل ہو۔ اسکولوں میں نصابی کتب کی بروقت دستیابی کو یقینی بنانے کے لیے تمام تر کوششیں کی جائیں گی۔

3۔ تعلیمی مواد کا ترجمہ

قومی تعلیمی پالیسی نے دیگر زبانوں میں دستیاب اعلیٰ معیار کے تعلیمی مواد کو ہندوستانی زبانوں میں ترجمہ کرنے کی ضرورت اور اہمیت پر بھی زور دیا۔ یہ اردو سیکھنے والوں کے لیے بھی سچ ہے۔

2.8 تمام سطحوں پر طلبہ کے لیے پُر لطف اور متأثر کن کتابیں تیار کی جائیں گی، بشمول تمام مقامی اور ہندوستانی زبانوں میں اعلیٰ معیار کے ترجمہ (ضرورت کے مطابق ٹیکنالوجی کی مدد سے) اسکول اور مقامی پبلک لائبریریوں دونوں میں بڑے پیمانے پر دستیاب کرائی جائیں گی۔

ملک بھر میں پڑھنے کے کلچر کو فروغ دینے کے لیے پبلک اور اسکول کی لائبریریوں کو نمایاں طور پر وسعت دی جائے گی۔ ڈیجیٹل لائبریریاں بھی قائم کی جائیں گی۔ اسکول کی لائبریریاں قائم کی جائیں گی۔ خاص طور پر دیہاتوں میں اسکول کے اوقات کے علاوہ وقت میں کمیونٹی کی خدمت کے لیے اور بک کلب عوامی/ اسکول لائبریریوں میں مل سکتے ہیں تاکہ وسیع پیمانے پر پڑھنے کو مزید سہولت فراہم کی جاسکے۔ ایک قومی کتاب کے فروغ کی پالیسی مرتب کی جائے گی اور جغرافیہ، زبانوں، سطحوں اور انواع میں کتابوں کی دستیابی، رسائی، معیار اور قارئین کی تعداد کو یقینی بنانے کے لیے وسیع پیمانے پر اقدامات کیے جائیں گے۔

پالیسی میں اردو جیسی علاقائی زبانوں میں تعلیم کو بڑھانے کے لیے اعلیٰ معیار کے ذولسانی تدریسی مواد کی ضرورت اور اہمیت پر بھی زور دیا گیا۔

4.14 سائنس اور ریاضی کے لیے اعلیٰ معیار کی دولسانی نصابی کتب اور تدریسی مواد کی تیاری میں تمام کوششیں کی جائیں گی تاکہ طلبہ اپنی مادری زبان/ مادری زبان اور انگریزی دونوں میں دونوں مضامین کے بارے میں سوچنے اور بات کرنے کے قابل ہوں۔

نئے وسائل کی توسیع کے لیے انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ٹرانسلیشن اینڈ انٹرپریٹیشن I قائم کرنے کی سفارش کی ہے تاکہ مختلف ہندوستانی اور غیر ملکی زبانوں میں تدریسی عمل کو بڑھایا جاسکے۔

22.14 ہندوستان اپنے ترجمے اور تشریح کی کوششوں کو بھی فوری طور پر وسیع کرے گا تا کہ اعلیٰ معیار کے سیکھنے کے مواد اور دیگر اہم تحریری اور بولے جانے والے مواد کو مختلف ہندوستانی اور غیر ملکی زبانوں میں عوام کے لیے دستیاب کرایا جا سکے۔ اس کے لیے ایک انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ٹرانسلیشن اینڈ انٹر پریٹیشن (IITI) قائم کیا جائے گا۔ ایسا انسٹی ٹیوٹ ملک کے لیے واقعی ایک اہم خدمت فراہم کرے گا، نیز متعدد کثیر لسانی زبان اور مضامین کے ماہرین اور ترجمہ اور تشریح کے ماہرین کو ملازمت دے گا، جس سے تمام ہندوستانی زبانوں کو فروغ دینے میں مدد ملے گی۔

4۔ علاقائی زبانوں میں نصابی کتب کی دستیابی

یہ پالیسی اردو میڈیم سیکھنے والوں کے لیے اردو جیسی علاقائی زبانوں میں نصابی کتب فراہم کرنے کی ضرورت اور اہمیت کی مزید وکالت کرتی ہے۔

4.32 تمام علاقائی زبانوں میں ایسی نصابی کتب کی دستیابی اولین ترجیح ہوگی تا کہ تمام طلبہ کو اعلیٰ معیار کی تعلیم تک رسائی حاصل ہو۔ اسکولوں میں نصابی کتب کی بروقت دستیابی کو یقینی بنانے کے لیے تمام تر کوششیں کی جائیں گی۔

زبان کی وجہ سے سیکھنے کے فرق کو پر کرنے کے لیے پالیسی نے ترجمے، گیمی فیکیشن اور تجرباتی آموزش کے لیے ٹیکنالوجی کے استعمال پر زور دیا۔

2.6 اساتذہ کے لیے معاونت کے طور پر کام کرنے کے لیے اساتذہ اور طلبہ کے درمیان موجود زبان کی رکاوٹوں کو ختم کرنے میں مدد کے لیے تکنیکی تدابیر اور وسائل کو نافذ کیا جائے گا۔

NEP-2020 نے اردو جیسی زبان کی تعلیم میں تجرباتی اور ثقافتی تعلیم کے انضمام پر بھی توجہ مرکوز کی

4.21 تمام زبانوں کی تعلیم کو جدید اور تجرباتی طریقوں کے ذریعے بڑھایا جائے گا، بشمول گیمیفیکیشن اور ایپس کے ذریعے، زبانوں کے ثقافتی پہلوؤں جیسے فلمیں، تھیٹر، کہانی سنانے، شاعری، موسیقی اور مختلف متعلقہ زبانوں کے ساتھ روابط بنا کر مضامین اور حقیقی زندگی

کے تجربات کے ساتھ۔اس طرح، زبانوں کی تعلیم بھی تجرباتی سیکھنے کی تدریس پر مبنی ہوگی۔

5۔ اردو لائبریریاں اور بک کلب قائم کرنے کے لیے مقامی کمیونٹیز کو شامل کرنا

اس پالیسی میں خاص طور پر اردو ادب پر مشتمل عوامی اور ڈیجیٹل لائبریریوں کی ترقی کی ضرورت پر روشنی ڈالی گئی۔

2.8 تمام سطحوں پر طلبہ کے لیے پُر لطف اور متاثر کن کتابیں تیار کی جائیں گی، بشمول تمام مقامی اور ہندوستانی زبانوں میں اعلیٰ معیار کے ترجمہ (ضرورت کے مطابق ٹیکنالوجی کی مدد سے) اور اسکول اور مقامی پبلک لائبریریوں دونوں میں بڑے پیمانے پر دستیاب کرائی جائیں گی۔ ملک بھر میں پڑھنے کا کلچر بنانے کے لیے پبلک اور اسکول کی لائبریریوں کو نمایاں طور پر وسعت دی جائے گی۔ ڈیجیٹل لائبریریاں بھی قائم کی جائیں گی۔ اسکول کی لائبریریاں قائم کی جائیں گی، خاص طور پر دیہاتوں میں۔ غیر اسکول کے اوقات میں کمیونٹی کی خدمت کے لیے اور بک کلب عوامی/ اسکول لائبریریوں میں مل سکتے ہیں تاکہ وسیع پیمانے پر پڑھنے کو مزید سہولت فراہم کی جاسکے۔ ایک قومی کتاب کے فروغ کی پالیسی مرتب کی جائے گی اور جغرافیہ، زبانوں، سطحوں اور انواع میں کتابوں کی دستیابی، رسائی، معیار اور قارئین کی تعداد کو یقینی بنانے کے لیے وسیع پیمانے پر اقدامات کیے جائیں گے۔

6۔ اعلیٰ تعلیم میں لسانی خلا کو پُر کرنا

NEP-2020 نے اردو جیسی علاقائی زبانوں میں پروگرام پیش کرنے والے کثیر علومی اداروں کے قیام کی ضرورت پر بھی بات کی۔

9.3 یہ پالیسی ان چیلنجوں پر قابو پانے کے لیے اعلیٰ تعلیمی نظام کی مکمل بحالی اور دوبارہ توانائی پیدا کرنے کا تصور پیش کرتی ہے اور اس طرح مساوات اور شمولیت کے ساتھ اعلیٰ معیار کی اعلیٰ تعلیم فراہم کرتی ہے۔ پالیسی کے وژن میں موجودہ نظام میں درج ذیل کلیدی تبدیلیاں شامل ہیں: (a) ایک اعلیٰ تعلیمی نظام کی طرف بڑھنا جس میں بڑی، کثیر الضابطہ یونیورسٹیوں اور کالجوں پر مشتمل ہو، جس میں ہر ضلع میں یا اس کے قریب کم از کم ایک ہو اور ہندوستان بھر میں زیادہ HEIs کے ساتھ جو میڈیم پیش کرتے ہوں۔ مقامی/ ہندوستانی

زبانوں میں ہدایات یا پروگرام؛

10.8 2030 تک ہر ضلع میں یا اس کے قریب کم از کم ایک کثیر الثباتی HEI بنیں۔ سرکاری اور نجی دونوں طرح کے اعلیٰ معیار کے اعلیٰ تعلیمی اداروں کی ترقی کے اقدامات کیے جائیں گے جن کی تعلیم کا ذریعہ مقامی/ ہندوستانی زبانوں میں یا ذولسانی ہے۔

7۔ اردو ماہرین تعلیم کی مدد کے لیے رہنمائی کا قومی مشن

پالیسی نے اردو جیسی علاقائی زبانوں میں اساتذہ اور سیکھنے والوں کی مدد کے لیے رہنمائی کے اقدامات کی تجویز پیش کی ہے۔

15.11 میںٹورنگ کے لیے ایک قومی مشن قائم کیا جائے گا، جس میں نمایاں سینئر/ ریٹائرڈ فیکلٹی کے ایک بڑے پول کے ساتھ۔ ہندوستانی زبانوں میں پڑھانے کی اہلیت کے حامل افراد سمیت جو یونیورسٹی/ کالج کو مختصر اور طویل مدتی رہنمائی/ پیشہ ورانہ مدد فراہم کرنے کے لیے تیار ہوں گے۔

8۔ NEP-2020 کے تحت اردو میڈیم تعلیم کے لیے چیلنجز

پالیسی میں اردو میڈیم کی تعلیم کے لیے درپیش چیلنجز کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ اردو میڈیم کے اساتذہ اور سیکھنے والوں کو مختلف چیلنجز کا سامنا ہے۔ ان میں سے کچھ چیلنجز پر یہاں بحث کی گئی ہے۔ مثال کے طور پر، اردو میڈیم نصابی کتب اور تدریسی امداد کی کمی کے بارے میں بات کرتا ہے۔ پالیسی نے ڈیجیٹل پلیٹ فارم میں ڈیجیٹل تقسیم اور محدود اردو مواد کا بھی ذکر کیا۔

24.4 **ڈیجیٹل تقسیم کو حل کرنا:** اس حقیقت کے پیش نظر کہ آبادی کا ایک بڑا حصہ اب بھی ایسا ہے جس کی ڈیجیٹل رسائی انتہائی محدود ہے۔ موجودہ ذرائع ابلاغ جیسے ٹیلی ویژن، ریڈیو اور کمیونٹی ریڈیو کو ٹیلی کاسٹ اور نشریات کے لیے بڑے پیمانے پر استعمال کیا جائے گا۔ طلبہ کی آبادی کی مختلف ضروریات کو پورا کرنے کے لیے اس طرح کے تعلیمی پروگرام 24 / 7 مختلف زبانوں میں دستیاب کیے جائیں گے۔ تمام ہندوستانی زبانوں میں مواد پر خصوصی توجہ دی جائے گی۔ جہاں تک ممکن ہو ڈیجیٹل مواد کو اساتذہ اور طلبہ تک ان کے

ذریعہ تعلیم تک پہنچنے کی ضرورت ہوگی۔

پالیسی میں اردو زبان کے ہنرمند اساتذہ کی کمی پر بھی بات کی گئی

22.7 مزید برآں مختلف اقدامات کے باوجود ہندوستان میں زبان کے ماہر اساتذہ کی شدید کمی ہے۔زبان کی تعلیم کو بھی زیادہ تجربہ کار ہونے کے لیے بہتر بنایا جانا چاہیے اور زبان میں بات چیت اور بات چیت کرنے کی صلاحیت پر توجہ مرکوز کی جانی چاہیے نہ کہ صرف زبان کے ادب، الفاظ اور گرامر پر۔زبانوں کو بات چیت اور پڑھانے کے لیے زیادہ وسیع پیمانے پر استعمال کیا جانا چاہیے۔

اساتذہ کے تربیتی پروگراموں اور بین ریاستی تعاون کی ضرورت

4.12 مرکزی اور ریاستی حکومتوں کی طرف سے ملک بھر کی تمام علاقائی زبانوں میں اور خاص طور پر، آئین ہند کے آٹھویں شیڈول میں مذکور تمام زبانوں کے لیے زبان کے اساتذہ کی بڑی تعداد میں سرمایہ کاری کرنے کی ایک بڑی کوشش ہوگی۔ریاستیں، خاص طور پر ہندوستان کے مختلف خطوں کی ریاستیں، ایک دوسرے سے بڑی تعداد میں اساتذہ کی خدمات حاصل کرنے، اپنی متعلقہ ریاستوں میں تین زبانوں کے فارمولے کو پورا کرنے اور ملک بھر میں ہندوستانی زبانوں کے مطالعہ کی حوصلہ افزائی کے لیے دوطرفہ معاہدے کر سکتی ہیں۔مختلف زبانوں کی تعلیم اور سیکھنے اور زبان سیکھنے کو مقبول بنانے کے لیے ٹیکنالوجی کا وسیع استعمال کیا جائے گا۔

9۔ اردو کے فروغ کے لیے اقدامات

پالیسی میں اردو کو فروغ دینے اور اردو میں تدریسی عمل کو بڑھانے کے لیے کچھ اقدامات بھی تجویز کیے گئے۔ان اقدامات میں سے ایک اردو میں جامع تدریسی مواد کی ترقی بھی ہو سکتی ہے۔NEP-2020 نے علاقائی اردو اکادمیوں کے قیام کی ضرورت بھی تجویز کی۔

22.18 آئین ہند کے آٹھویں شیڈول میں مذکور ہر زبان کے لیے اکیڈمی قائم کی جائے گی جس میں چند ممتاز اسکالر اور مقامی بولی بولنے والے شامل ہوں گے تاکہ جدید ترین تصورات کے لیے سادہ لیکن درست الفاظ کا تعین کیا جا سکے اور تازہ ترین لغات کو باقاعدگی

سے جاری کیا جا سکے۔ دنیا بھر کی بہت سی دوسری زبانوں کے لیے کامیاب کوششوں کے مترادف اکادمیاں آپس میں مشورہ بھی کریں گی اور بعض صورتوں میں عوام سے بہترین تجاویز لیں گی تا کہ جب بھی ممکن ہو عام الفاظ کو اپنانے کی کوشش کرتے ہوئے ان لغات کو تیار کیا جا سکے۔ یہ لغات تعلیم، صحافت، تحریر، تقریر سازی اور اس سے آگے کے استعمال کے لیے وسیع پیمانے پر پھیلائی جائیں گی اور ویب کے ساتھ ساتھ کتابی شکل میں بھی دستیاب ہوں گی۔ آٹھویں شیڈول زبانوں کے لیے یہ اکادمیاں مرکزی حکومت ریاستی حکومتوں کے ساتھ مشاورت یا تعاون سے قائم کرے گی۔ دیگر بولی جانے والی اعلیٰ ہندوستانی زبانوں کے لیے اکادمیاں بھی اسی طرح مرکز یا ریاستوں کے ذریعے قائم کی جا سکتی ہیں۔

NEP-2020 نے اردو تعلیم کے لیے ٹیکنالوجی سے فائدہ اٹھانے کی تجویز بھی پیش کی ہے۔ مثال کے طور پر اہداف کے حصول کے لیے اردو کے لیے نیچرل لینگویج پروسیسنگ کا انضمام اہم ثابت ہوسکتا ہے۔

23.11 اسکولی طلبہ کو زبانیں سکھانے کی کوششوں کو ہندوستان کی متنوع زبانوں کے لیے قدرتی زبان کی پروسیسنگ کو بڑھانے کی کوششوں کے ساتھ شامل کیا جائے گا۔

پالیسی نے DIKSHA اور دیگر پلیٹ فارم (سیکشن 23.6) پر ڈیجیٹل اردو مواد کی ترویج کی تجویز بھی پیش کی ہے۔

23.6 اس طرح کے تمام سافٹ ویئر تمام بڑی ہندوستانی زبانوں میں دستیاب ہوں گے اور یہ صارفین کی ایک وسیع رینج بشمول دور دراز علاقوں کے طلبہ اور دیویانگ طلبہ کے لیے قابل رسائی ہوں گے۔ تمام ریاستوں کی طرف سے تمام علاقائی زبانوں کے ساتھ ساتھ NCERT، CIET، CBSE، NIOS اور دیگر تنظیموں/ اداروں کے ذریعے تدریسی و آموزشی ای مواد تیار کیا جاتا رہے گا اور اسے DIKSHA پلیٹ فارم پر اپ لوڈ کیا جائے گا۔

پالیسی نے اردو میں کثیر لسانی مقابلوں اور ثقافتی تقریبات کی حوصلہ افزائی کی تجویز پیش کی۔

4.45 ملک بھر میں اولمپیاڈ اور مختلف مضامین کے مقابلے منعقد کیے جائیں گے جن میں واضح تال میل اور اسکول سے لے کر مقامی ریاست اور قومی سطح پر ترقی کی جائے گی تا کہ اس

بات کو یقینی بنایا جا سکے کہ تمام طلبہ ہر سطح پر حصہ لے سکیں جس کے وہ اہل ہوں۔ ان کو دیہی علاقوں اور علاقائی زبانوں میں دستیاب کرانے کی کوشش کی جائے گی تا کہ وسیع پیمانے پر شرکت کو یقینی بنایا جا سکے۔

نتیجہ

NEP-2020 اردو میڈیم تعلیم کی احیا کے لیے اس کی یکسوئی، شمولیت اور لسانی تنوع کے وژن کے مطابق ایک فریم ورک پیش کرتا ہے۔ تاہم ان امکانات کے ادراک کے لیے بنیادی ڈھانچہ، تدریسی اور سماجی و سیاسی چیلنجوں سے نمٹنے کے لیے مشترکہ کوشش کی ضرورت ہے۔ اردو تعلیم کو مضبوط بنانا ہندوستان کی کثیر ثقافتی رنگارنگی و بوقلمونی میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے، سیکھنے والوں کی ایک ایسی نسل کو فروغ دے سکتا ہے جو اپنی مادری زبان میں ماہر ہوں اور عالمی مواقع سے لیس ہوں۔

حوالہ جات

1۔ قومی تعلیمی پالیسی 2020 وزارت تعلیم حکومت ہند
2۔ ہندوستان میں کثیر لسانی تعلیم پر علمی ادب اور تحقیق
3۔ اردو میڈیم اسکولوں اور زبان کی پالیسی کے نفاذ سے متعلق رپورٹیں اور مطالعہ

اسسٹنٹ پروفیسر
شعبۂ تربیت اساتذہ و نیم رسمی تعلیم (آئی-اے-ایس-ای)
فیکلٹی برائے تعلیم، جامعہ ملیہ اسلامیہ
نئی دہلی

ڈاکٹر رخشندہ روحی مہدی

ابتدائی سطح پر اردو زبان وادب کی تدریس: مسائل اور تدارکی طریقۂ کار

سنے گا کون مری چاک دامانی کا افسانہ
یہاں سب اپنے اپنے پیرہن کی بات کرتے ہیں

آج اردو سے شفقت محبت اور پیار کا جذبہ ادبی اور نصابی مجبوری کی شکل اختیار کرتا نظر آتا ہے۔ یہ صرف رواداری کی بات نہیں بلکہ ایک تلخ حقیقت ہے اور ایک طرح سے اپنی مادری زبان کے لیے بے حسی اور بے التفاتی کا اعتراف ہے۔ایسا نہیں ہے کہ آج ہم اردو تدریس کو عملی اور مؤثر بنانے کے لیے بے بس ہو چکے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ محنت اور لگن سے کام ہو تو بہر حال کسی نہ کسی نتیجہ تک پہنچا جا سکتا ہے۔ جدید تحقیق کی رو سے مادری زبان کی تعلیم بچوں کو اپنے ثقافتی ورثہ سے جوڑتی ہے۔

آج ہم اساتذہ کے سامنے سب سے بڑا مسئلہ یہ درپیش ہے کہ ہماری اپنی زبان کے لیے عزت واحترام اور احساسِ ضرورت ناپید ہے۔ جب زبان کو پڑھنے کا احساس اس درجہ کمزور اور غیر ضروری ہو جائے تو اسے پڑھنا ایک اکتاہٹ بھرا عمل ہو جاتا ہے۔ کسی بی ایڈ کے طالب علم سے جب میری بات ہوتی ہے کہ اردو مضمون کو آپ نے کیوں منتخب کیا تو نوے فی صد کا جواب ہوتا ہے۔ہم نے انگلش پڑھی ہی نہیں تھی اسکول میں دل تو بہت چاہتا ہے کہ انگلش کے استاد ہوتے۔ یا کسی مضمون میں ہمیں داخلہ ملنا مشکل تھا وغیرہ وغیرہ۔ کوئی یہ نہیں کہتا کہ اردو ہمارے جذبات کی بہتر عکاسی کرتی ہے یا ہماری محبوب زبان ہے اور ہم معاشرے کو اس مہذب زبان کے ذریعہ مزید مستحکم کرنے کے خواہش مند ہیں۔

اپنی مادری زبان کے تئیں دلی لگاو اور جذبات کا بیج طالب علم کے دل میں ڈالنا

استاد کا کام ہے اور استاد سے پہلے والدین کا۔ میں اور میرے بھائی اپنے بچپن میں والدین کو اردو کی کتابیں پڑھتے دیکھتے اور کوشش کرتے کہ ہم بھی جلدی سے یہ موٹی اور بھاری کتاب پڑھنے کے قابل ہو جائیں۔ مشکل یہ ہے کہ آج والدین کو ہی اردو زبان بے کار، فرسودہ اور بچوں پر بوجھ معلوم ہوتی ہے۔ انھیں اردو لکھنا پڑھنا نہیں آتا اور نہ ان میں کوئی شوق ہے کہ وہ اب اس زبان کو سیکھ لیں۔ تو یہ بارگراں اب صرف استاد کے بوجھل شانوں پر ہے۔ بوجھل اس لیے کہ وہ خود اردو کو پڑھانے میں اپنی ہتک محسوس کرتا ہے کیونکہ ہمارا معاشرہ اردو کے تئیں احساس کمتری میں مبتلا ہے۔

(۱) 'کورس بھی کچھ اس طرح سے ترتیب دیے گئے ہیں کہ ان میں ماضی کے واقعات پر زیادہ زور ہے اور عہد حاضر کی حقیقتوں سے جن سے طالب علم کو آئے دن واسطہ پڑتا ہے کورس کی صورت میں سمجھنے اور پڑھنے کا موقع نہیں ملتا ہے۔'

اردو زبان کی تدریس میں ہم اپنی زبان کو ایک اجنبی یا غیر ملکی زبان کی طرح پڑھاتے ہیں جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ زبان ایک خشک مضمون بن کے رہ جاتی ہے۔ عموماً تدریس کا پہلا مرحلہ تمہید سے شروع ہوتا ہے۔ لیکن پیریڈ صرف تیس یا چالیس منٹ کا ہوتا ہے اور ہمیں نصاب مکمل کرنے کی جلدی ہوتی ہے۔ اس لیے دوسرے مراحل یعنی سبق کی بلند خوانی اور پھر طالب علموں سے بے آواز مطالعہ کرایا جانا، مشکل الفاظ کے معنی بتانا پھر سوال جواب اور سبق کے بعد کی مشقیں کرانا وغیرہ کو اطمینان سے پورا کرنے میں ایک ہفتہ بھی کم پڑ جاتا ہے۔ اس لیے استاد خود سبق پڑھتا ہے۔ سمجھاتا ہے اور تختۂ سیاہ پر مشقیں لکھ کر طالب علموں سے نقل کرنے کو کہہ دیتا ہے۔ طلبہ مشینی انداز میں اکتاہٹ سے نقل کرتے جاتے ہیں اور اپنی مادری زبان کی ادبی قدر و منزلت کے احساس سے بھی محروم ہوتے جاتے ہیں۔ ہر بچے کی ذہنی سطح ایک سی نہیں ہوتی۔ لیکن سبق ایک سا دیا جاتا ہے۔

(۲) ''کلاس میں نصاب مکمل کرانے کی جلدی ہوتی ہے اور اسے ذرا بھی اپنے سبق یا مضمون کے بارے میں سوچنے کا موقع نہیں ملتا۔ نہ کوئی استاد بچے سے یہ دریافت کرتا ہے کہ اس کی دلچسپی کس مضمون میں ہے اور کون سا مضمون اسے آسان لگا۔'' ایسی صورت میں

وہ کسی سبق کو دہرائے یا اس پر توجہ بھی دے تو بھلا کیسے۔ مشقیں بھی کلاس میں کرانے کا وقت کم ہی رہتا ہے۔ اس لیے بچہ اسم یا دوسرے گرامر کو سمجھنے میں پریشان رہتا ہے۔

زبان اور الفاظ کے تلفظ کی ادائیگی کے سلسلے میں اردو کے اساتذہ کی اکثریت سوشل میڈیا سے اس درجہ متأثر نظر آتی ہے کہ کلاس میں دوران تدریس 'دکّت' حالاتوں' جذباتوں' اور الفاظوں جیسی جدید اصطلاحات کو بلا چوں چرا قبول کر لیتی ہے۔ یہ تو ہیں پریشانیاں۔ اب ان کا تدارک بھی ہم استادوں کو تلاش کرنا ہے اور خاص طور پر میں نے یہ عنوان اسی لیے منتخب کیا ہے کہ آج آپ تمام اسکالرس اور کالج کے اساتذہ کے ساتھ کوئی نہ کوئی بہتر صورت یا تدبیر ہم تلاش کر سکیں گے کہ اردو کی تعلیم میں کیا ایسا کیا جائے کہ بچے اس زبان سے قربت محسوس کریں اور زبان سیکھنے میں دلچسپی لیں۔

اردو کو ہم اپنی بے حسی اور نا اہلی سے کھو رہے ہیں۔ جب بچہ بولنا شروع کرتا ہے تو ہم اسے واٹر کہنا سکھاتے ہیں اور مِلک مانگنا سیکھاتے ہیں۔ اسی وقت انگلش مادری زبان کا درجہ اور اردو ثانوی حیثیت کا درجہ پا جاتی ہے۔ مجھے اپنا بچپن یاد ہے۔ اگر ہم بھائی بہن آپس میں انگریزی کے الفاظ کا استعمال کرتے تھے تو ہمارے والدین اور ہمارے سرپرست اسی وقت اردو میں بات کرنے کی تنبیہ کرتے اور کہتے کہ آپس میں انگریزی بولنے کا کیا جواز ہے۔ یہ زبان ان کے ساتھ بولنی ہوتی ہے جن کو اردو نہیں آتی اور اب والدین انگریزی میں بات کرنا بڑائی کی بات سمجھتے ہیں۔ میرے بڑے بھائی نے میرے تایا ابا کو خط لکھا اور حال کو چھوٹی 'ہ' سے لکھا۔ تایا ابا نے جواب دیا۔

شرم اور افسوس کی بات ہے کہ جمیل مہدی کا بھتیجا اور عقیل مہدی کا بیٹا حال کو 'ہال' لکھتا ہے اور ہم دونوں بہن بھائی واقعی شرم سے تایا ابا کا سامنا کرنے سے کترانے لگے۔ اس دن سے لغت میں ہر وہ لفظ دیکھتے جس میں شک وشبہ ہوتا۔ اتنے سخت الفاظ کی دھمک آج تک کانوں میں گونجتی ہے۔

تدارک طریقۂ کار:

آل احمد سرور کے الفاظ میں:

’اگر واقعی میں اردو زبان محبوب ہے اور ہم اس کو پوری آن بان کے ساتھ زندہ رکھنا چاہتے ہیں تو دوسروں کا بھروسہ چھوڑ کر صرف یہ سوچیے کہ آپ اپنے حدود کے اندر اردو کے لیے کیا کر سکتے ہیں۔ اگر آپ ادیب ہیں تو ہر فن اور معیار کی اچھی کتابیں شائع کیجیے۔ اگر آپ مدرس ہیں تو طریقہ ہائے تعلیم کی ساری خوبیاں اپنا کر اردو کو دوسری زبانوں کے مقابلہ میں درسی طور پر آسان سے آسان تر بنائیے۔ اگر آپ کو اردو کی خدمت کرنے کا کچھ بھی موقع نہیں ہے تو کم از کم ایک دو اخبار اور چند اردو کتابیں ہی خرید کر اردو طباعت کی ہمت افزائی کیجیے۔‘

عصر حاضر کے تقاضوں کی تکمیل کے لیے لسانی ادب کا سائنس و ٹیکنالوجی سے رشتہ استوار کرنا اشد ضروری ہے۔ علامہ اقبالؔ کہتے ہیں:

مجھ کو تو گلہ تجھ سے ہے یورپ سے نہیں

مادری زبان کی ضرورت اور اہمیت پر ایسے تحقیقی پروجیکٹ بچوں سے بنوائے جائیں جو دلچسپی کے ساتھ ادبی شعور پیدا کر سکیں۔ اساتذہ کو نئی تکنیک سے روشناس کرانے کے لیے تربیتی ورک شاپ کا انعقاد ضروری ہے۔ پی پی ٹی سے کمپیوٹر اسکرین پر تعلیم دینا طالب علموں کے لیے ذہنی مشقت کے ساتھ جدیدیت کا احساس بھی کراتی ہے۔ وہ خود بھی پاور پوائنٹ ٹیمپلیٹ کے ذریعہ اپنے تعلیمی پروجیکٹ تیار کر سکتے ہیں۔

کمرۂ جماعت کے باہر اسکول کے باغیچوں میں قدرتی مناظر پر بچوں سے مضمون لکھوائے جائیں۔

حال ہی میں این سی پی یو ایل نے ادب اطفال پر ایک سمینار منعقد کیا جس میں ہم اردو قلم کاروں سے کہانیاں لکھوائیں اور ان کہانیوں پر اسکول کے طالب علموں سے اظہار خیال کروایا گیا۔ واقعی یہ ایک بے حد کامیاب اور ایک طرح سے منفرد اقدام تھا کہانیاں لکھنے کا۔ اسی بات کو صفدر امام قادری کہتے ہیں:

(۳) ’اکثر و بیشتر اسکول سے لے کر یونیورسٹی تک ہمارے اساتذہ اس موضوع پر بہت کم

گفتگو کرتے ہوئے دیکھے جاتے ہیں کہ انہوں نے اپنے طلبہ کے اسباق اور درس کے لیے کون سی نئی معلومات پیش کیں یا اس سلسلے میں انہوں نے کس قدر تگ ودو کی۔'

ڈاکٹر ہارون کا خیال ہے: تعلیمی انداز کو دلچسپ اور دل کش بنانا ہوگا۔

فلم' ٹیپ ریکارڈ' لینگو تیج لیب' کے علاوہ مشاعرے' بیت بازی' شام افسانہ اور ڈراموں کے ذریعہ ہم کو تعلیمی فضا کو ہموار اور خوش گوار بناتے ہوئے بچوں اور بڑوں کو اردو زبان سیکھنے کی طرف مائل کرنا ہوگا۔'' ان تمام مشوروں پر ہر سبق کے لیے عمل کرنا تو ذرا مشکل ہے لیکن پھر بھی ان اقدامات سے بچوں کے دل میں نیا جوش پیدا کیا جا سکتا ہے۔

ابتدائی اردو تدریس کی اہمیت پر روشنی ڈالنے کے سلسلے میں اپنی بات کی توثیق کے لیے چند دیگر دانشوران کی آرا بھی پیش ہیں۔سرکاری مددگر شامل رہے تو۔

(۵) 'ہر وہ بچہ جس کی مادری زبان اردو ہے وہ میٹرک تک اردو ضرور پڑھے۔ چاہے وہ ایک مضمون کی صورت میں ہو یا میڈیم کی صورت میں۔'

(۶)' املا کی مشق برابر جاری رکھنا ضروری ہوتا ہے۔' کسی بھی زبان کو صحیح طور پر لکھنے کے لیے الفاظ پر گرفت لازمی ہے اور اس کا بہترین طریقہ املا ہے۔

لیکن اکثر و بیشتر املا کی اغلاط کی بھرمار زبان کو قتل کرنے کا ایک دردناک ذریعہ بن جاتا ہے اور ہم استاد اس موت پر ماتم تک نہیں کرتے۔

(۷) 'میرے خیال میں اردو کا مستقبل وہی ہے جو مقتول کا ہوا کرتا ہے یعنی نعش پوسٹ مارٹم کے بعد لواحقین کے حوالے کر دی گئی ہے۔قاتل کو البتہ پھانسی کی سزا نہیں دی گئی بلکہ اسے باعزت بری کر دیا گیا ہے۔'

کنہیا لال کپور کا یہ جملہ ان کی اردو سے بے پناہ محبت کی دلیل ہے۔ ان تمام رکاوٹوں کے باوجود ہم اساتذہ اپنے فرائض کی ادائیگی کے لیے کمربستہ ہیں اور مندرجہ ذیل مقاصد کو پیش نظر رکھے ہوئے ہیں۔

(۸) ''زبان کے تین مقاصد مدرسین کے مدنظر ہونے چاہئیں۔ یہ کلچرل مقاصد ہیں:

ا۔ ذوق سلیم کی پرورش

۲۔ اخلاق کی تربیت

۳۔ فیصلہ اور تخیل کی مشق

افادی مقاصد چار قسم کے ہیں:

۱۔ اردو بولنا سکھانا

۲۔ اردو سمجھنا سکھانا

۳۔ اردو پڑھنا سکھانا

۴۔ اردو لکھنا سکھانا''

(۹) 'ہر پرائمری اسکول میں ایڈوانس داخلہ رجسٹر کھولے جا چکے ہیں جن میں نیا تعلیمی سال شروع ہوتے ہی ایسے بچوں کے نام جو اردو میں تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں درج کر لیے جاتے ہیں ۔ چونکہ اس بات کی شکایت موصول ہوئی تھی کہ تعلیمی افسران ان ایڈوانس رجسٹروں کی جانچ مناسب ڈھنگ سے نہیں کرتے ۔ اس کے علاوہ اردو پڑھنے والے بچوں کو مزید سہولت کے لیے داخلہ کے فارم میں مادری زبان کا بھی ایک کالم بڑھا دیا گیا ہے۔

۱۹۷۰ء میں شائع یہ کتاب ان سرکاری مراعات کا ذکر کرتی ہے ان کے بعد تو اتر پردیش میں ہر اردو جاننے والا اردو کا قاری یا ماہر بن سکتا تھا لیکن ایسا نہیں ہوا۔'

ابھی کچھ دن قبل ڈائریکٹر این سی پی یو ایل جناب شمس اقبال صاحب نے اپنی صدارتی تقریر میں داغستانی آرٹسٹ کا قصہ سنایا جس میں آرٹسٹ کی ماں کہتی ہے کہ اگر میرا بیٹا اپن مادری زبان بھول گیا ہے تو وہ میرے لیے مر چکا ہے۔

پروفیسر اخلاق آہن نے انجمن ترقی اردو کے جلسے میں فرمایا 'مادری زبان اس لیے نہیں سیکھی جاتی کہ اس میں نوکری کے مواقع نہیں ملتے بلکہ وہ اپنی ثقافتی وراثت سے محبت کی دلیل ہوتی ہے۔'

(۱۰) 'دیکھنا گردش ایام سے ڈرنے والو

زلف ہستی تو بگڑنے میں سنور جاتی ہے'

(۱۱) ''اردو کی ترویج و ترقی کے لیے خون کے بدلے پسینہ بہانے والوں' زبانی ہمدردی

جتانے کے بدلے کچھ ٹھوس کام کرنے والوں اور بڑی قربانی پیش کرنے کے بدلے چند پیسے خرچ کرنے والوں کی بڑی کمی ہے۔'' (آل احمد سرور)

''والدین کی ذمہ داری بھی کسی طرح سے کم نہیں ہوتی ہے۔
انہیں چاہیے کہ وہ رات کو ضرور ان کا ہوم ورک کرنے میں مدد
کریں اور ان میں قوت فیصلہ پیدا کریں۔''

ان تمام مثالوں کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ میں ایک استاد ہوتے ہوئے بھی اپنی ذمہ داریوں کا طوق والدین کے گلے میں ڈال کر اپنے کاندھوں پر آیا بوجھ اتارنا چاہتی ہوں۔ بالکل نہیں۔ ہم استاد تو اپنا کام کرتے ہی رہیں گے لیکن ہماری یک طرفہ محنت اور کوشش بے ثمر ہی رہے گی جب تک والدین بچوں کے ساتھ اپنی زبان سیکھنے اور سمجھنے میں تعاون نہیں کریں گے۔

میرا یہی کہنا ہے کہ جب تک ماں اپنے بچوں کو اردو میں بات کرنا اور اردو کی دلچسپ کہانیاں، داستانیں اور قصے نہیں سنائیں گی تب تک اردو پڑھنا مشکل ترین مرحلہ بنا رہے گا۔ لیکن اس راہ میں ابھی ایک بڑی رکاوٹ ہے کہ والدین خود ہی اردو سے ناآشنا ہیں۔

(۱۲) 'اس زبان کو حکومت کی سرپرستی تو حاصل نہیں ہے۔ یہ عوامی زبان ہے اور عوام کے دم پر ہی زندہ ہے اور زندہ رہے گی۔'

(۱۳) 'اردو نے ہمیشہ وقت کا ساتھ دیا ہے اور ہمیشہ بدلتے ہوئے وقت کے ساتھ بدلی ہے اور اپنے اندر وقت بدلنے کے ساتھ ساتھ الفاظ کے خزانے میں اضافہ کیا ہے۔ نئے نئے الفاظ اس میں داخل ہوئے ہیں جو ماحول اور تبدیلیوں کو اپنے اندر سمو کر کچھ بھی لکھنے کے قابل رہی ہے۔ یہ ایک ترقی یافتہ زبان کی خوبی ہے جو اس زبان میں موجود ہے۔'

پروفیسر جگن ناتھ آزاد کے بقول: 'فخر کے ساتھ کہتا ہوں۔ میری زبان، میری پہچان، میری شان اور میری جان اردو ہے۔' اردو کی زبوں حالی کے ذمہ دار ہم اردو والے ہی ہیں۔ ہمارے گھروں سے اردو کا صفایا ہوتا جا رہا ہے اور ہم بڑے فخر سے اپنے کو جدید تعلیم سے آراستہ کہتے ہیں۔''

(۱۴) ''مادری زبان والوں سے زیادہ جوش و خروش غیر اردو داں حضرات میں پایا جاتا ہے۔''

اس کی سب بڑی اور زندہ جاوید مثال جشن ریختہ ہے۔اب ٹکٹ خرید کر شائقین مشاعرے،قوالی اور مذاکرے سننے جاتے ہیں۔ایک جم غفیر سے ہماری وہاں ملاقات ہوتی ہے۔ابھی ۱۴دسمبر کو جون ایلیا کی سالگرہ پر جشن کا اہتمام کیا گیا جس کی روح رواں سیما صاحبہ تھیں۔ساکشی این جی اہ کی ڈائرکٹر ڈاکٹر مردلا ٹنڈن غالبؔ' میرؔ' ذوقؔ اور اردو ادب کے دوسرے شعرا کے لیے جشن ہند کا اہتمام کرتی ہیں۔رنجیت سنگھ چوہان جشن اردو کی محفلیں سجاتے ہیں اور اتفاق سے یہ کار خیر بھی غیر اردو داں صاحبان کی دین ہے۔ہم تو صرف واہ واہ کرنے تک محدود ہیں۔

تیری محفل سے اٹھاتا غیر مجھ کو کیا مجال
دیکھتا تھا میں کہ تو نے بھی اشارہ کر دیا

حسرتؔ موہانی

حوالہ جات

(۱) 'اردو کی درس وتدریس کے مسائل'،ڈاکٹر ہارون ایوب،صفحہ۸۳

(۲) 'اردو کی درس وتدریس کے مسائل،ڈاکٹر ہارون ایوب،صفحہ۸۴

(۳) اردو میں تدریس آموزش اور آزمائش:مسائل اور امکانات صفدر امام قادری،صفحہ۹۹

(۴) اردو کی درس و تدریس کے مسائل،(اردو تعلیم کا مستقبل اور منصوبے)،ڈاکٹر ہارون ایوب

(۵)'اتر پردیش میں اردو کی تعلیم وترقی کے لیے اقدامات' مشمولہ'اردو کی درس وتدریس کے مسائل'،ڈاکٹر ہارون ایوب،صفحہ ۱۰۰

(۶) 'اردو کی درس وتدریس کے مسائل'،ڈاکٹر ہارون ایوب،صفحہ۱۰۱

(۷)'اردو کا طریقۂ تدریس'،پروفیسر رفیقہ ایم اے کریم،(۱۹۷۳ء)صفحہ۹

(۸)'اردو کی درس وتدریس کے مسائل'،ڈاکٹر ہارون ایوب،صفحہ۱۹

(۹)'اتر پردیش میں اردو کی تعلیم وترقی کے لیے اقدامات'سوچنا و بھاگ اتر پردیش نیو گورنمنٹ پریس عیش باغ۔لکھنؤ،صفحہ۹

(۱۰)'اردو دوستوں سے خطاب' آل احمد سرور، اردو تحریک، صفحہ۔۴۰

(۱۱)'اردو کی درس و تدریس کے مسائل'، ڈاکٹر ہارون ایوب، صفحہ ۱۵

(۱۲) اردو کی درس و تدریس کے مسائل، ڈاکٹر ہارون ایوب

(۱۳) ایضاً صفحہ ۸۳

(۱۴) ایضاً صفحہ ۱۰۹

(۱۵) ایضاً صفحہ ۱۱۱

(۱۶) ایضاً صفحہ ۱۰۲

سید عابد حسین سینئر سیکنڈری اسکول

جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی۔۲۵

ڈاکٹر محمد مصطفیٰ خان

اعلیٰ ثانوی سطح پر اردو زبان و ادب کی تدریس، مسائل اور جدید طریقۂ کار

تدریس کا فن ہمیشہ اشتراک چاہتا ہے۔ معلم اور متعلم دونوں کی تیاری، کوشش، توجہ، محنت اس قدر یکسانیت مانگتی ہے جس کی مثال شاید ہی کسی دوسرے فن میں ملتی ہو۔ یہ کوئی جامد فن بھی نہیں بلکہ روز بروز ترقی کرتا ہوا فن ہے۔ تدریس کے عمل میں جب تک دونوں سرے تندہی سے کام نہیں کرتے گرہیں ڈھیلی پڑ جاتی ہیں اور سیکھنے سکھانے کا مقصد کہیں بھی پورا ہوتا ہوا نظر نہیں آتا ہے۔

شاید کسی علم کی تدریس میں بچہ یا استاد مجہول صورت حال میں بھی تعلیم و تعلم کا فریضہ انجام دے لے لیکن زبان کی تدریس میں یہ قطعی ممکن نہیں ہے۔ زبان کی تدریس، سننے، بولنے، پڑھنے اور لکھنے کے اردگرد اِسی طرح چکر کاٹتی ہے جیسے سیارے اپنے مدار کے اردگرد چکر لگاتے ہیں۔ یہی عمل زبان کی تدریس میں معلم اور متعلم کے ساتھ ہوتا ہے۔ دونوں ایک دوسرے کا چکر نہ لگائیں تو بے سود ہو کر رہ جائیں گے۔ زبان و ادب کی تدریس میں یہ لوگ اپنے اپنے مدار میں جب پوری توجہ، محنت اور ڈسپلن کے ساتھ گھومتے ہیں تو پورا تدریسی عمل ڈھنگ سے چلتا ہے نہیں تو انتشار کا شکار جاتا ہے۔

اعلیٰ ثانوی سطح پر اردو تدریس کی اہمیت اور چیلنجز

اردو ہماری قومی زبان ہونے کے ناطے ہماری ثقافت، تاریخ اور قومی شناخت کی علم بردار ہے۔ اعلیٰ ثانوی سطح پر اردو کی تدریس نوجوان نسل کو زبان و ادب کی گہرائیوں سے روشناس کرانے، ان کی فکری و تخلیقی صلاحیتوں کو پروان چڑھانے اور قومی یکجہتی کو فروغ

دینے میں کلیدی کردار ادا کرتی ہے۔ اردو نہ صرف ادب کا خزانہ ہے بلکہ یہ طلبہ کو اپنے خیالات کے مؤثر اظہار، تنقیدی سوچ اور علمی بنیادوں کو مضبوط کرنے کا موقع بھی فراہم کرتی ہے۔

اردو کی تدریس میں کئی مسائل اور چیلنجز درپیش ہیں۔ ان چیلنجز میں تعلیمی نصاب کی پیچیدگیاں، طلبہ کی کم دلچسپی، جدید تدریسی وسائل کی کمی اور زبان کے سیکھنے اور سمجھنے میں درپیش مشکلات شامل ہیں۔ مزید برآں بدلتے تعلیمی رجحانات اور دیگر زبانوں کی بڑھتی اہمیت نے اردو کی تدریس کو مزید پیچیدہ بنا دیا ہے۔ یہ مضمون اعلیٰ ثانوی سطح پر اردو کی تدریس اور جدید طریقۂ کار کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ تدریس کے دوران پیش آنے والے چیلنجز کا جائزہ لے کر ان کے ممکنہ حل پیش کرنے کی کوشش کرے گا۔

روایتی طریقۂ تدریس: اردو کی تدریس میں روایتی طریقۂ کار کی وضاحت

روایتی طریقۂ تدریس میں استاد کا کردار مرکزی ہوتا ہے جہاں وہ علم کی ترسیل کے لیے یک طرفہ طور پر سرگرم رہتا ہے۔ اردو کی تدریس میں اس طریقۂ کار کا انحصار زیادہ تر کتابی مواد، زبانی لیکچر اور رٹ کر یاد کرنے پر مبنی ہوتا ہے۔ اس طریقۂ تدریس کی چند خصوصیات درج ذیل ہیں:

لیکچر پر مبنی تدریس: استاد کتاب کے متن کو زبانی پڑھتا ہے اور اس کی تشریح و توضیح کرتا ہے۔ طلبہ بغور صرف سننے اور نوٹس لینے تک محدود رہتے ہیں۔

یادداشت پر انحصار: اس طریقہ میں طلبہ سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ اشعار، نظمیں، کہانیاں اور گرامر کے اصول یاد کریں اور امتحانات میں ان کا لفظ بہ لفظ اظہار کریں۔

کتابی مواد پر زور: اردو کی تدریس میں روایتی طریقہ زیادہ تر نصابی کتابوں تک محدود ہوتا ہے جس میں ادبی شاہ کاروں کا مطالعہ اور گرامر کی قواعد شامل ہوتی ہیں۔

تنقیدی اور تخلیقی فکر کی کمی: روایتی تدریس میں طلبہ کی تنقیدی اور تخلیقی صلاحیتوں کو پروان چڑھانے پر کم توجہ دی جاتی ہے جس سے وہ صرف رٹنے اور حفظ کرنے تک محدود رہ جاتے ہیں۔

اساتذہ کا مرکزی کردار: اس طریقے میں استاد معلومات فراہم کرنے والا ہوتا ہے جب کہ طلبہ زیادہ تر غیر فعال سامعین کے طور پر شریک ہوتے ہیں۔

امتحان مرکوز تدریس: تعلیم کا مقصد زیادہ تر امتحان میں کامیابی حاصل کرنا ہوتا ہے جس کی وجہ سے اردو زبان وادب کی فہم اور اس کے عملی پہلو پر کم توجہ دی جاتی ہے۔

اردو زبان کے لیے جدید تدریسی طریقۂ کار کی ضرورت

اردو زبان کے لیے جدید تدریسی طریقۂ کار اپنانا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ یہ زبان کو محض ایک مضمون کے بجائے زندگی کا حصہ بنانے میں مدد فراہم کرتا ہے۔ جدید طریقوں کی مدد سے طلبہ نہ صرف اردو کو بہتر انداز میں سیکھ سکتے ہیں بلکہ زبان کی اہمیت اور خوبصورتی کو بھی سمجھ سکتے ہیں۔ اس سے اردو کے فروغ اور بقا میں مدد ملے گی۔ طلبہ میں اردو زبان کے حوالے سے دلچسپی کم ہو رہی ہے۔ جدید تدریسی طریقوں کے ذریعے زبان کو دلکش اور پرکشش بنایا جاسکتا ہے۔ روایتی تدریس میں یک طرفہ طریقے زیادہ استعمال ہوتے ہیں، جو طلبہ کے لیے اُکتاہٹ کا باعث بنتے ہیں۔ جدید تدریسی طریقے ان مسائل کو حل کر سکتے ہیں۔ موجودہ دور میں طلبہ ٹیکنالوجی کے عادی ہو چکے ہیں۔ اردو کی تدریس میں ٹیکنالوجی کا استعمال ان کے سیکھنے کی رفتار کو تیز کرسکتا ہے۔

اردو کی تدریس میں ٹیکنالوجی کا استعمال

اعلیٰ ثانوی سطح پر اردو کی تدریس میں ٹیکنالوجی کا استعمال تدریسی عمل کو جدید اور مؤثر بنانے کے لیے ناگزیر ہو چکا ہے۔ اس سطح پر طلبہ کو اردو ادب، زبان اور گرامر کے پیچیدہ موضوعات کی تعلیم دی جاسکتی ہے اور ٹیکنالوجی ان مضامین کو آسان، دلچسپ اور عملی بنانے میں مددگار ثابت ہوگی۔

اعلیٰ ثانوی سطح پر ٹیکنالوجی کے اہم ذرائع:

۱۔ **کمپیوٹر:** کمپیوٹر پر تعلیمی مواد، پاور پوائنٹ پریزنٹیشنز اور انفوگرافکس تیار کیے جا سکتے ہیں۔ اردو گرامر، شاعری اور ادب کے موضوعات کے لیے تعلیمی سافٹ ویئر استعمال کیے جاسکتے ہیں۔ اردو ادب پر تحقیقی مواد کو طلبہ کے لیے دستیاب کرایا جاسکتا ہے۔

۲۔ **پروجیکٹر:** طلبہ کے سامنے پریزنٹیشنز، اردو شاعری کی تشریح، یا نثری مواد کو بڑے اور واضح انداز میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ ادب کے موضوعات کو ویڈیو اور تصاویر کے ذریعے

دلچسپ بنایا جا سکتا ہے۔

۳۔ **انٹرنیٹ:** اردو ادب کی کہانیوں، شاعری اور تحقیقی مواد کے لیے آن لائن وسائل فراہم کیے جا سکتے ہیں۔آن لائن ویڈیو اور لیکچر کے ذریعے مشکل موضوعات کی وضاحت ممکن ہے۔اردو لغات، گرامر اور ترجمے کے لیے آن لائن ٹولز استعمال کیے جا سکتے ہیں۔

۴۔ **ملٹی میڈیا ٹولز:** ویڈیوز آڈیو اور اینیمیٹڈ مواد کے ذریعے اردو کے اسباق کو زیادہ دلچسپ اور مؤثر بنایا جا سکتا ہے۔اردو کہانیوں اور شاعری کو سمعی اور بصری معاونات کے ذریعے بہتر انداز میں پیش کیا جا سکتا ہے۔

اردو میں تفاعلی تدریس کا تصور

اردو تدریس میں تفاعلی طریقۂ کار طلبہ کو زبان و ادب کی تفہیم میں فعال کردار ادا کرنے کے قابل بناتا ہے۔ یہ طریقہ طلبہ کے درمیان باہمی مکالمے، مباحثہ اور گروپ سرگرمیوں کے ذریعے نہ صرف زبان کے قواعد سکھانے بلکہ ان کی عملی مشق کو بھی فروغ دیتا ہے۔کھیلوں اور سرگرمیوں کے ذریعے تدریس طلبہ کو تعلیمی عمل میں دلچسپی لینے کے لیے متحرک کرتی ہے اور سیکھنے کے عمل کو زیادہ مؤثر بناتی ہے۔

تفاعلی تدریس میں استاد کا کردار صرف مواد پہنچانے والے کا نہیں ہوتا بلکہ طلبہ کو سوالات کرنے، رائے دینے اور اپنی سمجھ بوجھ کو عملی طور پر پیش کرنے کا موقع فراہم کرنا ہوتا ہے۔ یہ تدریس درج ذیل اجزا پر مشتمل ہے:

۱۔ **مباحثہ:** مباحثہ طلبہ کو کسی موضوع پر اپنے خیالات کا تجزیہ اور اظہار کرنے کے قابل بناتے ہیں۔طلبہ کو اپنی بات واضح اور مؤثر انداز میں کہنے کی تربیت دی جاتی ہے۔مباحثہ کے دوران طلبہ اردو زبان کے الفاظ، جملوں اور تلفظ کو بہتر بناتے ہیں۔مباحثہ میں حصہ لینے سے طلبہ کی خوداعتمادی میں اضافہ ہوتا ہے۔

۲۔ **مکالمہ:** مختلف کرداروں میں ڈھلنے سے طلبہ اردو ادب اور زبان کے استعمال کو عملی طور پر سیکھتے ہیں۔مکالمے تخلیقی انداز میں بات چیت کرنے اور خیالات کو مختلف زاویوں سے پیش کرنے کی تربیت دیتے ہیں۔مکالمات کے دوران طلبہ نہ صرف بولتے ہیں بلکہ دوسروں کو سننے اور سمجھنے کی صلاحیت بھی پیدا کرتے ہیں۔اردو کے ادبی متون جیسے ڈرامے یا کہانیوں کے

مکالمے سیکھنے کا بہترین ذریعہ بنتے ہیں۔

۳۔ **گروپ سرگرمیاں:** گروپ میں کام کرنے سے طلبہ ایک دوسرے کی مدد سے سیکھنے کے عمل کو بہتر بناتے ہیں۔ گروپ سرگرمیوں کے ذریعے طلبہ مسائل کو اجتماعی طور پر حل کرنے کی صلاحیت پیدا کرتے ہیں۔ گروپ میں کام کرنے سے طلبہ میں سماجی تعلقات اور ترسیل کی مہارت بڑھتی ہے۔ گروپ میں اردو ادب کی کتابوں پر مباحثہ یا مشترکہ مطالعہ ادبی تفہیم میں مددگار رہوتا ہے۔

۴۔ **کھیل اور سرگرمیاں:** کھیل اور سرگرمیاں تدریسی عمل کو خشک اور بوجھل ہونے سے بچاتی ہیں۔ طلبہ کھیلوں کے ذریعے جملے بنانے، گرامر کی مشق اور الفاظ کا صحیح استعمال سیکھتے ہیں۔ کھیلوں میں حصہ لینے سے طلبہ میں مسابقاتی جذبہ پیدا ہوتا ہے جو انہیں بہتر کارکردگی کی ترغیب دیتا ہے۔ سرگرمیوں کے ذریعے سیکھے گئے اسباق طلبہ کے ذہن میں زیادہ دیر تک محفوظ رہتے ہیں۔

اردو کی تفاعلی تدریس طلبہ کو نہ صرف زبان و ادب کی بہتر تفہیم فراہم کرتی ہے بلکہ انہیں عملی زندگی میں استعمال کرنے کے لیے بھی تیار کرتی ہے۔ مباحثے، مکالمہ، گروپ سرگرمیاں اور کھیل تعلیمی عمل کو متحرک اور دلچسپ بنانے کے اہم ذرائع ہیں۔ اساتذہ کو چاہیے کہ وہ اردو کی تدریس میں ان تفاعلی عناصر کو شامل کر کے طلبہ کی تعلیمی اور سماجی مہارتوں کو پروان چڑھائیں۔

اردو میں جدید نصاب اور مواد

اردو تدریس میں جدید نصاب اور مواد کا استعمال تعلیم کو عصرِ حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ اردو زبان اور ادب کے روایتی مضامین کے ساتھ جدید ادب، صحافت اور دیگر موضوعات کو شامل کر کے طلبہ کو نہ صرف اردو کی لسانی اور ادبی پہلوؤں سے روشناس کرایا جا سکتا ہے بلکہ انہیں موجودہ دور کے مسائل اور رجحانات سے بھی آگاہ کیا جا سکتا ہے۔ موجودہ دور کے سماجی مسائل جیسے ماحولیاتی تبدیلی، حقوق نسواں اور تعلیمی پسماندگی اردو کے موضوعات میں شامل کیے جا سکتے ہیں۔ اردو تدریس میں

سائنس اور ٹیکنالوجی سے متعلق مضامین کو شامل کر کے طلبہ کو موجودہ دور کی ضروریات سے ہم آہنگ کیا جا سکتا ہے۔ اردو کے جدید نصاب میں نئے موضوعات کی شمولیت طلبہ کو نہ صرف اردو زبان و ادب کی گہرائی سے واقف کراتی ہے بلکہ انہیں موجودہ دور کے تقاضوں کے مطابق تیار بھی کرتی ہے۔ جدید مواد اور موضوعات کی تدریس سے اردو زبان کے فروغ اور طلبہ کی تعلیمی و سماجی ترقی میں اہم کردار ادا کیا جا سکتا ہے۔

اساتذہ کی تربیت

اساتذہ کی تربیت کسی بھی تعلیمی نظام میں اہم کردار ادا کرتی ہے کیونکہ یہ تدریسی عمل کو مؤثر بنانے اور طلبہ کی صلاحیتوں کو پروان چڑھانے میں مدد دیتی ہے۔ جدید تعلیمی دور میں، تدریسی طریقۂ کار میں نئی ٹیکنالوجی اور تدریسی اصولوں کے استعمال کی ضرورت بڑھ گئی ہے۔ اساتذہ کی تربیت انہیں نئی تدریسی تکنیکوں جیسے پروجیکٹ بیسڈ لرننگ، انکوائری بیسڈ لرننگ اور ڈیجیٹل ٹولز کے مؤثر استعمال سے واقف کراتی ہے۔ یہ انہیں نہ صرف روایتی تدریس سے آگے بڑھنے میں مدد دیتی ہے بلکہ طلبہ کے لیے دلچسپ اور مفید تعلیمی ماحول پیدا کرنے میں بھی کارآمد ثابت ہوتی ہے۔ آج کے دور میں، تعلیمی نظام میں کمپیوٹر، انٹرنیٹ اور دیگر ڈیجیٹل وسائل کا استعمال عام ہو چکا ہے۔ اساتذہ کی تربیت ان وسائل کو مؤثر طور پر استعمال کرنے میں مدد دیتی ہے تاکہ تدریسی عمل زیادہ متحرک اور سرگرم ہو۔ جب اساتذہ جدید اور مؤثر تدریسی طریقے استعمال کرتے ہیں تو اس سے نہ صرف طلبہ کے نتائج بہتر ہوتے ہیں بلکہ مجموعی طور پر تعلیمی معیار میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔

جدید تدریس میں حائل رکاوٹیں اور ان کا حل

اعلیٰ ثانوی سطح پر اردو کی تدریس میں جدید تقاضوں کے مطابق تدریسی عمل کو انجام دینے میں کئی رکاوٹیں حائل ہیں۔ یہ رکاوٹیں تعلیمی معیار، تدریسی وسائل، طلبہ کی دلچسپی اور نصاب کی تشکیل سے متعلق ہو سکتی ہیں۔ ان مسائل کے ساتھ ساتھ ان کے ممکنہ حل بھی پیش کیے گئے ہیں۔

ا۔ **جدید وسائل کی کمی:** اردو کی تدریس کے لیے ڈیجیٹل وسائل اور جدید ٹیکنالوجی کا فقدان

ہے۔ اکثر تعلیمی اداروں میں اردو تدریس کے لیے کمپیوٹرز، انٹرنیٹ اور دیگر ٹولز کا انتظام نہیں ہوتا یا محدود تعداد میں ہوتا ہے۔ تعلیمی اداروں میں جدید ٹیکنالوجی اور اردو کے لیے مخصوص ڈیجیٹل وسائل فراہم کرائے جانے چاہئیں۔

۲۔ اساتذہ کی تربیت کا فقدان: زیادہ تر اردو اساتذہ کو جدید تدریسی طریقوں جیسے ملٹی میڈیا، انٹرایکٹو لرننگ اور تدریس کے جدید طریقۂ کار کے استعمال کی مناسب تربیت فراہم نہیں کی جاتی۔ اساتذہ کے لیے تربیتی ورکشاپ منعقد کیے جائیں جن میں انہیں جدید طریقۂ تدریس اور ٹیکنالوجی کا استعمال سکھایا جائے۔

۳۔ طلبہ کی کم دلچسپی: طلبہ کی اردو زبان میں کم دلچسپی ایک بڑا چیلنج ہے۔ وہ زیادہ تر انگریزی یا دیگر مضامین کو ترجیح دیتے ہیں جس کی وجہ سے اردو کو ایک 'ثانوی زبان' سمجھا جاتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اردو نصاب کو دلچسپ اور طالب علموں کی ضروریات کے مطابق بنایا جائے۔ اس میں کہانیوں، نظموں اور جدید موضوعات کو شامل کیا جائے۔

۴۔ نصاب کا بوجھل ہونا: اردو کے نصاب میں اکثر غیر دلچسپ اور مشکل مواد شامل ہوتا ہے، جسے طلبہ سمجھنے میں دشواری محسوس کرتے ہیں۔ اس لیے استاد کے لیے ضروری ہے کہ نصاب کو بہتر انداز میں پیش کریں۔ نیز طلبہ کو یہ باور کرایا جائے کہ اردو ان کی ثقافت اور شناخت کا حصہ ہے اور یہ زبان پیشہ ورانہ میدان میں بھی اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔

۵۔ مطالعہ کے مواقع کی کمی: اردو لائبریریوں، آن لائن مواد اور تحقیق کے وسائل کی کمی بھی تدریسی عمل میں مشکلات پیدا کرتی ہے۔ لہٰذا اردو زبان کے کتب میلوں، مباحثوں اور ادبی تقریبات کا انعقاد کیا جائے تا کہ طلبہ اور اساتذہ اردو کے مطالعہ کی طرف راغب ہوں۔

خلاصہ

اردو ہماری قومی زبان ہونے کے ناطے اعلیٰ ثانوی سطح پر اس کی تدریس نوجوان نسل کی فکری و تخلیقی صلاحیتوں کو پروان چڑھانے اور قومی شناخت کو مستحکم کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ تاہم اس تدریسی عمل کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنا ضروری ہے

تا کہ زبان کو موثر اور دلچسپ انداز میں پڑھایا جا سکے۔

روایتی تدریسی طریقے جہاں کتابی مواد اور یادداشت پر مبنی ہوتے ہیں وہاں جدید تدریسی تکنیک جیسے ٹیکنالوجی، تفاعلی تدریس اور جدید نصاب، تدریس کو مزید مؤثر اور دلکش بناتے ہیں۔ ٹیکنالوجی کا استعمال جیسے کمپیوٹر، انٹرنیٹ اور ملٹی میڈیا ٹولز کا استعمال، طلبہ کی دلچسپی بڑھانے کے ساتھ ساتھ تدریسی عمل کو آسان اور مؤثر بناتا ہے۔

مزید برآں اردو کی تفاعلی تدریس مثلاً مباحثے، مکالمے اور گروپ سرگرمیاں، طلبہ کی تخلیقی اور تنقیدی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے میں مددگار ہیں۔ نصاب میں جدید مواد شامل کر کے اردو کو موجودہ دور کے رجحانات اور مسائل سے ہم آہنگ کیا جا سکتا ہے۔

تدریسی عمل میں رکاوٹیں جیسے جدید وسائل، تربیت یافتہ اساتذہ اور طلبہ کی دلچسپی کی کمی، کو دور کرنے کے لیے جدید تدریسی وسائل کی فراہمی، اساتذہ کی تربیت اور نصاب کو طالب علموں کی ضروریات کے مطابق بنانے کی ضرورت ہے۔ یوں اردو کی تدریس میں جدید تقاضوں کا شامل ہونا زبان کی بقا، فروغ اور تعلیمی معیار کو بلند کرنے کے لیے ناگزیر ہے۔

حوالہ جات

1۔ اردو تدریس، جدید طریقے اور تقاضے   از:۔ ڈاکٹر ریاض احمد

2۔ جدید طریقۂ تدریس   از:۔ اسعد علی (مضمون)

3۔ فنِ تعلیم و تربیت   از:۔ افضل حسین

لیکچرر

جامعہ سینئر سیکنڈری اسکول

جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی

ڈاکٹر محمد شہباز عالم

تعلیم میں ڈیجیٹائزیشن اور مصنوعی ذہانت: موجودہ صورتِ حال اور مستقبل کے امکانات

تلخیص:

ہندوستان میں تعلیم کے شعبے میں تیزی سے ڈیجیٹائزیشن اور جدید ٹیکنالوجیز کا استعمال بڑھ رہا ہے۔ان میں سب سے اہم مصنوعی ذہانت (AI) ہے جو تعلیم کے طریقوں کو مکمل طور پر تبدیل کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ تاہم اردو میڈیم اسکولوں اور ان کے اساتذہ کو اس جدید ٹیکنالوجی کے استعمال میں کئی مشکلات کا سامنا ہے۔ جیسے بنیادی ڈھانچے کی کمی، زبان کی رکاوٹیں، تربیتی فقدان اور سماجی، معاشی مسائل۔ اس تحریر کا مقصد مذکورہ مشکلات کا جائزہ لے کر ان کے حل کے لیے پالیسی ساز اقدامات اور تجاویز پیش کرنا ہے، تاکہ اردو میڈیم اسکولوں کے طلبہ اور اساتذہ ڈیجیٹل تعلیم کی برکات سے فائدہ اٹھا سکیں۔

کلیدی الفاظ:

اردو تعلیم، ڈیجیٹائزیشن، مصنوعی ذہانت، تعلیمی ٹیکنالوجی، ہندوستان، انفرااسٹرکچر، تربیت

تعارف:

ہندوستان کے تعلیمی شعبے میں جدید ٹیکنالوجیز کا استعمال تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ خاص طور پر ڈیجیٹل ٹیکنالوجی اور مصنوعی ذہانت (AI) کی شکل میں۔ یہ جدید ٹیکنالوجیز تعلیم کو ایک نیا رخ دے رہی ہیں اور طلبہ کے لیے نئے طریقوں سے سیکھنے کا موقع فراہم کر رہی ہیں۔ تاہم اردو میڈیم اسکولوں اور اردو میڈیم طلبہ کے لیے ان ٹیکنالوجیز تک رسائی میں کئی رکاوٹیں ہیں۔ ان میں بنیادی ڈھانچے کی کمی، زبان کی رکاوٹ، تربیت کی کمی اور سماجی و اقتصادی چیلنجز شامل ہیں۔

اس تحریر کا مقصد اردو میڈیم تعلیم میں ڈیجیٹائزیشن اور مصنوعی ذہانت کے استعمال کے موجودہ حالات کا جائزہ لینا اور ان کے ممکنہ فوائد اور چیلنجز پر روشنی ڈالنا ہے۔

اردو تعلیم میں ڈیجیٹائزیشن کے مسائل اور چیلنجز

1۔ بنیادی ڈھانچے کی کمی

ہندوستان کے مختلف حصوں میں، خاص طور پر دیہی اور پسماندہ علاقوں میں اردو میڈیم اسکولوں کی حالت اب بھی ابتر ہے۔ان علاقوں میں تعلیمی اداروں میں انفراسٹرکچر کی کمی نے طلبہ کے لیے ڈیجیٹل وسائل تک رسائی کو مشکل بنا دیا ہے۔

اردو میڈیم اسکولوں میں کمپیوٹر، انٹرنیٹ اور دیگر ڈیجیٹل ٹولز کی کمی ہے، جس کی وجہ سے طلبہ جدید تعلیمی مواد سے فائدہ نہیں اٹھا پاتے۔ ہندوستان کے دیہی علاقوں میں اس مسئلے کا اثر خاص طور پر زیادہ ہے جہاں نہ صرف اسکولوں میں سہولتوں کی کمی ہے بلکہ اساتذہ بھی ان وسائل کا مؤثر استعمال کرنے میں ماہر نہیں ہیں۔

2۔ زبان کی رکاوٹیں

ہندوستان میں زیادہ تر ڈیجیٹل مواد انگریزی اور ہندی میں ہوتا ہے جو اردو میڈیم اسکولوں کے طلبہ اور اساتذہ کے لیے ایک بڑی رکاوٹ ہے۔اس کے نتیجے میں اردو میڈیم اسکولوں کے طلبہ کو تعلیمی مواد تک پہنچنے میں مشکلات پیش آتی ہیں۔

اردو میں تعلیمی مواد کی کمی اور اردو زبان میں ڈیجیٹل مواد کے فقدان کی وجہ سے طلبہ کا تعلیمی معیار متاثر ہو رہا ہے۔اردو میڈیم طلبہ کو انگریزی یا ہندی میں موجود ڈیجیٹل مواد سمجھنے میں مشکل پیش آتی ہے، جس سے ان کی تعلیمی کارکردگی میں فرق آتا ہے۔

3۔ تربیتی فقدان

اردو میڈیم اسکولوں کے اساتذہ کی اکثریت جدید ٹیکنالوجی جیسے کمپیوٹر، انٹرنیٹ اور AI کے استعمال میں ماہر نہیں ہے۔اساتذہ کی تربیت کی کمی اور ان کے لیے جدید ٹیکنالوجی کی سمجھ میں کمی نے اردو میڈیم تعلیم کے معیار کو متاثر کیا ہے۔

اساتذہ کو ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کے استعمال کے بارے میں آگاہ کرنے کے لیے خاص

تربیتی پروگرامز اور ورکشاپس کے اہتمام کی ضرورت ہے۔ اگر اساتذہ کو جدید تدریسی طریقوں اور ٹیکنالوجیز سے آشنا نہیں کیا جائے گا تو وہ طلبہ کو جدید طریقوں سے نہیں سکھا سکیں گے۔

4۔ سماجی اور معاشی رکاوٹیں

اردو میڈیم اسکولوں کے طلبہ کی اکثریت غریب طبقے سے تعلق رکھتی ہے اور ان کے لیے جدید تعلیمی ٹیکنالوجی تک رسائی مشکل ہے۔ یہ طلبہ نہ تو جدید ٹیکنالوجیز خرید سکتے ہیں اور نہ ہی انٹرنیٹ کی سہولت حاصل کر سکتے ہیں۔

ہندوستان کے پسماندہ علاقوں میں ان طلبہ کو ٹیکنالوجی تک رسائی کی کمی کی وجہ سے جدید تعلیمی مواقع سے فائدہ اٹھانے میں مشکلات پیش آتی ہیں۔

5۔ ثقافتی اور سماجی روایات

کچھ والدین اور اساتذہ میں یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ ڈیجیٹل تعلیم اردو زبان کے لیے ایک خطرہ بن سکتی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ٹیکنالوجی کے استعمال سے اردو کی ادبی اور ثقافتی روایات متاثر ہوسکتی ہیں۔ اس تاثر کو دور کرنے کے لیے اس بات کی وضاحت کی جانی چاہیے کہ ڈیجیٹل ٹیکنالوجی اردو زبان کی ترقی اور فروغ کے لیے ایک مثبت ذریعہ ہوسکتی ہے۔

اردو تعلیم میں ڈیجیٹل ٹیکنالوجی اور مصنوعی ذہانت کا استعمال

1۔ ڈیجیٹل ٹولز کی موجودہ صورتحال

کچھ اردو تعلیمی ادارے اور حکومت اردو زبان کے فروغ کے لیے ڈیجیٹل مواد فراہم کر رہے ہیں، تاہم ان وسائل تک رسائی کی کمی ہے۔

- **نیشنل کونسل فار پروموشن آف اردو لینگویج (NCPUL)**: یہ ادارہ اردو میں تعلیمی کورسز فراہم کرتا ہے اور طلبہ کو ای-لائبریری تک رسائی فراہم کرتا ہے۔
- **مفت موبائل ایپس**: کچھ ایپس جیسے "اردو انسائیکلوپیڈیا" اور "اردو لرننگ ایپ" طلبہ کے لیے اردو کے بارے میں معلومات فراہم کرتی ہیں اور انھیں اردو سیکھنے میں مدد دیتی ہیں۔

2۔ مصنوعی ذہانت (AI) کے امکانات

مصنوعی ذہانت اردو تعلیم کے شعبے میں انقلاب لا سکتی ہے:

- **زبان کی شناخت اور ترجمہ: AI** پر مبنی ٹولز اور ایپلی کیشنز جیسے گوگل ٹرانسلیٹ اردو زبان کے مواد کو دیگر زبانوں میں ترجمہ کرنے میں مدد فراہم کر سکتے ہیں۔
- **آٹومیشن اور خودکار تدریس: AI** ٹیکنالوجی اساتذہ کو خودکار تدریسی طریقوں کے ذریعے طلبہ کی فرداً فرداً نگرانی اور مدد فراہم کر سکتی ہے۔
- **شخصی سیکھنے کے ماڈلز: AI** کی مدد سے ہر طالب علم کے لیے شخصی تعلیمی مواد تیار کیا جا سکتا ہے جو ان کی ضرورتوں اور صلاحیتوں کے مطابق ہو۔

مستقبل کے امکانات

1۔ پالیسی اصلاحات

حکومت کو اردو میڈیم اسکولوں میں ڈیجیٹل انفرااسٹرکچر کی فراہمی کے لیے پالیسی ساز اقدامات اٹھانے کی ضرورت ہے۔

اردو میڈیم اسکولوں میں ڈیجیٹل ٹولز کی فراہمی کے لیے وزارت تعلیم کو خصوصی فنڈز مختص کرنا چاہیے۔ اردو میں ڈیجیٹل مواد کے معیار کو بہتر بنانے کے لیے ایڈوائزری بورڈ کی تشکیل پر توجہ دینی چاہیے۔

2۔ تربیتی پروگرام

اردو میڈیم اساتذہ کی تربیت کے لیے مخصوص ورکشاپس اور سیمینارز کا انعقاد ضروری ہے۔

- ڈیجیٹل ٹیکنالوجی اور AI کے استعمال کے لیے اساتذہ کو جدید تربیت فراہم کی جانی چاہیے۔
- اردو میڈیم اسکولوں میں جدید تدریسی طریقوں سے تعلیم دینے کے لیے مخصوص کورسز تیار کیے جائیں تو صورتِ حال بہتر ہو سکتی ہے۔

3۔ مساوی مواقع کی فراہمی

اردو میڈیم طلبہ کے لیے جدید تعلیمی ٹیکنالوجی تک رسائی ممکن بنانے کے لیے اسکالرشپس اور سبسڈی فراہم کی جانی چاہیے۔

- غریب طلبہ کے لیے موبائل فونز اور کمپیوٹرز کی سبسڈیز فراہم کی جائیں تاکہ وہ بھی جدید تعلیم حاصل کر سکیں۔
- اردو میڈیم اسکولوں میں AI اور دیگر جدید ٹیکنالوجیز کے استعمال کی ممکنہ صورتوں پر غور کیا جانا چاہیے۔

نتیجہ:

اردو تعلیم میں ڈیجیٹائزیشن اور مصنوعی ذہانت کا استعمال تعلیمی معیار کو بہتر بنا سکتا ہے اور طلبہ کی تعلیمی ترقی کو تیز کر سکتا ہے۔ تاہم ان فوائد کو حاصل کرنے کے لیے حکومت، تعلیمی اداروں اور معاشرتی سطح پر اصلاحات کی ضرورت ہے۔ اردو میڈیم اسکولوں کے طلبہ اور اساتذہ کو جدید ٹیکنالوجیز تک رسائی، تربیت اور وسائل فراہم کر کے انھیں عالمی معیار کی تعلیم کے برابر لایا جا سکتا ہے۔

حوالہ جات:

1. Ministry of Education, India. (2023). Annual Report on Digital Education. Government of India.
2. Rekhta Foundation. (2023). Urdu Learning and Digital Resources. Retrieved from www.rekhta.org
3. Khan Academy. (2024). The Role of AI in Personalized Learning. Retrieved from www.khanacademy.org
4. Khan, A. (2021). Artificial Intelligence in Language Learning: The Case of Urdu. Journal of AI in Education, 12(3), 123-139.
5. World Bank. (2022). Technology and Education in South Asia: A Report on Inclusion and Access.

اسسٹنٹ پروفیسر
شعبہ عربی، سیتل کوچی، کالج
سیتل کوچی، کوچ بہار، مغربی بنگال

ڈاکٹر سلمان فیصل

اردو زبان وادب کی تدریس اور اندازۂ قدر

تعلیمی اداروں میں اردو زبان و ادب کی تدریس کے ذریعے طلبہ کو زبان کی مہارتوں کے ساتھ ساتھ ادب کی گہرائی اور وسعت سے بھی روشناس کرایا جاتا ہے۔ تدریس اردو کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ طلبہ کو اردو زبان میں مہارت حاصل ہو اور وہ زبان کو تحریر اور تقریر دونوں میں مؤثر طریقے سے استعمال کرسکیں۔اس کے علاوہ،طلبہ کو اردو ادب کی مختلف اصناف جیسے شاعری، ناول، افسانے، کہانیاں، مضامین،ڈرامے، سفرنامے، سوانح وغیرہ کی خوبصورتی اور معنویت سے روشناس کرانا بھی اس تدریسی عمل کا اہم جزو ہے۔ یہ عمل طلبہ کو نہ صرف زبان کے فن پاروں کی گہرائی تک لے جاتا ہے بلکہ انہیں اپنی ثقافت،تاریخ اور اقدار کے ساتھ وابستہ ہونے کا موقع بھی فراہم کرتا ہے۔

اسکول کی سطح پر اردو زبان کی تدریس کے دوران مختلف لسانی سرگرمیوں کے ذریعے طلبہ کو قواعد اور زبان کے اصولوں سے واقف کرایا جاتا ہے۔مثلاً طلبہ کو روزمرہ کے استعمال کی زبان کو بہتر بنانے کے لیے مکالمے اور مباحثے کی مشق کرائی جاتی ہے۔ لکھنے کی مہارتوں کو مضبوط کرنے کے لیے کہانی نویسی ،خطوط اور تخلیقی تحریروں کی مشق دی جاتی ہے، جب کہ سننے اور بولنے کی صلاحیتوں کو بہتر بنانے کے لیے تقریری مقابلے اور مباحثے منعقد کیے جاتے ہیں۔اسی طرح اردو ادب کی تدریس میں نثری اور شعری متون کا تجزیہ کرایا جاتا ہے تاکہ طلبہ ان میں موجود فکری موضوعات اور اسلوب کو بہتر طور پر سمجھ سکیں۔اس کے ساتھ ساتھ ادب کی تاریخ اور تحریکوں کے بارے میں آگاہی فراہم کی جاتی ہے تاکہ طلبہ اردو ادب کے وسیع تناظر سے واقف ہوسکیں۔اس تدریسی عمل کے ذریعے نہ صرف ادبی شعور پروان چڑھتا ہے بلکہ طلبہ میں تنقیدی سوچ اور جمالیاتی حس بھی بیدار ہوتی ہے۔

جدید دور میں اردو زبان وادب کی تدریس میں ڈیجیٹل وسائل کا استعمال تدریسی

عمل کو مزید مؤثر اور دلچسپ بنا رہا ہے۔ اسمارٹ کلاس رومز، آن لائن لیکچرز، تعلیمی ویڈیوز اور ای بکس جیسے وسائل طلبہ کی دلچسپی کو بڑھانے میں معاونت کے ساتھ تدریسی و آموزشی عمل کو سہل بھی بنا رہے ہیں۔ انٹرنیٹ پر موجود تعلیمی پلیٹ فارمز سے طلبہ کو مختلف اساتذہ کے لیکچرز سننے اور اپنے مطالعے کو مزید وسیع کرنے کا موقع ملتا ہے۔ ڈیجیٹل ٹولز کے ذریعے اسباق میں انٹرایکٹو سرگرمیاں شامل کی جا سکتی ہیں، جیسے کہ ملٹی میڈیا پریزنٹیشنز، ویڈیوز اور آڈیو کلپس، جو طلبہ کی زبان دانی کو بہتر بنانے میں معاون ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ، تعلیمی سیاحت، لائبریری وزٹ اور ثقافتی پروگراموں کے انعقاد سے طلبہ کو عملی تجربہ حاصل ہوتا ہے۔ یہ سرگرمیاں نہ صرف تدریسی عمل کو مؤثر بناتی ہیں بلکہ طلبہ کو اردو زبان اور ادب کے عملی اطلاق سے بھی روشناس کراتی ہیں۔ ان ذرائع کے استعمال سے تدریس میں جدت آتی ہے اور طلبہ کی سیکھنے کی صلاحیتیں بہتر ہوتی ہیں۔

تاہم، تدریس میں ایسے چیلنجز بھی ہیں جن پر توجہ دینے کی ضرورت ہے، جیسے اردو کی تدریس میں طلبہ کی عدم دلچسپی اور تعلیمی وسائل کی کمی وغیرہ۔ ان چیلنجز کا مقابلہ کرنے کے لیے اساتذہ کو تخلیقی اور دلچسپ سرگرمیاں متعارف کرانی چاہییں، جیسے کہ ڈرامے، مشاعرے اور کہانی نویسی کے مقابلے۔ اساتذہ کو چاہیے کہ وہ اردو زبان کی تدریس میں بین المضامین روابط قائم کریں، یعنی اردو کو سائنس، تاریخ، جغرافیہ، سماجیات اور فلسفے وغیرہ کے مضامین سے جوڑ کر پڑھائیں تاکہ طلبہ کو اردو ادب کی ہمہ گیریت کا احساس ہو۔ تخلیقی سرگرمیاں جیسے شعر خوانی، بیت بازی، غزل سرائی، ڈرامے اور کہانی نویسی کے مقابلے منعقد کر کے طلبہ کی دلچسپی کو بڑھایا جا سکتا ہے۔ ان تمام طریقوں کو اپنانے سے اردو زبان و ادب کی تدریس کو مزید مؤثر اور دلچسپ بنایا جا سکتا ہے، جس سے نہ صرف زبان کی مہارتیں فروغ پائیں گی بلکہ ادب کی گہرائی اور جمالیات کو سمجھنے کا شعور بھی پروان چڑھے گا۔

اندازۂ قدر (Evaluation)

اندازۂ قدر تعلیم و تدریس کا ایک بنیادی عنصر ہے، جس کے ذریعے طلبہ کی کارکردگی، سیکھنے کی پیش رفت اور اساتذہ کی تدریسی مہارت کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ اندازۂ قدر کی وضاحت کرتے ہوئے ڈاکٹر ریاض احمد نے اپنی کتاب ''اردو تدریس: جدید طریقے

اور تقاضے‘‘ میں C.E. Beeby کی تعریف نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ:

> ’’تعین قدر کے لیے جو شواہد و معلومات اکٹھا کیے جائیں وہ ترتیب وار، منظّم اور منصوبہ بند طریقے سے کیے جائیں۔ ان معلومات کے درمیان ربط بھی ہو۔ ان شواہد و معلومات کی تشریح و توضیح کرنے کے بعد ان علوم میں یا مطلوبہ مضمون میں پیش رفت کی جائے۔‘‘ (ص: 267)

اردو زبان کی تدریس میں اندازۂ قدر سے نہ صرف طلبہ میں زبان کی مہارتیں اور ادبی فہم کو جانچنے میں مدد ملتی ہے، بلکہ اساتذہ کو اپنے تدریسی طریقوں کو بہتر بنانے کا مواقع بھی فراہم ہوتے ہیں۔ اردو زبان کی تدریس میں جانچ کے مختلف طریقے استعمال کیے جا سکتے ہیں تا کہ زبان کی مہارتوں (سننا، بولنا، پڑھنا، لکھنا) کا اندازہ ہو سکے۔ مثال کے طور پر عبارت خوانی کے ذریعے پڑھنے کی آموزش کی جانچ کی جاتی ہے۔ املا لکھوانا، پیراگراف لکھوانا، سوال کے جواب لکھوانا وغیرہ کے ذریعے لکھنے کی جانچ کی جاتی ہے۔ اسی طرح کہانی سن کر یا پڑھ کر اس سے متعلق سوالات کے منہ زبانی جوابات دینے، کہانی کا خلاصہ بیان کرنے، کسی موضوع پر گفتگو کرنے کے ذریعے سے سننے اور بولنے کی مہارت کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔

علاوہ ازیں اردو ادب کا مطالعہ اور اس پر بحث و مباحثہ بھی جانچ اور اندازۂ قدر کا ایک اہم طریقہ ہے جس سے طلبہ کے فکری اور تجزیاتی صلاحیتوں کو پرکھا جا سکتا ہے۔ اس میں طلبہ کو کسی کہانی، نظم یا مضمون پر سوالات کیے جاتے ہیں جن کے ذریعے نہ صرف ان کی یادداشت کی جانچ کی جاتی ہے بلکہ ان کی ادبی فہم اور تنقیدی سوچ کا بھی اندازہ لگایا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ، گروپ ڈسکشن اور مباحثے بھی طلبہ کی تخلیقی صلاحیتوں کو اُجاگر کرنے کا بہترین طریقہ ہیں۔ ان سرگرمیوں کے ذریعے اساتذہ طلبہ کی گفتگو کے انداز، زبان کے استعمال اور خیالات کے اظہار کی مہارت کو جانچ سکتے ہیں۔

اسی طرح، طلبہ کو اردو کی مختلف ادبی اصناف جیسے کہ نظم، کہانی، افسانہ وغیرہ لکھنے کے لیے بھی کہا جا سکتا ہے تا کہ ان کی تخلیقی صلاحیتیں اور زبان پر گرفت کا اندازہ لگایا جا سکے۔

اس عمل میں طلبہ کی زبان کی درستگی، بیان کی روانی اور تخیل کا جائزہ لیا جاتا ہے، جو اردو تدریس میں اہم حیثیت رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ، اردو زبان کے مختلف مواقع پر استعمال کے لیے طلبہ کی کارکردگی کا جائزہ لینے کے لیے عملی مشقیں جیسے کہ تقریری مقابلے، ڈرامے کی پیشکش یا کسی موضوع پر تقریر کرنا بھی ایک مفید طریقہ ہے جس سے ان کی بولنے کی مہارتوں اور خوداعتمادی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

یعنی اردو زبان کی تدریس میں اندازۂ قدر کا عمل طلبہ کی زبان دانی، ادبی فہم اور تخلیقی صلاحیتوں کے علاوہ اساتذہ کے تدریسی طریقوں کی مؤثریت کا بھی جائزہ فراہم کرتا ہے، جس سے نہ صرف تعلیمی معیار میں بہتری آتی ہے بلکہ طلبہ کی زبان کی مہارتوں میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔

عام طور پر اندازۂ قدر یا تعین قدر کی دو قسمیں بیان جاتی ہیں۔ مگر یہاں اس کی تین قسموں کا جائزہ پیش کیا جائے گا۔

1۔ تشکیلی جانچ (Formative Evaluation)

تدریس و آموزش کے عمل میں وقتاً فوقتاً کی جانے والی جانچ کو تشکیلی جانچ کہتے ہیں۔ یہ جانچ طلبہ کی سیکھنے کی پیش رفت کو جانچنے اور تدریسی حکمت عملیوں کو بہتر بنانے کے لیے کی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر ہفتہ میں کسی دن عبارت خوانی کی جانچ کی گئی، کسی دن املا کی جانچ کی گئی، کسی سبق سے متعلق سوالات پوچھے گئے اور طلبہ سے ہفتے میں کسی دن کچھ تخلیقی سرگرمیاں جیسے پیراگراف لکھوانا وغیرہ کرائی گئیں۔ ان کا مقصد یہ معلوم کرنا ہوتا ہے کہ طلبہ کی آموزش درست سمت میں ہو رہی ہے یا نہیں، تدریس فائدہ مند ہے یا نہیں اور طلبہ میں زبان کی مہارتیں فروغ پا رہی ہیں یا نہیں۔

تشکیلی جانچ کا مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ یہ معلوم ہو کہ طلبہ نے کیا سیکھا ہے اور انھیں مزید کیا اور کس طرح کی سیکھنے کی ضرورت ہے۔ اس کے ذریعے اساتذہ یہ بھی معلوم کرتے ہیں کہ طلبہ کو کس طرح کی مشکلات کا سامنا ہو رہا ہے، جیسے املا، پڑھنے یا لکھنے میں مشکلات، یا ان کے ادبی فہم میں کوئی کمی ہے۔ اس طرح تشکیلی جانچ کا مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ تدریسی عمل میں کہاں کہاں بہتری کی ضرورت ہے اور اس بات کا تعین کیا جائے کہ تدریسی مواد اور

سرگرمیاں طلبہ کی ضروریات کے مطابق ہیں یا نہیں۔ تشکیلی جانچ کے ذریعے حاصل ہونے والی معلومات کو تدریس وآموزش کے عمل کو مزید مؤثر، دلچسپ اور طلبہ کی ضروریات کے مطابق بنانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس عمل کی مدد سے استاد طلبہ کی کارکردگی میں بہتری لا سکتے ہیں اور ان کی سیکھنے کی رفتار کو تیز کر سکتے ہیں۔

2۔ تکمیلی جانچ (Summative Evaluation)

تدریس وآموزش کے عمل میں ششماہی، سالانہ امتحانات اور سہ ماہی اور نو ماہی امتحانات، جنھیں Periodic tests بھی کہا جاتا ہے، تکمیلی جانچ کے زمرے میں آتے ہیں۔ اس طریقۂ جانچ میں ایک وقفے کے دوران متعینہ نصاب کی تدریس کی جانچ کی جاتی ہے۔ تکمیلی جانچ کا اصل مقصد طلبہ کی کارکردگی کا جائزہ لینا ہوتا ہے اور اس میں طلبہ کی مجموعی کارکردگی سامنے آتی ہے۔

مثال کے طور پر، ششماہی یا سالانہ امتحان میں متعینہ نصاب اور اسباق پر مبنی سوالات کے ذریعے طلبہ کی آموزش کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔ اس میں قواعد کی جانچ، لکھنے کی مہارت میں مضمون نویسی، خطوط و درخواست نویسی وغیرہ شامل ہوتی ہیں۔ اسباق پر مبنی سوالات کے جوابات لکھوائے جاتے ہیں، کہانی یا سبق کا خلاصہ لکھوایا جاتا ہے، نظم کا مرکزی خیال پوچھا جاتا ہے اور اقتباس پر مبنی سوالات بھی پوچھے جاتے ہیں جو معروضی (Objective) اور موضوعی (Subjective) دونوں نوعیت کے ہوتے ہیں۔

اس جانچ کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ طلبہ کے بارے میں یہ فیصلہ کیا جائے گا کہ وہ اگلی کلاس میں جائیں گے یا انھیں اسی کلاس میں دوبارہ پڑھنے کی ضرورت ہے۔ سال میں دو یا تین مرتبہ منعقد ہونے والی اس تکمیلی جانچ کے مجموعی ماحصل کی بنیاد پر فیصلہ کیا جاتا ہے۔ اس جانچ کی کارکردگی طلبہ کے آگے کے راستے طے کرنے میں بھی معاون ثابت ہوتی ہے، یعنی دسویں یا بارہویں کے بعد وہ کس میدان میں قدم رکھیں گے۔

اس جانچ کی بنیاد پر اساتذہ اور تعلیمی ادارے یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ طلبہ نے نصاب اور سیکھنے کے اہداف کو کس حد تک حاصل کیا ہے اور اس کا اثر ان کی اگلی تعلیمی سطح پر بھی پڑتا ہے۔ اس طرح تکمیلی جانچ نہ صرف طلبہ کی موجودہ کارکردگی کا جائزہ لیتی ہے بلکہ ان کے

مستقبل کی تعلیمی سمت کو بھی واضح کرتی ہے۔اس جانچ کے عوض میں طلبہ کی گریڈنگ کی جاتی ہے۔انھیں سند سے نوازا جاتا ہے۔

3۔ تشخیصی جانچ (Diagnostic Evaluation)

تشخیصی جانچ میں آموزش کے دوران طلبہ کی کمزوریوں کی نشاندہی کی جاتی ہے تاکہ ان خامیوں کو دور کیا جا سکے۔اردو زبان کی تدریس میں تشخیصی جانچ کے ذریعے یہ معلوم کیا جاتا ہے کہ طلبہ کہاں اور کس طرح کی غلطیاں کر رہے ہیں، تاکہ تدریسی عمل میں مناسب اصلاحات کی جا سکیں۔اس جانچ میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ طلبہ املا میں کس طرح کی غلطیاں کر رہے ہیں اور کیا کچھ خاص الفاظ یا ہجے ہیں جن میں اکثر طلبہ غلطیاں کر رہے ہیں۔

اسی طرح جملے بنانے میں اور جملوں کی ساخت میں کس طرح کی کمی پائی جا رہی ہے، اس پر بھی توجہ دی جاتی ہے۔مثال کے طور پر، فعل کے استعمال میں طلبہ کو کہاں مشکلات پیش آ رہی ہیں یا گرامر میں کون سی غلطیاں کی جا رہی ہیں، یہ بھی اہم نکات ہیں جن کی تشخیص کی جاتی ہے۔اس قسم کی تشخیصی جانچ کا مقصد طلبہ کی کمزوریوں کو پہچاننا اور ان کی اصلاحی تدریس کے ذریعے آموزش کو بہتر بنانا ہوتا ہے۔

تشخیصی جانچ اس بات کی مدد کرتی ہے کہ تدریس میں کسی بھی قسم کی رکاوٹ کو فوری طور پر دور کیا جا سکے اور طلبہ کی سیکھنے کی صلاحیتوں میں بہتری لائی جا سکے۔اس کے ذریعے اساتذہ کو یہ پتا چلتا ہے کہ کس طالب علم کو کس موضوع پر مزید مدد کی ضرورت ہے اور کس قسم کی تدابیر اختیار کر کے ان کی سیکھنے کی مشکلات کو حل کیا جا سکتا ہے۔اس جانچ کا مقصد طلبہ کو ان کی کمزوریوں پر قابو پانے کے لیے مناسب معاونت فراہم کرنا اور تدریسی عمل کو زیادہ مؤثر بنانا ہوتا ہے۔

تدریس و آموزش میں اندازۂ قدر کی ان تین اقسام کے ذریعے طلبہ میں سیکھنے کی جانچ کی جاتی ہے۔تاہم یہ جانچ کسی ایک معیار پر ممکن نہیں۔اسی لیے اندازہ قدر کے مختلف درجات بھی ہیں۔ان درجات سے متعلق اگلی سطور میں گفتگو کی جائے گی۔مطالعے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ درجات عموماً تین طرح کے ہیں۔

1۔ خودحوالہ جاتی اندازۂ قدر (Referenced Evaluation-Self)

اس جانچ میں طلبہ کی موجودہ کارکردگی کا اندازہ اس کی سابقہ کارکردگی سے موازنہ کر کے لگایا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر طلبہ کی عبارت خوانی میں روانی کیسی ہے۔ ان کے تلفظ میں کس حد تک سدھار ہوا ہے۔ جملے بنانے سے پیرا گراف لکھنے تک میں وہ کتنے کامیاب ہوئے ہیں۔ طبع زاد عبارت لکھنے میں جملوں کی ساخت اور املا میں کس قسم کی تبدیلیاں آئی ہیں اور آموزش میں کتنا اضافہ ہوا ہے۔ ایک ہی موضوع پر یا مختلف موضوعات پر لکھے گئے پچھلے پیرا گراف کے مقابلے نئے پیرا گراف میں کتنی بہتری آئی ہے۔ نظم کی قرات میں آہنگ اور مناسب لب و لہجے میں پچھلے کے مقابلے تازہ نظم خوانی میں کیا خوبی پیدا ہوئی ہے۔ گویا طلبہ کے پچھلے ریکارڈ کے مقابلے میں نئے ریکارڈ میں جو بہتری آئی ہے اس کی جانچ خود حوالہ جاتی سطح کی جانچ کہلاتی ہے۔

2۔ معیاری حوالہ جاتی اندازۂ قدر (Criterion- referenced Evaluation)

اس سطح کی جانچ میں ایک خاص معیار کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔ گویا ایک معیار طے کر کے تمام طلبہ کا جائزہ لینا کہ کتنے اس معیار تک پہنچے ہیں۔ اس سطح پر یہ دیکھا جاتا ہے کہ مقررہ اور طے شدہ نصاب کے معیار تک طلبہ کی آموزش ہوئی ہے کہ نہیں۔ یہ پتہ لگایا جاتا ہے کہ اسباق کی مکمل تفہیم ہوئی کہ نہیں۔ ہر جماعت اور درجے کا ایک معیار ہے اور ہدف ہے۔ اس معیار اور ہدف تک طلبہ کی آموزش پہنچ پائی ہے کہ نہیں۔ اس قسم کا اندازہ عموماً ششماہی اور سالانہ امتحانات میں لیا جاتا ہے۔

3۔ عمومی حوالہ جاتی اندازۂ قدر (Non-referenced Evaluation)

اس جانچ میں طلبہ کا موازنہ ایک دوسرے سے کیا جاتا ہے۔ مثلاً کون سب سے اچھی نظم کی قرات کرتا ہے۔ کہانی کو کہانی کے انداز میں کون پڑھتا ہے۔ مضمون نویسی میں کون سب سے اچھا مضمون لکھتا ہے۔ بہترین تقریر کون کرتا ہے۔ مزید تمام طلبہ کا ایک دوسرے سے موازہ کیا جاتا ہے کہ کس میں کس طرح کی صلاحیت نمو پا رہی ہے۔

اس طرح دے دیکھا جائے تو اندازہ قدر کے یہ مختلف طریقے ہمارے اسکولوں میں رائج ہیں۔ تاہم ان طریقوں کو ہم دو زمروں میں بھی تقسیم کر سکتے ہیں۔ یعنی تقریری (منہ زبانی) اور تحریری اندازہ جانچ یا اندازہ قدر۔ دونوں طریقوں کی اہمیت اپنی اپنی جگہ

مسلم ہے اور دونوں طریقوں سے کام لیا جا رہا ہے۔

تقریری اندازہ قدر میں عبارت اور متن خوانی۔ مباحثہ، تقریریں، انٹرویو اور viva voce وغیرہ شامل ہیں۔ جبکہ تحریری اندازہ قدر میں مختلف طرح کے ٹیسٹ اور امتحانات منعقد کیے جاتے ہیں۔ جن میں موضوعی اور معروضی دونوں طریقہ سوالات کا استعمال کیا جاتا ہے۔ ان کی تفصیلات قدرے طویل ہیں جن سے صرف نظر کرتے ہوئے۔

خلاصہ کلام یہ کہ دیگر مضامین کی طرح اردو زبان و ادب کی تدریس میں بھی اندازہ قدر (Evaluation) کی اہمیت مسلم ہے۔ اردو کی تدریس کا مقصد نہ صرف زبان کی مہارتوں (سننا، بولنا، پڑھنا، لکھنا) کو فروغ دینا ہے بلکہ ادب کی گہرائی، ثقافت اور تاریخ سے طلبہ کو روشناس کرانا بھی ہے۔ اسکول کی سطح پر مختلف لسانی سرگرمیوں جیسے مکالمے، مباحثہ، تخلیقی تحریر اور تقریری مقابلے کے ذریعے طلبہ کی زبان دانی بہتر بنائی جاتی ہے۔ جدید دور میں ڈیجیٹل وسائل جیسے اسمارٹ کلاس رومز، آن لائن لیکچرز اور انٹرا یکٹو سرگرمیاں تدریسی عمل کو مؤثر بنا رہی ہیں۔ ان ذرائع سے طلبہ کی سیکھنے کی صلاحیتوں میں بہتری آتی ہے۔ اندازہ قدر کی عموماً تین قسمیں تشکیلی جانچ، تکمیلی جانچ اور تشخیصی جانچ ہیں۔ تشکیلی جانچ تدریس کے دوران پیش رفت کا جائزہ لیتی ہے، تکمیلی جانچ ششماہی یا سالانہ بنیاد پر کارکردگی کا احاطہ کرتی ہے، جبکہ تشخیصی جانچ طلبہ کی کمزوریوں کو پہچان کر انہیں دور کرنے کے لیے کی جاتی ہے۔ مزید برآں، جانچ کے درجات میں خود حوالہ جاتی، معیاری حوالہ جاتی اور عمومی حوالہ جاتی اندازے شامل ہیں۔ اردو تدریس میں مؤثر طریقوں اور جانچ کے متنوع طریقوں کے ذریعے نہ صرف زبان دانی بلکہ تنقیدی سوچ اور تخلیقی صلاحیتیں بھی پروان چڑھتی ہیں۔

ڈاکٹر سلمان فیصل
ٹی جی ٹی اردو، سروودیہ بال ودیالیہ
جھیل کھرنجہ گاندھی نگر، دہلی

ڈاکٹر فیضان شاہد

اعلیٰ ثانوی سطح کی اردو درسی کتابوں کا جائزہ

ہندوستان میں صوبائی سطح پر مختلف کتابیں اعلیٰ ثانوی درجات کے اردو کورس کے لیے نصاب میں شامل ہیں۔ لیکن یہاں مرکزی سطح پر نصاب میں شامل اردو کی کتابوں کا جائزہ مقصود ہے۔ مرکزی سطح پر اردو کی جو کتابیں اعلیٰ ثانوی درجات میں شامل ہیں، وہ ہندوستان کے مختلف صوبوں میں بھی شامل نصاب ہیں، ان میں بالخصوص مرکز کے زیرِانتظام ملک کی راجدھانی دہلی میں بھی یہی کتابیں شامل نصاب ہیں۔ ان کتابوں کی تحقیق اور تدوین اور نشر واشاعت کی ذمہ داری مرکزی حکومت نے اپنے ایک بہت بڑے ادارے این سی ای آر ٹی کے سپرد کی ہے۔ این سی ای آر ٹی ہندوستان کے مختلف زبانوں میں نصابی کتابیں تیار کرتا ہے۔ گویا یہ ادارہ اردو زبان وادب کے فروغ اور طلبہ کے شخصیت کی نشوونما میں اہم کردار ادا کرنے والا ایک اہم ادارہ ہے۔ این سی ای آر ٹی کتابوں کی اشاعت سے قبل یہ کوشش کرتا ہے کہ ان کتابوں میں نصابی مواد کو جدید تدریسی اصولوں کے مطابق ترتیب دے۔ جس سے طلبہ کی علمی ادبی وتخلیقی صلاحیتوں کو پروان چڑھایا جاسکے۔ چناں چہ وہ ان نصابی کتابوں کی ترتیب اور تدوین میں ماہرین کے تعاون، ورکشاپ اور ریسرچ کے ذریعے اپنے مقاصد کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرتا ہے۔ این سی ای آر ٹی ملک کی مختلف یونیورسٹیوں کے ماہرین اور پروفیسران کو ان کتابوں کی تیاری میں تعاون کے لیے بلاتا ہے۔ لیکن ان تمام کوششوں کے باوجود اس بات کا قوی امکان رہ جاتا ہے کہ تدریسی سطح پر ان اسباق میں کمیاں موجود ہوں۔ یہ کمیاں کبھی تو نفسیاتی سطح پر کبھی معیار اور انتخاب کی سطح پر تو کبھی مشق وممارست کی سطح پر دیکھنے کو مل جاتی ہیں۔ یہ ملک کا وہ واحد ادارہ ہے جہاں پر بدلتی ہوئی حکومت اور حکومت کی پالیسیوں کا سب سے زیادہ اثر دیکھنے کو ملتا ہے۔ چناچہ اس

کا اثر طلبہ اور درسی کتابوں پر سب سے زیادہ پڑتا ہے۔ دہلی گورنمنٹ کے اسکولوں میں اعلیٰ ثانوی سطح پر اردو کے دو کورس شامل نصاب ہیں۔ پہلا اردو الیکٹیو اور دوسرا اردو کور۔ یہ دونوں کتابیں این سی ای آر ٹی کے ذریعے تیار شدہ ہیں۔ اردو کور، اردو الیکٹیو کے مقابلے آسان ہے۔ 11 ویں اور 12 ویں دونوں میں دو کتابیں' نئی آواز 'اور دھنک شامل ہے۔ نئی آواز خاص کتاب ہے جب کہ دھنک معاون کتاب ہے۔

کتاب 'نئی آواز' دو حصوں پر مشتمل ہے پہلا حصہ نثر کا ہے اور دوسرا حصہ نظم پر مشتمل ہے۔ حصۂ نثر میں کل 14 اسباق شامل ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

خواجہ معین الدین چشتی (مضمون)
مسجد کا قیدی (انشائیہ) رشید احمد صدیقی
ہزاروں سال لمبی رات (افسانہ) رتن سنگھ
میاں نصر الدین (مضمون) کرشنا سوبتی
کولکتہ (مضمون)
خالہ نے خط لکھوایا (مزاحیہ مضمون) عبدالاحد خان تخلص بھوپالی
کھدر کا کفن (افسانہ) خواجہ احمد عباس
سچی زندگی روحانی خوشی (ترجمہ) سید عابد حسین
مغرور جوتا (انشائیہ) عبدالحلیم شرر
روبوٹ (مضمون)
صید ہوس (ڈرامہ) آغا حشر کاشمیری
اجنتا اور الورا (مضمون) سید مبارک الدین رفعت
جامن کا پیڑ (افسانہ) کرشن چندر
خان خاناں کی فیاضی (مضمون) محمد حسین آزاد

حصۂ نثر کے اسباق میں مضامین کی تعداد چھ ہے یعنی انشائیے تین، افسانے تین، ترجمہ اور ڈرامہ ایک ایک شامل ہیں۔ ان اسباق میں توازن کی کمی کا احساس ہوتا

ہے۔اساتذہ کوان اسباق کی تدریس کے وقت عدم توازن کا احساس ہوتا ہے۔ان کا ماننا ہے کہ مضامین چھ کے بجائے تین کیے جا سکتے ہیں اوران کی جگہ سوانح،خودنوشت، خاکہ یا خطوط کوشامل کیا جاتا تواس کا توازن مزید بہتر ہوتا اور طلبہ کے لیے زیادہ سودمند بھی۔

حصہ ٔنظم میں

غزل: کمر باندھے ہوئے۔۔۔۔۔انشاءاللہ انشاؔ

نظم: خواہش

لو پھر بسنت آئی (گیت)

دنیا میری بلا جانے: غزل۔فانیؔ بدایونی

کلجگ: نظم نظیرؔ اکبرآبادی

ترانہ ٔاردو: نظم علی سردارؔ جعفری

اس لحاظ سے ہم دیکھیں تو حصہ ٔنظم میں بھی کمی کا احساس ہوتا ہے۔ جہاں نثری اسباق 14 ہیں وہیں پر شعری اسباق صرف چھے ہیں۔نثری اسباق کو کم کر کے دو تین مزید شعری اسباق شامل کیے جاتے تو اس کتاب میں مزید بہتری ہوسکتی تھی۔

بارہویں کی سطح میں ’نئی آواز‘ میں حصہ ٔ نثر میں کل 12 اسباق ہیں جن میں میگھالے مضمون، دعوت انشائیہ، گاؤں کی لاج افسانہ، بے مثال گلوکارہ: لتا منگیشکر ترجمہ، جاپان (ستمبر کا چاند) سفرنامہ، چچا چکن نے خط لکھا: مزاحیہ مضمون، ذرا فون کرلوں انشائیہ، خط: مرزا غالب، بڑے بول کا سر نیچا افسانہ، پھول والوں کی سیر مضمون، آگرہ بازار ڈرامہ، ایک گدھے کی سرگزشت ناول ہے۔

حصہ ٔنظم میں صرف چار اسباق ہیں: رباعیات جگت موہن لال رواںؔ، پھول مالا نظم برج نارائن چکبستؔ، پرچھائیاں طویل نظم ساحرؔ لدھیانوی، اپنے گھر کا حال مثنوی میر تقی میرؔ، یہاں بھی حصہ نظم میں تشنگی کا احساس ہوتا ہے کم ازکم دو اسباق کا اوراضافہ کیا جانا چاہیے تھا۔

گیارہویں اور بارہویں کی معاون کتاب دھنک کا جائزہ لیا جائے تو گیارویں کی دھنک میں سبھی اسباق شاعری سے تعلق رکھتے ہیں جب کہ بارہویں کی دھنک میں تمام

اسباق نثر سے متعلق ہیں ان میں سے چند اسباق کو خاص کتاب 'نئی آواز' میں شامل کیا جاتا تو اور بہتر ہوتا۔

چونکہ ڈائریکٹریٹ آف ایجوکیشن، سی بی ایس ای کے نصاب کی پیروی کرتا ہے۔ سی بی ایس ای بورڈ کے امتحان میں دھنک سے کوئی سوال نہیں پوچھا جاتا ہے۔ لہٰذا طلبہ دھنک خریدتے ہی نہیں ہیں یا یہ دستیاب بھی نہیں ہو پاتی اور یہ کتاب عموماً نظر انداز ہو جاتی ہے۔ اگر دھنک کے اسباق بھی سوالات میں شامل کر لیے جائیں تو ان کے اسباق پڑھ کر طلبہ میں ضرور شعر و ادب کا ذوق و شوق پروان چڑھانے میں مدد ملے گی اور شعری اور نثری ادب کے مختلف اصناف سے روشناس ہونے کا زیادہ موقع فراہم ہوگا۔

یہ بات بھی درست ہے کہ اعلیٰ ثانوی درجات کی ان درسی کتابوں میں اردو ادب کی اہم اصناف اور بڑے ادیبوں کی تخلیقات کو شامل کیا گیا ہے جو طلبہ کی فکری سطح کو بلند کرتے ہیں اور جو سیاسی، سماجی، ثقافتی اور اخلاقی اقدار کی تربیت کو مدنظر رکھ کر منتخب کیے جاتے ہیں۔ اتنی ساری اصناف کا تنوع اپنی جگہ کیوں کہ طلبہ اتنی ساری چیزوں سے واقفیت حاصل کر پاتے ہیں اور ان کی تخلیقی اور ادبی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے میں معاونت ملتی ہے لیکن تنوع پر اس قدر زور دینے کی وجہ سے تدریسی نقطۂ نظر سے تفہیم کی، علم کی اور مہارت جیسے اصولوں میں احتمال کا اندیشہ رہتا ہے اور طلبہ اس چیز سے محروم رہ جاتے ہیں جو ایک استاد کی طرف سے ان کو ملنا چاہیے۔ نصاب میں بہت سارے مضامین ایسے ہیں جنھیں اپڈیٹ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور بہت سارے نئے موضوعات ہیں جن کو نصاب میں شامل کرنے کی ضرورت ہے۔ ظاہر ہے یہ کام این سی ای آر ٹی ہر سال نہیں کرتی ہے اور یہ ممکن بھی نہیں ہے لیکن نئی تعلیمی پالیسی کے تحت جو تبدیلیاں ہو رہی ہیں اُن سے یہ امید کی جا سکتی ہے کہ اب نئی کتابوں میں مضامین کے تنوع کے ساتھ اصناف پر بھی خصوصی توجہ دی جائے گی۔ نیز جدید موضوعات سائنس اور ٹیکنالوجی سے متعلق مضامین کو شامل کیا جائے گا۔ لیکن فی الحال اعلیٰ ثانوی سطح پر اس کی کمی محسوس کی جا رہی ہے۔

جدید عالمی ادب کے تراجم اور جدید اردو ادیبوں کی تخلیقات بھی شامل کی جا سکتی

ہیں۔اس پہلو سے بھی کم ازکم نئے نصاب کی تیاری میں غور کیا جا سکتا ہے۔اسی طرح ان کتابوں کی ترتیب وتدوین کے وقت ممکن ہے صرف انھیں ادبا وشعرا پر نظر گئی ہو جو معروف ہیں مگر ایسے بہت سارے شعرا کے کلام ہیں اور ایسی بہت ساری نثری اصناف اور تخلیقات ہیں جو موجودہ ادب اور سماج کی شاہ کار ہیں جو طلبہ کی دلچسپی میں اضافے کے ساتھ ساتھ ان کے ذوق کی آبیاری کر سکتی ہیں اور علم وادب کی آبیاری میں بھی معاون ہیں ان پر توجہ کی ضرورت ہے۔

اس کے علاوہ عملی سرگرمیوں میں بھی عصری تقاضوں کے مطابق تبدیلی کی ضرورت ہے۔نئی نئی تدریسی تکنیک آنے کے بعد اور ڈیجیٹل تکنیک کے تیزی سے فروغ پانے کے بعد ان تمام سرگرمیوں پر این سی ای آر ٹی کو نظر ثانی کی ضرورت ہے جو طلبہ کی سرگرمیوں میں اضافے کا سبب ہوں گی ان کی دلچسپی کو بڑھائیں گی اور انھیں جدید ذہن فراہم کریں گی اور سیکھنے سکھانے میں ان کو بہت زیادہ مدد ملے گی۔لیکن فی الحال طلبہ اور اساتذہ دونوں کے سامنے یہ مسئلہ برقرار ہے۔این سی ای آر ٹی نے تدریس کے طریقوں میں بہتری کے لیے اساتذہ کو اسباق کے آخر میں تھوڑی بہت رہنمائی کی ہے لیکن اُن کے استعمال سے نہ طلبہ میں کوئی خاطر خواہ فائدہ دیکھا گیا ہے نہ اساتذہ اس کو بہت مفید اور کارگر سمجھتے ہیں۔کیونکہ وہ تکنیک یا تو پرانی ہو چکی ہے یا وقت اور ماحول اور کمرۂ جماعت کے معیار کے حساب سے زیادہ مفید نہیں ہیں۔

اس بات کو مثبت طور پر دیکھا جا سکتا ہے کہ کتاب میں بڑے شعرا کی تخلیقات کو جگہ دینا طلبہ کے فکر و تخیل کی آزادی کو پروان چڑھانا مقصود ہوتا ہے مگر طلبہ کو اس بات کا احساس ضرور رہتا ہے کہ تدریس کے مشہور اصول آسانی سے مشکل کی جانب کے عمل کو کتاب کی تدوین اور ترتیب میں یکسر نظر انداز کر دیا گیا ہے۔کتاب میں یہ توازن کہیں بھی نہیں ملتا ہے۔یا تو مشکل اسباق پہلے آ گئے ہیں اور آسان بعد میں یا ایک آسان ہے تو اس کے فوراً بعد مشکل سبق ہے۔بہر حال استاد کو تدریس کے وقت اس بات کا خاص خیال رکھنا ہوتا ہے کہ کون سا سبق پہلے پڑھایا جائے اور کون سا بعد میں لیکن حکومت کی تعلیمی پالیسیوں کے

نقطۂ نظر سے یہ مجبوری ہوتی ہے کہ ان ہی اسباق کو پڑھایا جائے جنھیں معینہ تاریخوں میں مکمل کرنے کی ہدایت دی گئی ہے۔

ان کتابوں میں پرانے ادیبوں کی کہانیوں کو شامل کرنا ضروری ہے۔ ہم ان کو سرے سے نظر انداز نہیں کر سکتے کیوں کہ وہ ہماری روایت کا حصہ اور ہماری قدروں کی امین ہیں اور ان ادیبوں کی کہانیوں سے طلبہ کو سماجی مسائل کے بارے میں آگاہی ہوتی ہے مگر وقت اور زمانے کے حساب سے اور حالات میں تبدیلیوں کی وجہ سے ان کہانیوں سے بھرپور انداز میں فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا ہے۔ اس لیے ضروریات اور حالات کا تقاضا ہے کہ جدید طرز پر لکھی گئی کہانیوں کو بھی این سی ای آر ٹی اپنے اعلیٰ ثانوی سطح کے نصاب میں شامل کرے۔

بہت سارے ایسے اسباق ہیں جو خالص مذہبی ہیں اور جو اقدار کو فروغ دیتے ہیں لیکن تربیتی نقطۂ نظر سے اگر دیکھا جائے تو یہ اسباق درجہ ہشتم سے پہلے پہلے شامل نصاب ہونے تھے لیکن ان کو این سی ای آر ٹی نے اعلیٰ ثانوی درجات میں شامل کر دیا ہے حالانکہ اس مرحلے میں زبان کی سطح تک تو بات مناسب ہے لیکن تمام پہلوؤں سے اگر دیکھا جائے تو ان اسباق کو شامل کرنا اس سطح پر بہت زیادہ مناسب نہ ہوگا۔

اعلیٰ ثانوی سطح اگر اصناف کی تقسیم درجے کی مناسبت سے رکھی جائے تو طلبہ کی سمجھ اصناف کے تعلق سے بہتر ہوگی۔ ثانوی درجات کی سطح تک اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے مثلاً حمد، نظم، غزلیں اور دوہے وغیرہ ترتیب وار قرینے سے شامل نصاب ہیں اسی طرح نثر میں بھی کہانیاں، حکایات اور مضامین کو شامل کیا گیا ہے لیکن اعلیٰ ثانوی سطح پر آتے ہی طلبہ کو ان تمام اصناف سے بیک وقت متعارف کرانا طلبہ کو الجھن میں ڈالتا ہے۔ کیونکہ طلبہ کے ساتھ اپنے دوسرے مسائل ہیں ان کو سائنس، کامرس اور دوسرے مضامین کو بھی دیکھنا ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ اردو زبان و ادب پر خصوصی توجہ نہیں دے پاتے اور نصاب میں استاد کو شکایت رہ جاتی ہے۔ این سی ای آر ٹی پورے نصاب میں کلاسکی اور جدید ادب کی شمولیت کو اس طور سے شامل کرنے کی کوشش کرتی ہے کہ مختلف ادوار کے حالات کو جوڑ کر طلبہ ادب کو سمجھ پائیں اور انہیں زبان و ادب میں دلچسپی پیدا ہو جائے تاہم مواد کی تکرار اور روایتی مواد

کی شمولیت انہیں جدید دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ نہیں ہونے دیتی اور اسباق کے تدریسی مقاصد کی تکمیل نہیں ہو پاتی۔ جیسے پھول والوں کی سیر کو طلبہ نچلے درجات میں پڑھ چکے ہیں لیکن دہلی کی ٹکسالی زبان کے نام پر پھر سے اسی سبق کو شامل کرنا طلبہ میں اکتاہت اور درجے میں غیر سنجیدگی کا ماحول پیدا کرتا ہے۔ تمام اسباق میں توازن کی سخت کمی محسوس ہوتی ہے۔ مثلاً 'پرچھائیاں' ساحرؔ لدھیانوی کی طویل نظم کے تحت آئی ہوئی نظم ہے مگر اس میں تسلسل کی کمی صاف نظر آئے گی اس لیے کی نظم کے کچھ مصرعے چھوڑ دیے گئے ہیں۔ زبان کی ثقالت طلبہ کو بوجھل کرتی ہے معیار، دلچسپی اور تواتر کا خیال کرتے ہوئے دوسری بہت ساری نظمیں شامل کی جاسکتی تھیں۔ یہ نظم دس صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کی طوالت کا تدریسی نقطۂ نظر سے اندازہ لگایا جائے تو بہت ساری دشواریاں پیش آتی ہیں مثلاً بار بار ایک ہی سبق کا اعادہ، کئی دنوں تک ایک ہی سبق میں الجھے رہنا ثقیل اور بھاری بھرکم الفاظ اور زبان کے استعمال سے طلبہ کے چہرے پر آنے والی پریشانیوں کا استاد بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے۔

اسی طرح کہانیوں اور افسانوں کو شامل کرنا سماجی مسائل سے واقفیت میں معاون ہے مگر ایک گدھے کی سرگزشت جیسے دلچسپ ناول کو جو 165 صفحات پر مشتمل ہے۔ اختصار کی وجہ سے صرف 22 صفحات پر منتقل کر دیا گیا ہے جو طلبہ میں دلچسپی تو پیدا کر سکتا ہے لیکن ناول کا حسن مجروح ہوتا ہے۔ این سی ای آر ٹی نے اعلیٰ ثانوی درجات کی کتابوں میں کسی بھی صنف میں سے کوئی چیز پیش کرنے سے پہلے اس صنف کا اختصار کے ساتھ تعارف پیش کیا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ مزید معاون کتابیں بھی پڑھنے کی ہدایات ہیں جیسے اس کی مشہور کتاب اردو کی ادبی اصناف جو طلبہ کے نصاب میں شامل ہے لیکن ایک بار پھر ان کی اس کتاب میں نثری اور شعری اصناف کے تحت تمام اصناف کا ذکر طلبہ کو نفسیاتی کشمکش میں ڈالتا ہے۔ اگرچہ یہ کتاب ثانوی اور اعلی ثانوی درجات کے طلبہ کے لیے معاون درسی کتاب کی حیثیت رکھتی ہے۔ تاہم طلبہ امتحان کی تیاری میں خود کو بوجھل محسوس نہ کریں اس لیے نصاب کو کم سے کم مگر عمدہ، جامع اور تکرار سے پاک کرنے کی ضرورت ہے۔

این سی ای آر ٹی نے اردو قواعد اور انشا کے نام پر ایک اور معاون درسی کتاب شامل کی ہے جس میں نثری اور شعری اصناف کا ذکر کر کے پھر وہی باتیں ہیں جو اردو کی ادبی اصناف میں مذکور ہیں۔ ہاں انشا نگاری کے تحت مضمون نویسی، خطوط نویسی، خبر نویسی، اشتہار نویسی کا ذکر ہے۔ جب کہ ثانوی درجات میں طلبہ اس فن کو سیکھ چکے ہوتے ہیں۔ یہاں اس سطح پر مشق کے طور پر اسباق میں شامل کیا جا سکتا ہے اور عملی کام کے ذریعے طلبہ میں مہارت پیدا کی جا سکتی ہے مگر اس کو ایک اور کتاب میں متعارف کرانا اور طلبہ کے نصاب میں اس کو شامل کرنا یہ طلبہ کے نقطۂ نظر سے گرانی کا سبب ہے۔ اسی طرح سے کرشن چندر کا افسانہ جامن کا پیڑ افسانہ کم انشائیہ زیادہ لگتا ہے اور اپنی طوالت اور افسانے میں شامل اجزائے ترکیبی کے حساب سے طلبہ کو باندھنے میں اور دلچسپی کو فروغ دینے میں کسی حد تک ناکام ثابت ہوتا ہے۔ اس پر بھی غور کرنے ضرورت ہے۔

اگر زبان کی سطح پر دیکھیں تو این سی ای آر ٹی کی اعلیٰ ثانوی درجے کی کتابوں میں استعمال کی جانے والی زبان وہی ہے جو ان ادبا اور شعرا نے استعمال کی ہے۔ زبان معیاری سلیس اور طلبہ کی سمجھ کے عین موافق ہے۔ اصطلاحات اور محاورات جملے اور ان کی ساخت اس طور سے استعمال کیے گئے ہیں کہ طلبہ کے ذخیرۂ الفاظ میں اضافے کا باعث ہیں۔

ان کتابوں میں شامل مشقیں، سوالات، سرگرمیاں، قواعد، اصطلاحات مناسب ہیں جو طلبہ کی تخلیقی صلاحیتوں کو پروان چڑھانے والی ہیں۔ تاہم بہت سارے ایسے اسباق ہیں جن میں ان کی کمی کا احساس ہوتا ہے کچھ کتابوں میں صرف سوالات پر اکتفا کیا گیا ہے جیسے گیارہویں اور بارہویں جماعت کی 'دھنک' میں۔

طلبہ میں تحریری صلاحیتوں کے فروغ کے لیے مشقوں میں تنوع پیدا کیا گیا ہے اور مضمون نویسی، مختصر سوالات، تشریحی سوالات، مکالمہ نویسی جیسی چیزوں کو شامل کیا گیا ہے جو طلبہ میں تحریری اور زبانی مہارتوں میں اضافے کا باعث ہیں۔ کچھ مشقیں قدیم انداز کی ہیں جہاں عصری موضوعات کے ساتھ ان مشقوں پر بھی توجہ دینے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

این سی ای آر ٹی کی اردو کی کتابوں میں ہندوستانی ثقافت اور مختلف سماجی مسائل

پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے ان کتابوں میں اردو کے مختلف ادیبوں کی تخلیقات کے ذریعے قومی یکجہتی، محبت، انسانیت اور بھائی چارے کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس سے طلبہ کے اندر ملک سے محبت انسانوں سے ہمدردی اور قومی یکجہتی کے جذبہ کو فروغ ملے گا۔ جوان کی شخصیت اور ملک کی عظمت کے لیے انتہائی مثبت اور معاون ہے۔ اس کے علاوہ ملک کی مختلف ثقافتوں اور ریاستوں کے ادب سے بھی طلبہ کو آگاہ کیا گیا ہے تا کہ ان کے علم میں اضافے کے ساتھ قومیت کے جذبے کو پروان چڑھانے میں مدد ملے۔

اعلیٰ ثانوی سطح پر این سی ای آر ٹی کی اردو کتابوں میں شامل اسباق نہ صرف ادب کی کلاسیکی اور جدید روایتوں سے طلبہ کو آگاہ کرتے ہیں بلکہ انہیں اپنی مادری زبان میں تخلیقی اظہار کی ترغیب بھی دیتے ہیں۔ ممکن ہے کچھ طلبہ کے لیے ان کتابوں کے مواد بہت زیادہ روایتی اور قدیم ہو سکتے ہوں لیکن اب تک انہیں کتابوں نے ایک بہت بڑی نسل کی آبیاری کی ہے۔ اگر چہ ان کتابوں میں تدریسی حکمت عملیوں کی کمی محسوس ہوتی ہے جو اساتذہ کو جدید تدریسی تکنیکوں کو اپنانے کی طرف راغب کرتی ہے۔ عملی سرگرمیوں اور ڈرامہ نگاری کی مشقوں کو جدید تدریسی تکنیکوں سے بہتر اور دلچسپ بنایا جا سکتا ہے۔

نصاب میں شامل مضامین کے ذریعے ادبی تحریکات اور ان کے اثرات کو دیکھا جا سکتا ہے۔ مختلف قدیم و جدید ادبا کی کہکشاں سجانے کی کوشش کی گئی ہے۔ کتابوں میں بصری آموزش کو بہتر بنانے کے لیے مزید تصاویر اور جدید تکنیک کا سہارا لیا جا سکتا تھا۔

نصابی ترتیب میں بعض جگہ مواد کے تسلسل کا فقدان محسوس ہوتا ہے جو کتاب کے تعلیمی بہاؤ کو متاثر کرتا ہے۔ یہ چیز گیارہویں جماعت کی دھنک میں زیادہ شدت کے ساتھ محسوس کی جا سکتی ہے۔

ان تمام کتابوں کے مطالعہ سے محسوس ہوتا ہے کہ تصاویر اور گرافکس کے محدود استعمال کو بڑھایا جا سکتا تھا جس طرح جدید تدریسی کتابوں میں تصویری اور بصری مواد کو بڑھا کر کتاب میں دلچسپی اور بہتری پیدا کی گئی ہے۔ کتاب میں شامل انشائیے اور طنز و مزاح اردو نثر کے مختلف اسالیب کو سمجھانے میں طلبہ کی مدد کرتے ہیں۔ نصاب میں شامل خاکے

شخصیات کے کردار کو سمجھنے، انسانی صفات کو دلچسپ انداز میں پیش کرنے اور ایک نئی صنف سے طلبہ کو روشناس کرانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

الغرض یہ کتابیں طلبہ کو ادبی ورثے سے روشناس کرانے لکھنے پڑھنے کی مہارت پیدا کرنے، اخلاقی اور سماجی اقدار کو فروغ دینے میں انتہائی معاون رہی ہیں اور اپنی مختلف کمیوں کے باوجود بہت ساری صفات کی حامل ہیں اور عرصے سے یہی کتابیں طلبہ کی آبیاری کرتی آ رہی ہیں۔

گورنمنٹ بوائز سینئر سکنڈری اسکول
جوگا بائی، نیو فرینڈس کالونی
نئی دہلی۔

ڈاکٹر محمد عارف

ثانوی سطح کی اردو درسی کتابوں کا جائزہ

ثانوی درجات سے مراد نویں اور دسویں جماعت ہے۔انگریزی میں اسے ہم Secondary Classes کے نام سے جانتے ہیں۔قبل اس کے کہ مزید کچھ بیان کیا جائے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ نئی تعلیمی پالیسی کے تحت ان درجات کو کن زمروں میں رکھا گیا ہے اس پر تھوڑی سے گفتگو کر لینا بہتر ہوگا۔این ای پی 2020 کے تحت اسکولی سطح کی تعلیم کو چار حصوں میں منقسم کیا گیا ہے جو 4+3+3+5 پر مبنی ہے۔ان مختلف سطحوں اور مرحلوں میں بالترتیب 3 تا 8 برس، 8 تا 11 برس، 11 تا 14 برس اور 14 تا 18 برس کے طلبہ شمار کیے جاتے ہیں۔اس میں بنیادی مرحلہ (جس میں دو حصے ہیں یعنی آنگن واڑی اور اسکول شروع ہونے سے پہلے تک کی تعلیم اس کے لیے 3 برس + کلاس I اور II یعنی پرائمری اسکول کے لیے 2 برس، ان دونوں مرحلوں میں طالب علم کی عمر تین سے آٹھ برس ہوگی)۔ مڈل مرحلہ (کلاس 6 تا 8 جس میں طلبہ کی عمر 11 تا 14 سال ہوگی) اور ثانوی مرحلہ (کلاس 9 تا 12 جس کے دو پہلو ہیں یعنی پہلے میں 9 ویں اور 10 ویں اور دوسرے میں 11 ویں اور 12 ویں کلاس، اس میں طالب علم کی عمر 14 سے 18 سال کی ہوگی)۔اس ضمن میں این سی ای آر ٹی کی کتابوں کو مرکزی مقام حاصل ہے جب کہ ریاستی سطح پر بھی بہت سی کتابیں شاملِ نصاب ہیں جو ریاستی بورڈ کے ذریعے تیار کی جاتی ہیں۔ میں نے مرکزی حیثیت کی حامل کتابوں یعنی این سی ای آر ٹی کی کتابوں کو بنیاد بنایا ہے۔ کیوں کہ سی بی ایس سی بورڈ کے تحت یہی کتابیں زیادہ پڑھائی جاتی ہیں۔ جو ادارہ ان کتابوں کو تیار کرتا ہے وہ این سی ای آر ٹی ہے اور این سی ای آر ٹی ہی ان کی معاون کتابیں بھی تیار کرتی ہے۔

کتابوں کی فہرست: نویں اور دسویں جماعت میں بالترتیب نوائے اردو، جان پہچان، دور پاس، گلزار اردو اور سب رنگ کتابیں شامل ہیں۔ مذکورہ کتابیں سہ لسانی فارمولے پر مشتمل

ہیں یعنی مادری زبان کی حیثیت سے پہلی زبان، ریاستی سطح پر بولی جانے والی زبان کو دوسری زبان اور تیسری زبان پڑھنے والوں کے لیے تیسری زبان کی حیثیت سے اختیاری بنایا گیا۔ اس بات کی وضاحت مناسب ہے کہ تیسری زبان کی تعلیم کا آغاز ساتویں جماعت سے کیا گیا۔اس اعتبار سے نویں میں پڑھائی جانے والی کتاب 'دور پاس' اس سلسلے کی تیسری کتاب ہوئی اور دسویں میں پڑھائی جانے والی 'دور پاس' چوتھی کتاب ہوئی۔

جائزہ: پہلی زبان کی حیثیت سے نویں جماعت کی 'نوائے اردو' نثر اور نظم دو حصوں پر مشتمل ہے جس میں دو انشایئے سرسید احمد خاں کا 'گزرا ہوا زمانہ' اور رشید احمد صدیقی کا 'چارپائی' ہیں۔افسانے میں منشی پریم چند کا 'جج اکبر' اور صالحہ عابد حسین کا 'مگر وہ ٹوٹ گئی'، مختصر مضمون میں عبدالحلیم شرر کا 'دیہات کی زندگی'، مرزا فرحت اللہ بیگ کا 'نذیر احمد کی کہانی کچھ میری اور کچھ ان کی زبانی' خواجہ غلام السیّدین کا 'جینے کا سلیقہ' اور این سی آر ٹی کی تیار کردہ 'انفارمیشن ٹیکنالوجی' پر ایک مضمون ہے۔آخر میں شوکت تھانوی کا ڈراما 'خدا حافظ' شامل ہے۔حصہ نظم میں ولؔی دکنی، میر تقی میرؔ، مرزا غالبؔ، حسرتؔ موہانی، فراقؔ گورکھپوری، مجروحؔ سلطان پوری کی غزلیں اور الطاف حسین حالؔی، چکبستؔ لکھنوی، محمد اقبالؔ، فیض احمد فیضؔ کی نظمیں اور میراجی کا گیت ''سکھ کی تان''، اور قطعات میں وحید الدین سلیم کا قطعہ 'دعوتِ انقلاب''، اختر انصاری کا 'امکانات، آرزو، شبِ پُر بہار اور مثنوی میں میر حسن کی 'داستان شہزادے کے غائب ہونے کی' شامل ہیں۔اس طرح نو اسباق نثر کے اور سولہ اسباق شاعری کے ہیں۔ان اسباق کی سب سے بڑی خاصیت یہ ہے کہ سبق کے آغاز میں ہی اصناف کا تعارف دے دیا گیا ہے تاکہ طالب علموں کو سبق سمجھنے میں آسانی ہو لیکن تعارفی حصہ اطمینان بخش نہیں ہے۔مثال کے طور پر پہلا سبق انشائیہ کا ہے جس میں انشائیہ کی نہ تو کوئی تعریف بیان کی گئی ہے اور نہ ہی اس کی وجہ تسمیہ۔تعارف اس طرح کروایا گیا ہے:

> 'انگریزی میں انشائیہ اور مضمون دونوں کے لیے Essay کی اصطلاح رائج ہے۔ انشائیہ ادیب کی ذہنی رَو اور ادبی اسلوب کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ انشائیہ نگار زندگی کی عام یا خاص بات یا

کیفیت کو اپنی افتادِ طبع، علمیت اور شگفتہ نگاری سے پُر لطف انداز
میں بیان کر دیتا ہے۔ ابتدا میں تمثیلی انشایئے بھی لکھے گئے۔
انھیں رمزیے (Allegory) کہا جاتا ہے۔ ان کی بہترین مثال
محمد حسین آزاد کی کتاب 'نیرنگ خیال' ہے۔'

یہاں انشائیہ اور مضمون کو ایک ہی صنف کے طور پر بیان کر دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ 'تمثیلی انشایئے' اور 'رمزیے' کی اصطلاح تحریر میں اور پیچیدگی پیدا کر دیتی ہے۔ اس کے علاوہ محمد حسین آزاد کی کتاب 'نیرنگ خیال' کو مثال کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نیرنگ خیال جیسی کتاب کو معلم کہاں تلاش کرے گا چہ جائے کہ اس کی ورق گردانی کرے اور اسے سمجھنے کی کوشش کرے۔ محض آٹھ سطروں پر مشتمل تعارف اور مشہور انشائیہ نگاروں کی فہرست کس درجہ مبہم اور آدھی ادھوری معلوم ہوتی ہے۔ اس بات کا مشاہدہ آپ بخوبی کر سکتے ہیں۔ سر سید احمد خاں کے تعارف میں صرف ان کے سوانحی کوائف اور کارناموں کا ذکر کیا گیا ہے جب کہ ہونا یہ چاہیے تھا کہ انھیں ایک انشائیہ نگار بتایا جاتا، ان کے اسلوب اور انشائیوں کا ذکر کیا جاتا مگر اس کا ذکر کہیں نہیں ملتا۔ میں مزید یہ کہنا چاہوں گا کہ اس کتاب میں انشایئے کا بہترین نمونہ پیش کیا جاتا تو زیادہ بہتر ہوتا۔ یعنی محمد حسین آزاد یا نیاز فتح پوری وغیرہ کے انشایئے پیش کیے جاتے جنھیں اس صنف میں کامل دستگاہ حاصل ہے۔ انشایئے کا دوسرا سبق اس لیے قابل تعریف ہے کیوں کہ اس میں رشید احمد صدیقی کے انشایئے پر روشنی ڈالی گئی ہے اور ان کے انشائیوں کی نشان دہی کی گئی ہے۔

افسانہ نگاری کی تعریف میں بھی کم و بیش یہی کمیاں موجود ہیں۔ یعنی افسانے کی تعریف بیان کرتے ہوئے یہ لکھا گیا ہے کہ 'مختلف نقادوں نے افسانے کی مختلف تعریفیں بیان کی ہیں۔ ایک نقاد نے کہا ہے کہ افسانہ ایسی نثری کہانی ہے جو ایک ہی نشست میں پڑھی جا سکے۔ ایک اور نقاد کا قول ہے کہ افسانے میں بنیادی چیز وحدتِ تاثر ہے۔'' ان چند سطروں میں افسانے کی تعریف درست نہیں معلوم ہوتی ہاں اگر اس کی کوئی ایک اور ٹھوس تعریف بیان کی جاتی تو زیادہ بہتر ہوتا۔ جہاں تک منشی پریم چند کا افسانہ 'حج اکبر' کا سوال

ہے تو اس کی زبان اور اسلوب بہت پیچیدہ ہیں نویں جماعت کے طلبہ کے معیار سے بہت بلند ہے۔ مجھے لگتا ہے کہ اساتذہ کے لیے اس کی تفہیم مشکل ہے چہ جائے کہ طلبہ اسے سمجھ سکیں۔ دو کنجڑنوں کی زبان کے متعلق پریم چند نے لکھا ہے کہ:

’وہاں دو کنجڑنوں میں بڑے جوش وخروش سے مناظرہ تھا۔ ان کا مصور طرز ادا، ان کا اشتعال انگیز استدلال، ان کی متشکل تضحیک، ان کی روشن شہادتیں اور منور روایتیں، ان کی تعریض اور تردید بے مثال تھیں۔ زہر کے دو دریا تھے یا دو شعلے جو دونوں طرف سے اُمڈ کر باہم گتھ گئے تھے۔ کیا روانیِ زبان تھی! گویا کوزے میں دریا بھرا ہو۔ ان کا جوشِ اظہار ایک دوسرے کے بیانات کو سننے کی اجازت نہ دیتا تھا۔ ان کے الفاظ کی ایسی رنگینی، تخیل کی ایسی نوعیت، اسلوب کی ایسی جدت، مضامین کی ایسی آمد، تشبیہات کی ایسی موزونیت اور فکر کی ایسی پرواز پر ایسا کون سا شاعر ہے جو رشک نہ کرتا۔ صفت یہ تھی کی اس مباحثہ میں تلخی یا دلآویزی کا شائبہ بھی نہ تھا۔‘

اسلوب پر نظر ڈالیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی انشائیہ پڑھ رہے ہیں۔ اس طرح کے بہت سے جملے ہیں جو طلبہ کے لیے غیر مناسب معلوم ہوتے ہیں۔ ہاں کوئی ایسا افسانہ ہوتا جس میں کوئی بھاری بھرکم بات کہی گئی ہوتی یا پھر زبان و بیان کی پیچیدگی سے پاک ہوتا۔ عملی مشق محض سوال و جواب تک محدود ہے۔ مزید یہ کہ اس میں محاوروں کی تفہیم پر کوئی مشق ہونی چاہیے، متضاد، مترادف، یا مرکب الفاظ ضرور ہونے چاہیے تھے۔ ’مگر وہ ٹوٹ گئی‘ عمدہ افسانہ ہے مگر جن طلبہ کے لیے اسے منتخب کیا گیا ہے وہ ابھی اس تجربے سے نامانوس ہیں۔ اس میں لڑکیوں پر مظالم کی داستان بیان کی گئی ہے اور غیر ذامہ دار مردوں پر طنز ہے۔ صالحہ عابد حسین کی یہ کہانی اس زمانے میں لکھی گئی جس زمانے میں تعلیم یافتہ لڑکیاں ظلم سہنے کے باوجود خاموش رہتی تھیں جب کہ آج کی عورتیں ہر اعتبار سے بیدار ہو چکی ہیں وہ

شوہر کے گھناؤنے عمل سے خاموش نہیں بیٹھتیں۔مضامین میں جو چار مضمون شامل ہیں وہ واقعی بہت اچھے ہیں مگر جہاں مضمون بحیثیت صنف، تعارف کرایا گیا ہے اس میں اس کی ابتدا سرسید احمد خاں سے بتائی گئی ہے۔بہتر یہ ہوتا کہ اس میں سرسید احمد خاں کا کوئی مضمون شامل ہوتا تو یہ طلبہ کی معلومات میں مزید اضافہ کرتا۔'انفارمیشن ٹیکنالوجی' کے عنوان سے جو مضمون ہے وہ نام سے تو بہت اچھا معلوم ہوتا ہے مگر اس میں جو معلومات فراہم کی گئی ہیں دنیا اس سے بہت آ گئے نکل چکی ہے۔اس میں صرف کمپیوٹر، انٹرنیٹ، ای میل اور ٹیلی ویژن کا ہی ذکر کیا گیا ہے جب کہ موبائل اور سوشل میڈیا نے دنیا کو نہ صرف ایک گاؤں بنادیا ہے بلکہ ایک مٹھی میں قید کر دیا ہے۔ڈراما 'خدا حافظ' میں زوال آمادہ تہذیب اور نوابین اودھ کی معاشرتی زندگی کی ایک جھلک پیش کی گئی ہے۔اس کے علاوہ جن توہمات کا ذکر کیا گیا ہے وہ سب اب بے وقعت ہو گئے ہیں ان کی اب کوئی اہمیت نہیں رہ گئی ہے۔مثلاً سفر پر جانے سے قبل اگر چھینک آ جائے یا بلی راستہ کاٹ جائے تو اسے برا شگون سمجھا جاتا تھا۔یہ اور اس طرح کی توہمات ہماری قدیم تہذیبی وسماجی زندگی میں کافی اہمیت رکھتی تھیں تاہم آج ہم اس میں اتنی کشش محسوس نہیں کرتے۔

شاعری میں ولیؔ ، میر تقی میرؔ، مرزا غالبؔ، حسرتؔ موہانی، فراقؔ گورکھپوری، مجروحؔ سلطان پوری کی غزلیں شامل ہیں۔اس میں ہر عہد کے ایک شاعر کی ایک ایک غزل شامل ہے۔اس سے طلبہ ہر عہد کے شعری اسلوب سے واقف ہو جائیں گے اس کے علاوہ شعرا کا تعارف بھی بہت عمدہ ہے۔لیکن جس جانب توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ مشق میں الفاظ معنی کے بعد غور کرنے کی بات، سوال جواب اور عملی کام ہی ہیں۔اگر مزید مشقوں کا اہتمام کیا جاتا تو اشعار کی تفہیم اور اچھے ڈھنگ سے ہو جاتی۔نظموں کے متعلق ہم بڑے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ اس کی تعریف جیسی ہونی چاہیے تھی بالکل اسی طرح ہے۔ نویں جماعت کے طلبہ کے لیے تصور (Concept) کی وضاحت عمدہ طریقے سے کی گئی ہے۔ایک اقتباس سے اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ:

"نظم کے معنی انتظام، ترتیب یا آرائش کے ہیں۔ عام اور وسیع

مفہوم میں یہ لفظ نثر کے مدِّ مقابل کے طور پر استعمال ہوتا ہے اوراس سے مراد پوری شاعری ہوتی ہے۔اصطلاحی معنوں میں غزل کے علاوہ تمام شاعری کونظم کہتے ہیں۔عام طور پرنظم کا ایک مرکزی خیال ہوتا ہے جس کے گرد پوری نظم کا تانا بانا بنا جاتا ہے۔خیال کا تدریجی ارتقا بھی نظم کی ایک اہم خصوصیت بتایا گیا ہے۔نظم کے لیے نہ تو ہیئت کی کوئی قید ہےاور نہ موضوعات کی۔'

اس میں نظم کے بنیادی پہلوؤں کی وضاحت کی گئی ہے۔اس میں الطاف حسین حالؔی کی 'تعلیم سے بے توجہی کا نتیجہ'، چکبستؔ لکھنوی کی 'رامائن کا ایک سین'، علامہ اقبالؔ کی 'ایک آرزو'، فیضؔ احمد فیضؔ کی 'بول' اور میراؔجی کا ایک گیت 'سکھ کی تان' شامل ہیں۔جس طرح غزلوں میں مختلف ادوار کا احاطہ کیا گیا ہےاسی طرح نظموں میں بھی اس کا اہتمام کیا گیا ہے۔لیکن ابتدائی نظم نگار یعنی نظیر اکبر آبادی اور اکبر الہ آبادی میں سے کسی ایک کی نظم ضروری ہونی چاہیے تھی۔قطعہ بند اشعار میں قطعہ کا موازنہ رباعی سے کروایا گیا ہے لیکن اس میں قطعہ کے بجائے رباعی کی وضاحت زیادہ ہے۔صرف یہ کہہ دیا گیا ہے کہ:

'قطعہ کی شرط یہ ہے کہ اس میں مطلع نہیں ہوتا، یعنی اس کے پہلے دونوں مصرعے ہم قافیہ نہیں ہوتے۔قطعہ کلاسیکی شاعروں کے یہاں عموماً غزل کے اشعار میں ملتا ہے۔قطعہ بند اشعار غزل کے اندر دو بھی ہو سکتے ہیں اور دو سے زائد بھی'

اس میں یہ وضاحت نہیں کی گئی ہے کی قطعہ کے اشعار کی تعداد متعین نہیں ہیں۔ اس کے اشعار چار سے چار سو تک بھی ہو سکتے ہیں۔اس جملے سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس سے طلبہ کے ذہن میں کتنی الجھن پیدا ہو سکتی ہے۔لیکن جن شعرا کے قطعات کو شامل کیا گیا ہے ان کے اشعار کی تعداد چار سے زیادہ ہے۔مثلاً وحید الدین سلیم کا قطعہ 'دعوتِ انقلاب' میں پانچ اشعار ہیں اور اختر انصاری کا امکانات، آرزو، شبِ پرنور وغیرہ چار چار اشعار کے ہیں۔آخری سبق میر غلام حسن کی مثنوی 'داستان شہزادے کے غائب ہونے کی'

ہے۔اس میں مثنوی کی نہ تو لفظی تعریف بیان کی گئی ہے اور نہ ہی اس کا اصطلاحی مفہوم بیان کیا گیا ہے۔بس یہ لکھا ہے کہ 'مثنوی' مسلسل اشعار کے ایسے مجموعے کو کہتے ہیں جس میں ہر شعر کے دونوں مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں اور ہر شعر کا قافیہ الگ الگ ہوتا ہے'اس کے بعد مشہور مثنوی نگاروں کی مثنویوں کا ذکر کیا گیا ہے جو طلبہ کی معلومات میں اضافہ کرتے ہیں۔ اس طرح کتاب نوائے اردو مکمل ہوتی ہے۔ مذکورہ تمام اسباق میں تمام ہی مشقیں ایک جیسی ہیں نہ تو ان میں انفرادیت ہے اور نہ ہی کوئی تنوع۔قواعد کا تو کہیں نام ونشان نہیں جب کہ پہلی زبان کے طور پر پڑھائی جانے والی اس کتاب میں قواعد کا اچھا خاصا حصہ ہونا چاہیے۔

جان پہچان: اس کتاب میں کل بائیس اسباق ہیں جن میں پانچ نظمیں، ایک گیت اور ایک دوہا، چار کہانی، ایک انشائیہ، ایک ڈراما اور نو مضامین شامل ہیں۔ میں صرف ان اسباق کی نشان دہی کرنا چاہوں گا جو طلبہ کے معیار کے نہیں ہیں مثلاً 'بہادر شاہ کا ہاتھی' اسے مضمون کے زمرے میں رکھا گیا ہے جب کہ یہ ایک داستان ہے۔سبق میں کوئی ایسی بات نہیں جسے طلبہ کو پڑھایا جائے اس میں اصناف کا کوئی تعارف نہیں دیا گیا ہے۔تنہا پڑھنے میں تو یہ سبق بہت اچھا لگتا ہے لیکن جب طلبہ کو کلاس میں پڑھایا جاتا ہے تو اس میں کوئی ایسی بات نہیں ملتی جو آج کل کے طلبہ کے لیے مفید اور کارآمد ہو یا کوئی ایسی بات بتائی گئی ہو جس سے طلبہ کچھ سیکھ سکیں۔اسی طرح سبق 'جنگل کی زندگی' میں صرف ان جانوروں کے متعلق بتایا گیا ہے جن کے بارے میں پانچویں جماعت کا بچہ بھی جانتا ہے۔ جہاں تک زبان کی تدریس کی بات ہے تو زبان بھی بالکل سادہ اور سپاٹ ہے۔ایک مضمون 'مصنوعی سیارہ' ہے اس میں جو باتیں بتائی گئی ہیں وہ سب بہت پرانی ہو چکی ہیں اور طلبہ اس سے کہیں بہتر معلومات رکھتے ہیں۔ ہاں کچھ الفاظ ایسے ہیں جو طلبہ کے ذخیرۂ الفاظ میں اضافہ کرتے ہیں۔ مثلاً قوتِ کشش، ایندھن، توانائی، خلا، پیغام رسانی، ریاضی داں، آتش فشاں وغیرہ۔سبق 'گاؤں پنچایت' کا معاملہ بھی کم وبیش یہی ہے۔اس میں ایسی معلومات فراہم کی گئی ہیں جن میں بہت حد تک تبدیلی آ چکی ہے۔تعلیمی آگہی نے طلبہ کی معلومات میں بہت حد تک اضافہ کر دیا ہے۔ایک سبق 'ملا نصر الدین' ہے جس کا معیار بہت بلند ہے۔ دوران تدریس طلبہ کو وہ لطف نہیں حاصل

ہوتا جو کسی اردو داں کو حاصل ہوتا ہے۔ یہ کتاب ثانوی درجات کے لیے منتخب کی گئی ہے اس حساب سے یہ سبق تھوڑا مشکل معلوم ہوتا ہے۔ آخری سبق 'وقت' میں بھی محض نصیحت اور اخلاقی باتوں پر توجہ دلائی گئی ہے جو طلبہ پر گراں گزرتا ہے۔ اگر یہی سبق کہانی یا کسی واقعہ کی شکل میں ہوتا تو زیادہ موثر ہوتا۔

وہ اسباق جو دوران تدریس طلبہ کی دلچسپی میں مزید اضافہ کرتے ہیں وہ پریم چند کی کہانی 'نادان دوست' ڈاکٹر ذاکر حسین کی کہانی 'احسان کا بدلہ احسان' مضمون 'ریڈ کراس سوسائٹی' 'سندباد جہازی کا ایک سفر' 'تنکا تھوڑی ہوا سے اڑ جاتا ہے' اور 'کہاوتیں' ہیں۔ 'کہاوتیں' میں طلبہ بہت دلچسپی لیتے ہیں کیوں کہ اس میں چار کہاوتیں ہیں اور چاروں بہت عمدہ ہیں۔ مثلاً مرغے کی وہی ایک ٹانگ، اونٹ کس کل بیٹھتا ہے، حضور آپ ہی کی جوتیوں کا صدقہ اور اونٹ کے گلے میں بلی۔ اس کتاب میں صرف دو نظمیں اچھی ہیں بقیہ دو نظمیں 'چھٹی کا دن اور بہار کے دن' غیر معیاری معلوم ہوتی ہیں جب کہ اختر شیرانی کا 'ایک دیہاتی لڑکی کا گیت' اور کبیر کے 'دوہے' دونوں نئے ہیں اور طلبہ اس میں دلچسپی لیتے ہیں۔ اس کتاب کی سب سے بڑی خاصیت یہ ہے کہ اس کی مشقوں میں انفرادیت ہے۔ طالب علم اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ سوال و جواب کا حصہ تو ہر سبق میں ہے اس کے علاوہ محاورے، لفظوں کا جملوں میں استعمال، واحد جمع، متضاد، مذکر مونث، خالی جگہ، مصرعے مکمل کرنا وغیرہ سے اسباق مزید دلچسپ ہو گئے ہیں۔

تیسری زبان کی درسی کتاب **'دور پاس'** میں کل بیس اسباق ہیں جن میں آٹھ نظمیں، پانچ مضامین، تین کہانیاں، دو مزاحیہ، ایک حکایت اور اخلاقیات سے متعلق ایک سبق ہیں۔ اس کتاب کی خاصیت یہ ہے کہ اس میں اردو کے بہترین ادیبوں اور شاعروں کے کلام اور تحریریں شامل ہیں۔ لیکن جو چیز بیان کرنے کی ہے وہ یہ کہ مشقوں میں تنوع کم نظر آتا ہے۔ ہر سبق میں سوال جواب دیا گیا ہے۔ اس کی جگہ کوئی اور مشق دی جاتی تو زیادہ مناسب ہوتا مثلاً سبق سے ایک ہی موضوع پر چند الفاظ تلاش کریں، اپنے من پسند جملے کا انتخاب کریں، بہترین شعر کی نشان دہی کریں وغیرہ وغیرہ۔ علامہ اقبالؔ کی مشہور نظم 'ترانہ

ہندی' طلبہ کو بہت جلد متوجہ کرتی ہے۔ بے نظیر شاہ وارثی کی نظم 'پھل پھول' بھی بہت اچھی نظم ہے۔اس کے علاوہ نظیرؔ اکبرآبادی کی نظم 'برسات اور پھسلن'، اسمٰعیلؔ میرٹھی کی نظم 'جگنو اور بچہ' لچسپ اور موسیقیت سے پر، آہنگ اور لے سے لبریز یہ نظمیں طلبہ کے لیے بہت عمدہ ہیں۔ جوشؔ ملیح آبادی کی نظم 'بہار کی ایک دوپہر'، ساحرؔ لدھیانوی کی 'اے شریف انسانو'، اکبرؔ الہ آبادی کی 'جلوہ دربار دہلی' اور خلیلؔ الرحمٰن اعظمی کا گیت کے شعری حصے نے اس کتاب کو زبان و ادب کا بہترین مرقع بنا دیا ہے۔ 'اردو کی کہانی' کے نام سے جو مضمون ہے وہ معلومات کا ذخیرہ ہے۔ جس میں اردو کی ابتدا اور ترقی کے سارے مراحل طے کرتے ہوئے اور مختلف بولیوں کو اپنے اندر جذب کرتی ہوئی یہ زبان میرؔ و غالبؔ سے اقبالؔ و فیضؔ اور پریم چند، کرشن چندر، قرۃ العین حیدر کے سہارے ہم تک کیسے پہنچی۔ ان سب باتوں کو بہتر طریقے سے بیان کیا گیا ہے۔ قصہ مختصر یہ کہ تیسری زبان کا انتخاب کرنے والے طلبہ اس کتاب کو پڑھ کر اپنی اردو کو مزید بہتر کر سکتے ہیں، ان میں تقریری و تحریری مہارتیں پیدا ہو سکتی ہیں۔

''**سب رنگ**'' معاون درسی کتاب دس نظموں پر مشتمل ہے۔ طلبہ میں شعری ذوق پروان چڑھانے کے لیے اس کتاب کو تیار کیا گیا ہے۔ اس میں اردو کے بہترین شعرا کی نظمیں شامل ہیں۔ مثلاً ناصرؔ کاظمی کی نظم 'بارش کی دعا' علامہ اقبالؔ کی 'پرندے کی فریاد' اخترؔ شیرانی کی 'شملہ' اسمٰعیلؔ میرٹھی کی 'ایک بچہ اور جگنو کی باتیں' نظیرؔ اکبرآبادی کی 'مکافاتِ عمل' اکبرؔ الہ آبادی کی 'آبِ رواں' جوشؔ ملیح آبادی کی 'رَب کی نعمتیں' علیؔ سردار جعفری کی 'نوالا' ساحرؔ لدھیانوی کی 'اے وطن کی سرزمیں!' جاں نثار اخترؔ کی 'کب ترے حسن سے انکار کیا ہے میں نے' وغیرہ شامل ہیں۔ اس میں سب سے پہلے شاعر کا تعارف، ان کی ادبی خدمات، کلام کی خصوصیات اور مشہور نظموں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس طرح دیکھا جائے تو اس میں بہت زیادہ مشقیں نہیں ہیں صرف اشعار کی تفہیم کے لیے چند سوالات قائم کر دیے گئے ہیں جن سے طلبہ میں شعری جمالیات پروان چڑھ سکے اور شعر کہنے، سمجھنے اور سننے کا اشتیاق پیدا ہو۔ اس میں شامل نظمیں اس سے قبل کسی کتاب میں شامل نہیں ہیں۔

دسویں جماعت کی پہلی زبان کے طور پر شامل کتاب '**نوائے اردو**' ہے۔ اس میں

تین افسانے راجندر سنگھ بیدی کا افسانہ ’بھولا‘ سعادت حسن منٹو کا افسانہ ’نیا قانون‘ اور حیات اللہ انصاری کا افسانہ ’بھیک‘ سوانح پر مشتمل سبق الطاف حسین حالی کا ’سر سید کا بچپن‘، محمد مجیب کا ڈراما ’آزمائش‘، سید عابد حسین کی آپ بیتی ’چوری اور اس کا کفارہ‘۔ مضامین میں سر سید احمد خاں کا ’عورتوں کے حقوق‘ مولوی عبد الحق کا ’مخلوط زبان‘۔ آلِ احمد سرور کا ’چکبست لکھنوی‘۔ ابن انشا کا ’اشتہارات ضرورت نہیں ہے‘ کے‘، محمد اسلم پرویز کا ’ماحول بچائیے‘، جیسے اسباق نثری اصناف میں شامل ہیں۔ شعری اصناف میں محمد رفیع سوداؔ، ذوقؔ، شادؔ عظیم آبادی، فانیؔ بدایونی، اصغرؔ گونڈوی، یاسؔ یگانہ چنگیزی کی مشہور غزلیں شامل ہیں۔ نظموں میں اکبر الہ آبادی کی ’جلوۂ دربارِ دہلی‘ اقبال کی ’حقیقتِ حسن‘ جوش ملیح آبادی کی ’گرمی اور دیہاتی بازار‘ اختر شیرانی کی ’او دیس سے آنے والے بتا!‘ اور کیفی اعظمی کی ’آندھی‘ رباعی میں میر انیس، تلوک چند محروم اور فراق گورکھپوری وغیرہ کی دو دو رباعیاں شامل ہیں۔ اس طرح اس میں کل چھبیس اسباق ہیں۔

افسانہ ’’بھولا‘‘ میں راجندر سنگھ بیدی نے بھولا کے ذریعے بچوں کی نفسیات بیان کی ہے یعنی ان کی شرارت اور ذہانت وغیرہ۔ اس زمانے میں بیوہ عورت کا سماج میں کوئی مقام نہیں تھا اور یہ سمجھا جاتا تھا کہ جس عورت کا شوہر مر گیا ہو اسے دنیا میں جینے کا حق نہیں۔ نہ تو وہ اچھا کھانا کھا سکتی ہے، نہ رنگین لباس پہن سکتی ہے۔ مصنف نے اس میں بوڑھے دادا کے ذریعے سماج کے اس رویے کی مخالفت کی ہے تاکہ بیوہ عورت کو سماج میں بہتر مقام حاصل ہو سکے۔ افسانہ ’’نیا قانون‘‘ میں سعادت حسن منٹو نے انگریزی حکومت سے نفرت کو بیان کیا ہے کیوں کہ انگریزوں نے ہندوستانیوں پر ظلم کے پہاڑ توڑ رکھے تھے۔ یہ افسانہ اس وقت لکھا گیا تھا جب ہندوستان پر انگریزوں کی حکومت تھی۔ انگریزوں کی یہ حکومت منگو کوچوان کو بہت کھلتی تھی۔ وہ انگریزوں سے نفرت کرتا تھا اور اپنے ملک کو آزاد دیکھنا چاہتا تھا۔ حیات اللہ انصاری کا افسانہ ’’بھیک‘‘ میں انسان کی بنیادی ضروتوں یعنی روٹی، کپڑا اور مکان کے مسائل کی عکاسی کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ انسان بھوک مٹانے کے لیے کتنی مصیبتیں برداشت کر سکتا ہے۔ اس افسانے کے مرکزی کردار رجنی میں ہندوستانی عورت کی

ممتا نظر آتی ہے۔ وہ اپنی فاقہ کشی اور مفلسی کے باوجود چھوٹے بہن بھائیوں کے لیے ایثار اورقربانی کی مثال پیش کرتی ہے۔

مذکروہ تینوں افسانہ نگار ایک ہی عہد کے ہیں مگر ان تینوں کے افسانوں میں مختلف مسائل اور حالات بیان کیے گئے ہیں۔ اس سے طلبہ افسانے کی مختلف جہتوں سے واقف ہو سکیں گے۔ الطاف حسین حالؔی نے سرسید کی جو سوانح بیان کی ہے وہ زبان وادب کا بہترین نمونہ ہے۔ اس سے طلبہ میں تحریری مہارت کو فروغ ملے گا، روزمرہ اور روداد لکھنے کا شوق پیدا ہوگا۔ محمد مجیب کا ڈراما 'آزمائش' موضوع کے اعتبار سے بہت عمدہ ہے اس میں 1857 میں ہندو مسلم اتحاد کو دکھایا گیا ہے۔ خصوصاً خواتین کو اس میں نمایاں مقام حاصل ہے۔ سید عابد علی نے 'تلاش حق' کے نام سے گاندھی جی کی آپ بیتی (My Experiments with Truth) کا اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ اس کی زبان بھی بہت عمدہ ہے۔ اس کی سب سے بڑی خاصیت اس کا بیانیہ ہے جو بہت سادے انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ مضامین میں بھی مختلف عنوانات کو شامل کیا گیا ہے۔ جسے پڑھ کر طلبہ کسی بھی موضوع پر بہ آسانی اپنی بات تحریری شکل میں بیان کر سکیں گے۔ شعری حصے میں ہر عہد کے ایک شاعر کی ایک ایک غزل شامل ہے۔ یہ غزلیں زبان زد ہیں جس سے طلبہ میں شعروشاعری سے دلچسپی پیدا ہوتی ہے۔ نظمیں بھی عہد کے اعتبار سے شامل کی گئی ہیں۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ جس طرح غزلیہ شاعری میں سوداؔ کو شامل کیا گیا ہے اسی طرح نظمیہ شاعری میں نظیر اکبرآبادی کی کوئی نظم شامل ہوتی۔ نظیؔر اکبرآبادی اردو نظم نگاری کے پہلے شاعر ہیں اس سے طلبہ، نظمیہ شاعری کے مختلف عہد کو آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔ 'جلوۂ دربار دہلی'' اکبؔرالہ آبادی نے اس وقت لکھی تھی جب 1898 میں لارڈ کرزن وائسرائے کی حیثیت سے ہندوستان آئے تھے۔ انھوں نے 1903 میں دہلی میں دربار سجایا تھا اسی دربار پر اکبؔر نے یہ نظم لکھی تھی۔ حقیقت حسن میں اقبالؔ نے دنیا کی بے ثباتی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ وہ تبدیلی کو کارخانۂ قدرت کا اصول سمجھتے ہیں۔ کلی کا پھول بننا، موسمِ بہار کے بعد خزاں کا آنا اور شباب کے بعد بڑھاپے کی آمد یہ سب فطرت کے اسی اصول کے تحت واقع ہوئے ہیں۔ خدا اور حسن کے مکالمے کے ذریعے اقبال نے دنیا کی ہر

شے کو فنا ہونے سے آشکار کیا ہے اور یہ کہ فنا اس کا مقدر ہے بلکہ زوال ہی میں اس کا حسن پوشیدہ ہے۔ دنیا کی ہر شے مثلاً چاند، تارے، شبنم، کلی اپنے تمام تر حسن کے باوجود فانی ہیں۔ جوش کی نظم 'گرمی اور دیہاتی بازار' بظاہر طویل ہے مگر اس کا بیانیہ اور منظر نگاری بہت خوب صورت ہے۔ جوش کو الفاظ کا جادوگر کہا جاتا ہے اور یہ نظم اس کی ایک مثال ہے۔ اس میں تمثیل کے عمدہ نمونے ملتے ہیں۔

اختر شیرانی کی نظم 'او دیس سے آنے والے بتا' میں ایک نو وارد ہم وطن سے غریب الوطن کا خطاب ہے۔ اس میں پردیس میں رہنے والے لوگوں کے جذبات واحساسات کی ترجمانی کی گئی ہے کہ کس طرح انھیں پردیس میں اپنے دیس کی چیزیں یاد آتی ہیں۔ ایک وقت تھا کہ حویلیاں بارونق ہوتی تھیں مگر جب ان کے مکیں نہیں رہے تو مکان کیسے آباد رہ سکتے تھے۔ کیفی اعظمی کی ایک مختصر نظم 'آندھی' میں ظلم وستم کے خلاف عوامی جدوجہد اور آزادی کی بات کی گئی ہے۔ میر انیسؔ کی دو رباعیاں ہیں۔ ایک میں باغ، صحرا، جنگل، پہاڑ اور دریا کا ذکر کرتے ہوئے بتایا ہے کہ جدھر دیکھیے اللہ کی قدرت نظر آتی ہے۔ انسان حیران ہے کہ وہ اپنی دو آنکھوں سے کیا کیا دیکھ رہا ہے۔ دوسری نظم میں انسان کی اعلیٰ ظرفی کو بیان کیا گیا ہے کچھ انسان ایسے ہوتے ہیں جو اچھے کام کرنے کے بعد اپنی تعریف کرنا پسند نہیں کرتے جب کہ کچھ کم ظرف ہوتے ہیں جو ذرا سا کام کر کے اپنی تعریف کرتے نہیں تھکتے۔ تلوک چند محروم کی رباعی میں یہ بتایا گیا ہے کہ ہماری زندگی کسی نہ کسی طرح گزر ہی جاتی ہے، ہم اسے ہنس کر گزاریں یا رو کر۔ ہمیں خدا کی نعمتوں کا اعتراف کرنا چاہیے۔ دوسری رباعی میں باہمی میل جول اور امن کے ساتھ زندگی گزارنے کا پیغام دیا گیا ہے۔ فراقؔ گورکھ پوری نے اپنی رباعی میں بتایا ہے کہ قوم کی تقدیر اسی وقت بن سکتی ہے جب سب لوگ مل کر کوشش کریں گے۔ دوسری رباعی میں ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہونے کی بات کہی گئی ہے۔

اس طرح یہ کتاب مکمل ہوتی ہے۔ مشقوں میں الفاظ معنی کے بعد غور کرنے کی بات اور سوال وجواب اور عملی کام دیے گئے ہیں۔ ہر سبق میں ایک جیسی مشقیں دی گئی ہیں۔ اگر ان میں تنوع ہوتا تو اسباق مزید متاثر کن ہو سکتے تھے۔ سب سے اچھی بات یہ ہے کہ سبق شروع

ہونے سے پہلے مصنف کا تعارف بیان کیا گیا ہے۔

دوسری زبان کی درسی کتاب ''جان پہچان'' بائیس اسباق پر مشتمل ہے۔اس میں حمد، نظم، غزل، انشائیہ، کہانی مضمون، لوک کہانی، مضمون، مکالمہ اور ڈراما کی اصناف شامل ہیں۔ بہترین اسباق پر نظر ڈالی جائے تو 'بے تکلفی' کنھیا لال کپور کا دلچسپ انشائیہ ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ تکلف اور بے تکلفی ضرورت سے زیادہ ہو تو پریشانی کا سبب بنتی ہیں۔ اس میں زبان و بیان کا بھرپور لطف ملتا ہے۔بعض جملے تو ایسے ہیں جو بہت دیر میں کھلتے ہیں۔ منشی پریم چند کی کہانی 'قول کا پاس' میں ایک راجپوت کی کہانی بیان کی گئی ہے جو اپنی بات کا دھنی تھا اس کی بہادری اور قول کا پکا ہونے کی وجہ سے اس کی جان بخش دی جاتی ہے۔ جو لوگ وعدے کے پکے ہوتے ہیں انھیں زندگی میں عزت اور کامیابی ضرور ملتی ہے۔ سبق 'خدا کے نام خط' ایک ہسپانوی لوک کہانی ہے۔اس میں لین شو کا کردار زندہ جاوید ہے۔قاری کا تجسس آخر تک برقرار رہتا ہے۔ فصل برباد ہونے پر وہ خدا کے نام ایک خط لکھ کر اپنے حالات سے باخبر کرتا ہے اور سو روپئے کی امداد چاہتا ہے۔اس کا یہ اعتماد دیکھ کر ڈاکیہ اس کی مدد کرنے کے لیے لوگوں سے چندا اکٹھا کرتا ہے لیکن سو روپئے پورے نہیں ہو پاتے۔ جب لین شو کو صرف ستر روپیے ملتے ہیں تو وہ خدا سے شکایت کرتا ہے کہ ڈاک خانے والوں نے پورا پیسہ نہیں دیا اور انھوں نے بقیہ رقم چوری کر لی۔ یہ سبق واقعی بہت دلچسپ ہے اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ نقصان ہو جانے کے باوجود انسان کو ہمت نہیں ہارنا چاہیے اور نہ ہی امید چھوڑنی چاہیے۔

'پانی کی آلودگی' کے عنوان سے جو مضمون ہے وہ بھی معلومات افزا ہے۔اس میں صحت اور بیماری کے متعلق بہت سی باتیں بتائی گئی ہیں۔صحت کے لیے ہوا، پانی اور غذا ضروری ہیں۔ بیماریوں کے پھیلنے کی ایک وجہ گندا پانی ہے۔ پروفیسر محمد مجیب کا مضمون 'آدمی کی کہانی' معلومات سے بھرا ہوا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ دنیا یوں ہی نہیں بن گئی بلکہ اسے بننے میں خاصا وقت لگا۔ وہ انسان اور حیوان دونوں کے لیے بنائی گئی ہے۔اس کے علاوہ 'نئی روشنی' بھی بہت عمدہ مضمون ہے اس میں ایک ایسے بچے کی کہانی بیان کی گئی ہے جو دیکھ نہیں سکتا جسے پڑھنے کے لیے بریل کی ضرورت پڑھتی ہے مگر وہ عام طلبہ کے ساتھ پڑھائی

کرتا ہے۔ جسے دیکھ دیگر طلبہ میں ہمت پیدا ہوتی ہے کہ جب ایک اندھا لڑکا ان کے ساتھ تعلیم حاصل کر سکتا ہے تو قدرت نے ہمیں دونوں آنکھیں دی ہیں۔ شعری حصے میں میرؔ، ذوقؔ اور غالبؔ کی مشہور غزلیں شامل ہیں مثلاً میرؔ کی غزل 'ہستی اپنی حباب کی سی ہے' ذوقؔ کی غزل 'لائی حیات آئے، قضا لے چلی چلے' اور غالبؔ کی 'کوئی امید بر نہیں آتی' ان غزلوں کے ذریعے طلبہ میں شعری ذوق پروان چڑھتے ہیں۔ اقبالؔ کی نظم 'ایک پہاڑ اور گلہری' اور ساحرؔ لدھیانوی کی نظم 'اے شریف انسانو' یہ دونوں نظمیں اپنے آپ میں شاہ کار ہیں۔ یہاں اس بات کی وضاحت کر دیں کی اقبال کی یہ نظم درجہ ششم میں بھی شامل ہے۔ حبیب تنویر کا ڈراما 'کارتوس' بھی بہت عمدہ ہے اس میں وزیر علی کی داستان بیان کی گئی ہے۔ جو اودھ کا نواب تھا اور جس نے انگریزوں کی نیند حرام کر رکھی تھی۔ چنانچہ انگریزوں نے اسے قید کرنے کے لیے فوج کشی کی مگر اسے پکڑ نہ پائے۔ اس کتاب کے خشک اسباق 'انٹرنیٹ، کاٹھ کا گھوڑا، اونتی اور نظم قدم بڑھاؤ دوستو ہے۔ سبق میں کوئی کمی نہیں مگر دوران تدریس طلبہ اس میں دلچسپی نہیں لیتے حتیٰ کہ اساتذہ کو بھی وہ مواد نہیں میسر آتا جو تدریس کے لیے دستیاب ہونا چاہیے۔

تیسری زبان کی کتاب 'دور پاس' انیس اسباق پر مشتمل ہے۔ بعض جگہ جان پہچان اور دور پاس ایک ساتھ پڑھائی جاتی ہے یعنی وہ معاون کے طور پر بھی استعمال کی جاتی ہے جب کہ معاون کے طور 'سب رنگ' تیار کی گئی ہے لیکن سب رنگ مشکل ہونے کی وجہ سے اس کتاب کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ سی بی ایس سی کے امتحان میں بھی دونوں کتابوں کو ایک ہی زمرے میں رکھا گیا ہے۔ دور پاس اپنے متنوع مضامین اور نظموں کی وجہ سے منتخب کی گئی ہے۔ اس میں جو مضامین شامل ہیں ان میں 'بابا فریدالدین گنج شکر، ڈائری لکھیے، شارک مچھلی، گلبدن بیگم، قرۃ العین حیدر، نالندہ اور دادا صاحب پھالکے' قابل ذکر ہیں۔ کہانیوں میں 'کلہاڑی کی کھچڑی، کاٹھ کے بونے، کنواں بیچا ہے کنویں کا پانی نہیں، جھوٹ کا پول' وغیرہ ہیں۔ نظموں میں 'روٹیاں، میری پیاری چڑیوں ابھی اور گاؤ، شہد کی مکھی' وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ غزلوں میں غالبؔ کی غزل 'دل ناداں تجھے ہوا کیا ہے' اور ناطقؔ گلاؤٹھوی کی غزل 'مرے غم کی انھیں کس نے خبر کی' اس کے علاوہ خواجہ الطاف حسین حالیؔ اور

مرزا یاس یگانہ چنگیزی کی رباعیاں بھی شامل ہیں۔ مذکورہ تمام اسباق کتاب کو دلچسپ بناتے ہیں۔ چونکہ یہ معاون کے طور پر پڑھائی جاتی ہے تو اساتذہ صرف طلبہ سے بلند خوانی کرا کے اس کی تفہیم کروا دیتے ہیں۔ مشقوں میں سوال جواب کے علاوہ، واحد جمع، متضاد الفاظ، مرکب الفاظ، محاورے، جملے، مذکر مؤنث، خالی جگہیں اور مصرعے مکمل کرنے کے لیے دیے گئے ہیں جس سے کتاب مزید بہتر ہو جاتی ہے۔

'سب رنگ' معاون درسی کتاب کے طور پر پڑھائی جاتی ہے۔ یہ نوائے اردو کے ساتھ پڑھائی جاتی ہے۔ اس کے مضامین بہت مشکل ہیں اس لیے بعض جگہوں پر اسے پڑھایا ہی نہیں جاتا کیوں کہ دسویں جماعت میں بورڈ کا امتحان ہوتا ہے اس لیے نہ تو اساتذہ اسے پڑھاتے ہیں اور نہ ہی طلبہ اسے پڑھتے ہیں بلکہ امتحان پر ہی توجہ مرکوز رہتی ہے۔ اس میں پطرس بخاری کا 'سنیما کا عشق' لیوٹالسٹائی کا ترجمہ کردہ مضمون 'دوگز زمین' کرشن چندر کی کہانی 'مینڈک کی گرفتاری' کی تلخیص، کرنل شفیق الرحمٰن کا 'انکل فرینکی' پریم چند کا افسانہ 'پوس کی رات' مشتاق احمد یوسفی کا مضمون 'جنونِ لطیفہ' کی تلخیص، ابراہیم یوسف کا مضمون 'ٹیپو سلطان' قاضی عبدالستار کا افسانہ 'حکیم اجمل خاں' اور مضمون 'چلیے ذرا سنبھل کر!!' وغیرہ اسباق شامل ہیں۔ ان مختلف اسباق اور مشقوں نے اسے مزید عمدہ بنا دیا ہے۔ جسے طلبہ چاہیں تو دلچسپی سے پڑھ سکتے ہیں۔ مگر وقت کی قلت کے سبب یہ اسباق محض کتابوں تک ہی محدود رہتے ہیں۔

'گلزارِ اردو' بھی معاون کتب کی فہرست میں شامل ہے۔ اس کے بارہ اسباق میں سے نو افسانے ہیں، جن میں پریم چند کا 'گلی ڈنڈا' عظیم بیگ چغتائی کا 'فقیر' علی عباس حسینی کا 'آئی۔سی۔ایس' کرشن چندر کا 'دوفرلانگ لمبی سڑک' دیوندر ستیارتھی کا 'ان داتا' احمد ندیم قاسمی کا 'سلطان' کلام حیدری کا 'سخی' رتن سنگھ کا 'من کا طوطا' جیلانی بانو کا 'دوشالہ' اور تین خاکوں میں مولوی عبدالحق کا 'گدڑی کا لال۔ نور خاں' اشرف صبوحی کا 'مرزا چپاتی' محمد طفیل کا 'جگر صاحب' قابل ذکر ہیں۔ اس میں افسانے اور خاکے کا تعارف اور تعریف بیان کی گئی ہے اس کے بعد افسانہ نگاروں اور خاکہ نگاروں کے متعلق تقریباً ایک ایک صفحے میں تعارف اور

ان کی ادبی خدمات بیان کی گئی ہیں۔ یہ مختلف عہد کے افسانے اپنے عہد کے مسائل اور زبان واسلوب سے طلبہ کو آگاہ کرتے ہیں۔ جس سے ان میں کہانی پڑھنے اور لکھنے کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ اس میں بہت زیادہ مشقیں بھی شامل نہیں ہیں صرف چند سوال کے ذریعے افسانے کی مزید تشریح کی گئی ہے۔ اس کتاب میں خاکہ ایک نئی صنف کی حیثیت سے شامل کیا گیا ہے۔ جسے پڑھ کر طلبہ میں تخلیقی قوت پیدا ہوگی ان میں تحریری مہارت کو فروغ ملے گا۔ طلبہ اپنی بات کو دلچسپ انداز میں بیان کرسکیں گے۔

میں نے اس مقالے میں ثانوی زبان کی نو کتابوں کا جائزہ پیش کیا جن میں نویں جماعت کی چار اور دسویں جماعت کی پانچ کتابیں شامل ہیں۔ اگر چند جملوں میں کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ موجودہ عہد کی تعلیمی صورت کے مطابق مذکورہ کتابیں طلبہ کی ضروریات کو پورا نہیں کر پا رہی ہیں، جس سے طلبہ میں اردو زبان و ادب کے تئیں وہ دلچسپی اور لگاؤ نہیں پیدا ہو پا رہا ہے جو ہونا چاہیے تھا۔ اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ یہ کتابیں از سر نو ترتیب دی جائیں اور کتاب مرتب کرنے سے قبل منتخب اسباق کو ایک مرتبہ طلبہ کے سامنے پڑھا لیں تو اساتذہ بہت سے مسائل سے بچ جائیں گے۔ اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ کتابوں کی تیاری میں ان حضرات کا سہارا لیا جاتا ہے جو اسکولی سطح کے درس و تدریس سے وابستہ نہیں ہوتے جس کی وجہ سے معلم کو دورانِ تدریس بہت سی پریشانیاں اٹھانی پڑتی ہیں۔

ہمدرد پبلک اسکول
تعلیم آباد، نئی دہلی

ڈاکٹر علام الدین

ابتدائی سطح پر اردو زبان و ادب کی تدریس: مسائل اور جدید طریقۂ کار

اردو زبان و ادب کی تدریس ابتدائی سطح پر ایک حساس اور اہم عمل ہے جس کا مقصد نہ صرف زبان کی بنیاد مضبوط کرنا ہے بلکہ بچوں میں ادب کی محبت بھی پیدا کرنا ہے۔ اس عمل میں مختلف مسائل اور چیلنجز پیش آتے ہیں، جن سے نپٹنے کے لیے جدید طریقۂ کار کی ضرورت ہے۔ اس مضمون میں ہم ابتدائی سطح پر اردو زبان و ادب کی تدریس کے مسائل اور ان کے حل کے لیے جدید طریقۂ کار پر روشنی ڈالیں گے۔

ابتدائے آفرینش سے انسان میں نئی چیزوں کو جاننے، اس کو استعمال کرنے اور موجودہ مسائل سے نئی چیزوں کی تحقیق کرنے کا جذبہ کارفرما رہا ہے۔ اسی جذبے کے تحت انسان نے شروع سے سیکھنے کی کوشش کی۔ بچہ سب سے پہلے اپنے ماحول کی زبان سیکھتا ہے گویا اس کا تعلیمی سلسلہ زبان کے سیکھنے کے عمل سے شروع ہو جاتا ہے۔ بچے کو پہلے بولنا سکھایا جاتا ہے اور اس کے بعد لکھنا سکھایا جاتا ہے۔ یہ عمل تعلیمی سلسلہ شروع کرنے کا آغاز ہے۔ مختلف علوم کی تعلیم کسی نہ کسی زبان کے ذریعے ہی دی جاتی ہے۔ اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ بچہ جتنی اچھی طرح زبان جانے گا دیگر علوم کی تعلیم بھی اتنا ہی بہتر طور سے حاصل کر سکے گا۔ بقول آسٹین ''زبان ایک ہنر، ایک فن ایک احساس اور ایک عمل ہے''۔ گویا زندگی کا کوئی بھی فن زبان کے بغیر نہیں سیکھا جا سکتا۔

ہندوستان میں تعلیم حاصل کرنے کے مختلف مدارج ہیں۔ نیز مختلف تعلیمی نظام رائج ہیں۔ مثلاً پاٹھ شالا نظام تعلیم، گروکل نظام تعلیم، مدرسہ نظام تعلیم، مونٹیسری اور دیگر

جدید تعلیمی نظام۔ لیکن کوئی ماہرِ تعلیم اس بات سے انکار نہیں کرسکتا کہ بچے کی تعلیم سلسلے وار ہونی چاہیے۔ یعنی جز سے کل کی طرف، کم سے زیادہ کی طرف، قدیم سے جدید کی طرف، دھندلکے سے روشنی کی طرف۔ ہر تعلیمی نظام میں پورے تعلیمی مدارج کو مختلف درجات میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ یہ تقسیم اس تعلیمی نظام کے اصول کے مطابق ہوتی ہے لیکن ہر تعلیمی نظام کے ماہر اس بات پر متفق ہیں کہ تعلیم کا ابتدائی زمانہ پانچ سے دس سال یا 6 سے 14 سال کا ہونا چاہیے۔ اسی کو مدنظر رکھتے ہوئے نئی تعلیمی پالیسی 2020 میں یہ کہا گیا ہے کہ ہر بچہ 5 برس کی عمر کو پہنچنے سے پہلے ابتدائی کلاس یا بال واٹیکا میں داخل کیا جائے گا یعنی کلاس ایک سے پہلے جہاں پر ECCE تربیت یافتہ اساتذہ دستیاب ہوں گے۔

ابتدائی کلاس میں پڑھائی کھیل کود کے ماڈل پر مبنی ہوگی اور توجہ اس بات پر مرکوز ہوگی کہ طلبہ میں سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت کو ترقی ملے۔ ان کی اعصابی صلاحیت بیدار ہوں اور ان میں حروف اور اعداد شناسی بہتر طور پر پیدا ہو۔ مڈ ڈے میل پروگرام پرائمری اسکولوں میں دستیاب ہیں ان کو ابتدائی کلاسوں میں بھی شروع کیا جائے گا۔ آنگن واڑی نظام میں صحت کی جانچ اور نگرانی کی سہولت دستیاب ہے اس کو آنگن واڑی اور پرائمری اسکولوں تک وسعت دی جائے گی۔ اسی طرح آگے کہا گیا ہے کہ آنگن واڑیوں میں موجود کارکنوں اساتذہ کو NCERT کے تیار کردہ فریم ورک کے متعلق نظام بند طریقے سے اعلیٰ معیار کی تربیت فراہم کی جائے گی۔ جن آنگن واڑی کارکنان اساتذہ کی تعلیمی لیاقت 2+10 ہے ان کو ECCE میں 6 ماہ کا سرٹیفکیٹ کورس کرایا کیا جائے گا اور جن کی لیاقت اس سے کم ہے ان کو ایک سال کا ڈپلومہ پروگرام کرایا جائے گا جن میں ابتدائی خواندگی اعداد شناسی اور دیگر متعلقہ پہلو شامل ہوں گے۔ یہ پروگرام ڈی ٹی ایچ یا اسمارٹ فون کے استعمال سے ڈیجیٹل فاصلاتی موڈ میں شروع کیے جاسکتے ہیں۔

پڑھنے اور لکھنے کی صلاحیت، اعداد کا بنیادی استعمال اسکولی تعلیم اور زندگی کے لیے ضروری بنیاد ہے جس کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ متعدد سرکاری اور غیر سرکاری سروے سے پتہ چلتا ہے کہ ہم ابھی سیکھنے کے بحران سے دو چار ہیں۔ ابتدائی اسکولوں میں

زیرِ تعلیم طلبہ کی تعداد کا بڑا حصہ ابھی بنیادی خواندگی اور اعداد شناسی سے واقف نہیں ہے۔ یعنی ان میں متن پڑھنے، اس کو سمجھنے اور بنیادی اعداد کی جمع اور گھٹانے کی صلاحیت کا فقدان ہے۔ تمام بچوں میں عملی خواندگی اور اعداد کی بنیاد کو یقینی بنانا قومی مشن کی فوری ضرورت ہے۔ اس کے لیے مختلف محاذ پر واضح اہداف کے ساتھ فوری اقدامات کی ضرورت ہے جو قلیل مدت میں حاصل کیے جائیں۔ بشمول ہر طالب علم کو کلاس 3 تک بنیادی خواندگی اور اعداد کا علم حاصل ہو۔

قومی تعلیمی پالیسی 2020 کی اولین ترجیح 2025 تک پرائمری اسکولوں میں بنیادی خواندگی اور اعداد کے علم کا حصول ہے۔ بقیہ پالیسی ہمارے طلبہ کے لیے اسی وقت کارگر ہوں گی جب حصول علم کی سب سے بنیادی ضرورت یعنی پڑھنے لکھنے اور حساب کی بنیادی لیاقت عملی سطح تک دستیاب ہو جائے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے کمیٹی ترجیحی بنیاد پر بنیادی خواندگی اور اعداد کے علم کے لیے ایک قومی مشن قائم کرے گی۔ اسی لحاظ سے بنیادی خواندگی کے آفاقی حصول کے لیے ریاستیں اور مرکز کے زیر انتظام سرکاریں اس کے فوری نفاذ کے منصوبے تیار کریں گی۔ اس کے لیے انھیں مرحلہ وار اہداف طے کرنے ہوں گے تاکہ 2025 تک یہ نشانہ پورا کیا جا سکے۔

تاریخ کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ باضابطہ طریقۂ تعلیم وضع کرنے کا خواب شری اروندو نے 1910 میں دیکھا تھا۔ تعلیم کے ضمن میں آزادی سے قبل سب سے بڑا انقلاب بنیادی تعلیم کا تصور جو مہاتما گاندھی اور ڈاکٹر ذاکر حسین کی مشترکہ کاوشوں سے وجود میں آیا تھا جسے ذاکر حسین کمیٹی کے ذریعے سن 1937 میں مرتب کیا گیا تھا۔ اس طرز تعلیم کا مقامی تقاضوں سے گہرا سروکار تھا۔ مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آزادی کے بعد پہلے دوسرے اور تیسرے پنج سالہ منصوبوں تک بنیادی تعلیم کے تصور کو فروغ ملتا رہا لیکن 66-1964 کی قومی تعلیمی پالیسی کی سفارشات میں بنیادی تعلیم کے بعض پہلوؤں کو بدل دیا گیا۔ چوں کہ تعلیمی عمارت کی بنیادی منزل ابتدائی تعلیم سے تعلق رکھتی ہے اسی وجہ سے ہندوستان کے آئین کی بنیادی ہدایت میں کہا گیا ہے کہ ریاست کو چاہیے کہ دستور کے نفاذ کے بعد 10

سال کی مدت کے اندر 6 سے 14 سال تک کی عمر کے تمام بچے بچیوں کی مفت اور لازمی تعلیم کا انتظام کرے لیکن بنیادی سوال قائم ہوتا ہے کہ کیا نئی تعلیمی پالیسی 2020 کے بعد یہ ہدف حاصل کرلیا جائے گا؟

ہم سبھی اس بات سے واقف ہیں کہ بچوں میں دماغ کی 85 فیصد ترقی 6 برس کی عمر سے پہلے ہو جاتی ہے۔اس کا مطلب ہے کہ دماغ کی بہتر ترقی اور نمو کے لیے کچی عمر میں بچوں کو مناسب دیکھ بھال اور نگرانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ حالیہ دور میں کم عمر بچوں کی نگہداشت اور تعلیم ECCE کی سہولت کروڑوں بچوں کو دستیاب نہیں ہے۔ خاص طور پر ایسے بچوں کو جن کا تعلق سماجی اور اقتصادی طور پر غیر مراعات یافتہ طبقات سے ہے۔ایسے میں بھلا کس طرح 2030 تک ہم اپنے ہدف کو حاصل کرسکیں گے؟

قومی پالیسی برائے تعلیم 2020 میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ علم کی شراکت داری کے لیے ڈیجیٹل بنیادی ڈھانچے یعنی DIKSHA کی شکل میں بنیادی خواندگی اور اعداد کے علم سے متعلق اعلیٰ معیاری مواد اور وسائل کی ڈیپوزیٹری قائم کی جائے گی۔ سیکھنے میں مدد کے لیے ٹیکنالوجی کا استعمال کیا جائے گا تا کہ زبانوں سے متعلق رکاوٹیں جو شاگرد اور اساتذہ کے درمیان حائل ہوں اسے دور کیا جا سکے۔ سیکھنے کے عمل کے موجودہ بحران کی شدت کے پیش نظر مشن کے اساتذہ کو آفاقی عملی خواندگی اور اعداد کے علم کے نشانے کے حصول میں مدد کے لیے تمام ممکنہ اقدامات کیے جائیں گے۔لیکن درج بالا اقدام کا اثر موجودہ ابتدائی تعلیم پر کتنا ہوا ہے اسے ابھی دیکھنا باقی ہے۔ اصل مدعا یہیں سے شروع ہوتا ہے۔ درج بالا تمام باتیں ابتدائی تعلیم کے حوالے سے ہیں۔ ظاہری بات ہے کہ ابتدائی تعلیم کا مطلب یہ ہے کہ بچہ جو بھی تعلیم حاصل کرے گا وہ کسی نہ کسی زبان میں کرے گا۔ موجودہ صورتحال میں جب ہم اسے اردو کو جوڑتے ہیں تو اس کی حالت ناگفتہ بہ ہی ہے۔

دلی جو کہ ہندوستان کی راجدھانی ہے یہاں ابتدائی سطح پر اسکولوں کا حال یہ ہے کہ مختلف Autonomous Bodies کے ذریعہ تعلیم دی جاتی ہے۔ اگر ہم بات کریں دہلی کے ایم سی ڈی اسکولوں کی جو نرسری سے پانچویں کلاس تک کی ذمہ داری لیتا ہے،

وہاں کے 1531 اسکولوں میں صرف 52 اسکول ایسے ہیں جہاں بچے اردو پڑھتے ہیں اور دیگر سبجیکٹ بھی اردو میں پڑھائے جاتے ہیں۔ اگر ہم اساتذہ کی بات کریں تو موجودہ وقت میں یعنی کہ آج کی تاریخ میں صرف 130 سے 135 اساتذہ اردو پڑھانے پر معمور ہیں۔ بنیادی سوال یہ کہ جب ہمارا ڈھانچہ تبدیل ہو کر 4+3+3+5 ہو گیا یعنی 5 سال تک بچوں کو جسے بال واٹیکا بھی کہا جاتا ہے جس میں آنگن واڑی یعنی ECCE کو جوڑا گیا ہے۔ جہاں یہ کہا گیا ہے کہ ذریعۂ تعلیم مادری زبان ہونی چاہیے۔ اب اگر یہاں پر جن بچوں کی مادری زبان اردو ہوگی تو پھر اس کا ذریعۂ تعلیم بھی اردو ہوگی۔ یعنی جتنے بھی مراکز ہیں وہاں کے بچوں کی مادری زبان کو آگے چل کر اردو زبان سے جوڑا جائے گا۔ یہ صورتحال صرف دلی ہی کی نہیں بلکہ پورے ہندوستان کی ہے۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے پاس جو بنیادی ڈھانچہ موجود ہے یعنی کہ جہاں سے شروعات ہوگی تو ایسی صورت میں اردو سیکھنے والے بچوں کا کیا ہوگا جہاں پر اردو کے پڑھانے والے اساتذہ ہی موجود نہیں ہیں۔ اگر کوئی اساتذہ ہے بھی تو مواد موجود نہیں ہے۔ ECCE کی جو بھی کٹ تیار ہوئی ہیں اگر آپ اس کا بغور جائزہ لیں گے تو پائیں گے کہ وہاں پر ہندی اور انگلش میں مواد تو موجود ہے لیکن اردو میں کوئی بھی ایسی چیز موجود نہیں جس سے بچوں کو اردو میڈیم کے ذریعے پڑھایا جا سکے۔ اب جب بچہ پہلے سے انگریزی ہندی ہی سیکھ کر آئے گا تو اس بات کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ پھر اردو کا کیا ہوگا۔

جب بچہ بال واٹیکا میں اردو پڑھے گا ہی نہیں تو پہلی کلاس میں اسے جن دشواریوں کا سامنا کرنا پڑے گا اس سے ہم کیسے نپٹیں، یہ ایک بہت بڑا سوال ہے۔ اب آتے ہیں نئی کتابوں کی طرف اردو پڑھنے والے بچوں کے لیے بھی دیگر زبانوں کی طرح اردو کی کتابیں تیار ہوئیں جو بڑی خوش آئند بات ہے کہ شروعاتی دنوں میں انگریزی اور ہندی کے ساتھ اردو کو بھی جگہ دی گئی ہے۔

این سی ای آر ٹی جو کہ کتابوں کو تیار کرتی ہے اس نے بہت ہی منظّم طریقے سے کمیٹیاں بنا کر اردو کتابوں کو نیو ایجوکیشن پالیسی یعنی نئی تعلیمی قومی پالیسی کی سفارش کے

مطابق تیار کیا ہے۔ لیکن بنیادی سوال وہیں کا وہیں ہے کہ کتابیں تیار ہو گئیں اور بازار میں بھی دستیاب ہیں۔ لیکن اگر صرف دلی کی پھر سے بات کریں تو دلی کے ایم سی ڈی اسکولوں میں کل 8 لاکھ بچے پڑھتے ہیں۔ جہاں 52 اسکول کے اردو میڈیم بچوں کی تعداد تقریباً 40,000 ہے۔ ان 40,000 بچوں کو پڑھانے کے لیے سرکاری اعداد و شمار کے مطابق صرف 130 سے 135 اردو اساتذہ موجود ہیں۔ ایسے میں اردو کی تعلیم مکمل ہو پائے گی یہ ایک بہت بڑا سوال بھی ہے اور چیلنج بھی۔ دلی سرکار کے اسکول میں بھی نرسری سے 12 ویں تک کی تعلیم کا انتظام ہے۔ خاص طور پر کلاس 6 میں جب بچے جاتے ہیں تو وہاں پر اردو سبجیکٹ ان کو لینا ہوتا ہے۔ لیکن بہت سے اسکولوں کا حال یہ ہے کہ وہاں پر اردو کے اساتذہ ہی نہیں ہیں جس سے وہ اگر پانچویں میں اردو پڑھ کر جاتے بھی ہیں تو چھٹی کلاس میں ان کو اردو کے بجائے سنسکرت پڑھنے پر مجبور ہونا پڑتا ہے۔ اگر میڈیم کی بات کریں تو میڈیم کا مطلب یہ ہو گیا کہ ریاضی اور سائنس وغیرہ بھی اردو زبان میں ہی پڑھائے جائیں گے جس کا نہ کوئی معقول انتظام ہے اور نہ ہی اساتذہ موجود ہیں۔ ایسی صورت میں اردو زبان کی تعلیم کس طرح ہو سکے گی یہ ایک بہت بڑا سوال ہے۔

دلی کی مختلف این جی اوز نے الگ الگ طریقے سے باضابطہ طور پر جب سروے کیا تو انھوں نے ایک حیران کن نتیجہ اخذ کیا۔ کل ایجنسیوں نے باضابطہ جن کے پاس ثبوت موجود ہیں انھوں نے دعویٰ کیا ہے کہ میں نے دلی کے بارہ لاکھ بچوں کا سروے کیا ہے۔ بارہ لاکھ بچوں سے جب پسند پوچھی گئی تو لگ بھگ 6,00000 بچے اردو پڑھنا چاہتے ہیں۔ اب آپ اندازہ لگائیں یہاں تو صرف اردو میڈیم اسکولوں کی بات کی جا رہی تھی جہاں کم و بیش 52 اسکول اور اگر دلی سرکار کے کچھ اور اسکول لے لیے جائیں تو کل ملا کے 60 سے 65 اسکول ہوں گے جہاں اردو ذریعۂ تعلیم ہے اور ان کے اساتذہ کی تعداد لی جائے تو 135 اور اس میں کچھ اور جمع کر دینے کے بعد 150 سے 160 کے بیچ پہنچتی ہے۔ وہ 6 لاکھ بچے جو اردو پڑھنا چاہتے ہیں ان کو کس طریقے سے پڑھائیں گے؟ یعنی سب سے پہلے اساتذہ کی ضرورت ہے اور اساتذہ ہی پورے نہیں ہیں۔

کووڈ کے بعد ہندوستان ایک نئے دور سے گزرا۔اس دور نے ڈیجیٹل ایج کی ایجاد باضابطہ طور پر کی جس میں ہر چیز کو ڈیجیٹلائز کیا گیا۔اس کو ہم جدید طریقۂ کار بھی کہہ سکتے ہیں۔گھر بیٹھے بچوں کی تعلیم کا انتظام کیسے ہو؟ ظاہر ہے اس میں صرف اردو نہیں تھی بلکہ تمام سبجکٹ تھے۔اس کی ورک شیٹ کو تیار کرنا آن لائن کلاس کا انتظام جیسے گوگل میٹ، زوم یا ٹیم کے ذریعے یا اور بھی بہت سارے ایسے ایپس تیار ہوئے جس کے ذریعے تعلیم دی جائے۔ جدید ترقی کی بات ہو تو تب بھی اردو کہیں بھی پیچھے نہیں رہی۔آج ہم اردو لکھنے کے لیے یونیکوڈ کا استعمال کر سکتے ہیں۔آج آپ لکھنے کے بجائے بول کر ٹائپ کر سکتے ہیں۔ یہ تمام سہولتیں دستیاب ہیں لیکن جو بنیادی چیز ہے وہ وہیں کی وہیں ہیں۔اردو کے اعتبار سے اگر اپنے آپ کو دیکھیں تو کہیں بھی ہم پیچھے نہیں رہے ہیں۔ڈیجیٹل ایج میں بھی قدم سے قدم ملا کر ہی چلے ہیں۔مختلف ویڈیوز کا این سی ای آر ٹی نے ای ودیا کے ذریعے مختلف کلاسوں کی ریکارڈنگ کی ہے جو لائیو ہوتا ہے۔ ویڈیو اسکرپٹ تیار کی جارہی ہے جس میں اردو بھی شامل ہے جس کو باضابطہ ایک فلم کی شکل میں دیکھ رہے ہیں۔ جو ہماری یادداشت میں دیر تک رہتی ہے اور بچوں کے سیکھنے کا عمل بھی دیرپا ہوتا ہے۔ یہ ساری سہولتیں اردو کے ساتھ بھی موجود ہیں ایسا نہیں ہے کہ اس میں کوئی کمی ہے اردو میں بھی یہ مواد تیار ہو رہا ہے لیکن جو بنیادی سوال یا جو مسئلہ ہمارے ساتھ ہے وہ ایک بہت بڑا چیلنج ہے اساتذہ کی بحالی کا۔اس کے لیے مختلف نجی اداروں کو بھی آگے آنا ہوگا۔ایسے اردو والے ہیں جو اردو کی خدمت میں دن رات لگے ہوئے ہیں۔ان تمام لوگوں کو آگے آنا ہوگا۔ان مسائل کو حکومت کے سامنے بھی اٹھانا ہوگا اور جو اینجیوز ہیں ان کا بھی سہارا لینا پڑے گا جن کی وجہ سے ہم ان چیزوں سے نجات پا کر اردو کا فروغ کر سکتے ہیں۔

سی سی اے جب شروع ہوا تو اس میں ایک پروویژن ہے کمیونیٹی ٹیچر یعنی کہ ہر اسکول چاہے تو اپنے اعتبار سے بلا معاوضہ صرف اس کو ایک سٹرفکیٹ یعنی کہ تجربہ کا سرٹیفکیٹ دے کر اس کو اپنے اسکول میں رکھ سکتے ہیں۔ بہت سے اردو کی محبت کرنے والے موجود ہوں گے یا جو ہماری ایس ایم سی کمیٹی ہوتی ہے وہاں اگر اردو کے چاہنے والے ہوں گے تو

ان کے ریکمنڈیشن پر وہاں اردو کو پڑھا سکتے ہیں۔حکومت ہند نے ودیا نجلی کا پروگرام شروع کیا ہے جس کے تحت کوئی بھی کسی بھی اسکول میں جا کر کچھ بھی سکھا سکتا ہے۔اس کے لیے پورٹل موجود ہے جہاں پہ اپنے آپ کو رجسٹریشن کے بعد آپ کے اسکول سے اکسپٹنس ملے گا۔ آپ اسکول جائیں گے اور جو چاہیں وہ سکھا سکتے ہیں تو ایسے اردو والے جن کو اردو کی خدمت کرنے کا شوق ہے جیسے ریٹائرڈ ٹیچر، کسی این جی او سے جڑے اہلکار، دوسرے کام کرنے والے جن کی ہفتے میں ایک دن چھٹی ہوتی ہے ایسے لوگ اگر آ گے آ کر اس پورٹل کے ذریعے اسکولوں میں جا کر بچوں کو رضا کارانہ یعنی بلا معاوضہ پڑھائیں تو بھی اردو کا کچھ مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ یہ چھوٹے چھوٹے طریقۂ کار ہیں جن کے ذریعے اردو کے مسئلے کو حل کیا جا سکتا ہے لیکن سب سے بڑی ذمہ داری جو حکومت کی ہے وہ اسے ہی پوری کرنی ہوگی۔

مسائل:

1۔ **زبان کا معیار:** ابتدائی سطح پر اردو زبان کی تدریس کے دوران بچوں کو زبان کے صحیح استعمال کی طرف متوجہ کرنا مشکل ہوتا ہے۔اکثر بچوں کی زبان میں انگریزی یا مقامی بولیوں کا اثر زیادہ ہوتا ہے، جو ان کی اردو کی مہارت میں رکاوٹ بنتا ہے۔

2۔ **تعلیمی وسائل کی کمی:** اردو کے تدریسی مواد کی کمی اور پرانے طرزِ تدریس نے بھی اردو کے فروغ میں مشکلات پیدا کی ہیں۔ جدید تدریسی وسائل جیسے کہ انٹرنیٹ، ویڈیوز اور انٹرایکٹو ایپلیکیشنز کا استعمال ابھی تک محدود ہے۔

3۔ **ادبی مواد کی کمی:** بچوں کے لیے اردو ادب کا مواد کم اور بورنگ سمجھا جاتا ہے۔ بچوں کو متحرک اور دلچسپ ادبی مواد کی ضرورت ہے تا کہ ان میں ادب کے لیے محبت پیدا ہو۔

4۔ **اساتذہ کی تربیت:** اساتذہ کی تربیت بھی ایک اہم مسئلہ ہے۔اکثر اساتذہ جدید تدریسی طریقوں سے ناواقف ہوتے ہیں اور وہ روایتی طریقوں سے ہی تدریس کرتے ہیں جو بچوں کے لیے دلچسپ نہیں ہوتے۔

5 **طلبہ کی دلچسپی کا فقدان:** بہت سے بچے اردو زبان میں دلچسپی نہیں رکھتے کیونکہ ان کے مطابق اردو محض ایک نصابی زبان بن کر رہ گئی ہے، جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

جدید طریقۂ کار:

1۔ انٹرایکٹو تدریس: بچوں کی دلچسپی کو بڑھانے کے لیے تدریس میں انٹرایکٹو طریقوں کا استعمال کیا جا سکتا ہے۔ جیسے گروپ ورک، بحث و مباحثہ اور پراجیکٹس۔اس سے بچے نہ صرف زبان سیکھتے ہیں بلکہ ادبی مواد کے بارے میں بھی ان کا شعور بڑھتا ہے۔

2۔ ڈیجیٹل وسائل کا استعمال: آج کل تکنیکی وسائل جیسے کمپیوٹر، ٹیبلٹس اور موبائل ایپلیکیشنز بچوں کی تعلیم میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔اردو کی ویب سائٹس، آن لائن کورسز، ویڈیوز اور ای بکس کا استعمال کر کے بچے دلچسپ طریقے سے اردو سیکھ سکتے ہیں۔

3۔ کہانیاں اور گانے: بچوں کی تدریس میں کہانیاں اور گانے بہت مؤثر ثابت ہو سکتے ہیں۔کہانیاں نہ صرف بچوں کی لغت کو بڑھاتی ہیں بلکہ ان میں تخیلاتی صلاحیتوں کو بھی فروغ دیتی ہیں۔اسی طرح اردو گانے بچوں کو اردو کی لحن، تلفظ اور معانی کے ساتھ مانوس کرتے ہیں۔

4۔ ادبی شخصیات کا تعارف: بچوں کو اردو ادب کے عظیم شعرا اور ادیبوں سے متعارف کروانا ضروری ہے۔ اساتذہ بچوں کو مختصر کہانیاں، اشعار یا اقتباسات کے ذریعے ان شخصیات کا تعارف کروا سکتے ہیں۔

5۔ تدریسی کھیل: تدریسی کھیل جیسے ''اردو پزل''، ''الفاظ کا کھیل''، یا ''کامیاب کہانی'' جیسے کھیل بچوں کو زبان سیکھنے میں مدد دے سکتے ہیں۔ان کھیلوں کے ذریعے بچے تفریح کے ساتھ اردو سیکھ سکتے ہیں۔

6۔ ثقافتی سرگرمیاں: اردو زبان کو زندگی کے مختلف پہلوؤں میں استعمال کرنے کی ضرورت ہے، جیسے ثقافتی پروگرام، تقریری مقابلے، شاعری اور ڈرامے۔اس سے نہ صرف زبان کی اہمیت کو اجاگر کیا جا سکتا ہے بلکہ بچوں میں اردو کے لیے محبت بھی پیدا کی جا سکتی ہے۔

7۔ زبان کے ماحول کی تخلیق: تعلیمی اداروں میں اردو کا ماحول پیدا کرنا ضروری ہے۔ دیواروں پر اردو کے اقوال، قصے اور اشعار لگانے سے بچوں کی زبان کے ساتھ ایک مضبوط تعلق قائم ہو سکتا ہے۔

نتیجہ:

ابتدائی سطح پر اردو زبان و ادب کی تدریس میں جدید طریقۂ کار اپنانا نہایت ضروری ہے تاکہ بچوں میں زبان اور ادب کے لیے محبت پیدا کی جا سکے۔ اساتذہ کو جدید تدریسی وسائل سے آراستہ کرنا، بچوں کی دلچسپی کو مدنظر رکھتے ہوئے تعلیمی طریقے اپنانا اور زبان کے معیار کو بہتر بنانا، اردو کی تدریس کو کامیاب بنا سکتا ہے۔ ان تمام اقدامات سے نہ صرف بچوں کی اردو زبان کی مہارت میں اضافہ ہوگا بلکہ ان میں اردو ادب کا ذوق بھی پیدا ہوگا۔

مینٹور ٹیچر
شعبۂ تعلیم
پندرہویں منزل
سیوِک سینٹر، دہلی

امتیاز احمد

ثانوی سطح پر اردو زبان وادب کی تدریس: مسائل اور تدارک کی طریقۂ کار

تلخیص

اسکولی نظامِ تعلیم کسی بھی زبان اور علوم کی تعلیم اور آموزش واکتساب میں ایک کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ اسکولی نظامِ تعلیم کا وقتاً فوقتاً محاسبہ اور جائزہ نہ صرف تعلیم کی موزونیت اور مؤثریت کو اجاگر کرنے میں معاون ہوتا ہے بلکہ یہ طلبہ کی ہمہ جہت نشو ونما، تعلیمی اہداف کے حصول کی سمت و رفتار اور اساتذہ کی پیشہ ورانہ ترقی کے معیار و رجحان کو بھی واشگاف کرتا ہے۔ اسکولی تعلیم کی تینوں سطحوں کا بہتر نظم ونسق قائم کرنے اور انھیں ملک کے تعلیمی اہداف، سماجی مطالبات اور طلبہ کی ضروریات کے مطابق بنانے کے لیے ضروری ہے کہ ہم ان کا بتدریج جائزہ لیتے رہیں اور ان کی اصلاحات کی ممکنہ تجاویز اور سفارشات سے وزارتِ تعلیم، پالیسی سازوں اور ماہرینِ تعلیم کو گاہے بہ گاہے باخبر کرتے رہیں۔ اسکولی تعلیم کی ثانوی سطح ایک ایسا کلیدی مرحلہ ہے جہاں سے بچوں میں ذاتی شناخت، سماجی تعلقات ومطابقت، تنقیدی سوچ اور استدلالی فکر ونظر کی آبیاری ہوتی ہے۔ یہ سطح اعلیٰ تعلیم کی ترغیب وتحصیل کی راہ ہموار کرنے کے علاوہ بچوں کے لیے روزگار کے مواقع کے دریچے بھی وا کرتی ہے۔ اس سطح کی اہمیت وناگزیریت سے صرفِ نظر کرنا نہ صرف طلبہ کی تعلیمی ترقی کو مسدود کرے گا بلکہ قوم وملک کے لیے نااہل اور بے سود افراد کے جم غفیر کا موجب بھی بنے گا۔ جب ناچیز نے اس تناظر میں ثانوی سطح پر اردو زبان وادب کی تدریس کا جائزہ لیا تو اس نے اسے کئی مسائل سے نبرد آزما پایا۔ میں نے ثانوی سطح پر اردو زبان وادب کی تدریس کو

لاحق مسائل کی تفتیش کے لیے اردو زبان و ادب کی تعلیم و تدریس پر لکھی کتابوں کا عمیق مطالعہ کیا اور ان کتابوں میں مذکور مسائل کی زمینی حقیقت اور صورت حال کا جائزہ لینے کے لیے ایک تجرباتی تحقیق بروئے کار لائی گئی۔ اس تجرباتی تحقیق کے لیے دہلی کے دس مختلف اسکولوں میں اردو زبان و ادب پڑھانے والے اساتذہ کو بطور نمونہ منتخب کیا گیا اور ثانوی سطح پر اردو زبان و ادب کی تدریس کو درپیش مسائل جاننے کے لیے انھیں ایک کھلا سوالنامہ دیا گیا۔ ان منتخب اساتذہ کے جوابات کے تجزیہ سے جو مسائل اجاگر ہوئے ہیں ان میں ثانوی سطح کے اردو زبان و ادب کی نصابی ضخامت، شاملِ نصاب مواد کی غیر موزونیت، طریقۂ تدریس کی محدودیت اور اردو میڈیم اساتذہ کی پیشہ ورانہ ترقی کے پروگرامس کی عدمِ مطابقت اور غیر مؤثریت قابلِ غور اور توجہ طلب ہیں۔ اس سطح پر اردو زبان و ادب کی مؤثر اور نتیجہ خیز تدریس کے لیے ان امور کا فوری سد باب نہ صرف ضروری ہے بلکہ یہ وقت کا بنیادی تقاضا بھی ہے۔

کلیدی الفاظ: اسکولی نظامِ تعلیم، تعلیمی اہداف، محاسبہ، تجرباتی تحقیق، کھلا سوالنامہ، نصابی ضخامت، طریقۂ تدریس، پیشہ ورانہ ترقی۔

تعارف

اسکولی تعلیم کے مقاصد کی ترسیل و تحصیل اور طلبہ کی ہمہ جہت نشو و نما کا انحصار بڑی حد تک نصابی و ہم نصابی تدریسی مواد کی موزونیت و مطابقت، طریقۂ تدریس اور تدابیر کی مؤثریت اور اساتذہ کی فعالیت اور تعلیم و تدریس کے عصری تقاضوں سے واقفیت پر ہوتا ہے۔ ایک مؤثر اور نتیجہ خیز اکتسابی حصولیابی کے لیے ضروری ہے کہ استاد وقتاً فوقتاً اپنے طریقہ ہائے تدریس اور وسائل کا جائزہ اور محاسبہ کرتا رہے اور ان کو بچوں کی دلچسپی، رجحان اور ذہنی عمر کی مناسبت سے بدلتا رہے۔ کسی بھی مضمون یا زبان کی تدریس میں طریقۂ تدریس غیر معمولی اور اہم رول ادا کرتا ہے۔ بحیثیت استاد ہمارے لیے ان کی نفسیات، فلسفہ اور موزوں طریقۂ استعمال سے بخوبی واقف ہونا ضروری ہے۔ جب تک ہم ان کے اصول اور ہدایات کو نہیں سمجھیں گے تب تک ہم نہ تو اس کا درست استعمال کر پائیں گے اور نہ ہی ان

سے کوئی بہتر نتائج حاصل کر پائیں گے۔ اردو کے علاوہ دیگر علوم اور زبانوں نے اپنے آپ کو جدید تکنیک، آلات اور طریقۂ تدریس کے مطابق ڈھال لیا ہے لیکن اردو ہنوز اسی روایتی طریقۂ ہائے تدریس سے جکڑی اور جڑی ہوئی ہے جن کی موجودہ دور میں نہ تو کوئی افادیت ہے اور نہ ہی کوئی مؤثریت۔

ثانوی سطح پر اردو زبان و ادب کی تدریس اور آموزش کو درپیش مسائل کو سمجھنے اور ان کا تدارک کی حل تلاشنے کے لیے ایک کھلا سوالنامہ تیار کیا گیا جس میں زبان و ادب کے درس و تدریس سے متعلق نصاب کی موزونیت، طریقۂ تدریس، طلبہ کی آموزشی سمت و رفتار، اساتذہ کی پیشہ ورانہ ترقی، مختلف تعلیمی دستاویزات کی اہمیت مؤثریت اور ثانوی سطح کے تدریسی مسائل اور ان کے تدارک کی سدباب کو زیرِ ملازمت اساتذہ کے نقطۂ نظر سے سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے۔

ثانوی سطح پر اردو زبان و ادب کی تعلیم و تدریس پر مبنی سوالنامے کے تجزیہ سے یہ نتائج اخذ ہوتے ہیں کہ اس سطح پر اردو زبان و ادب کی تدریس تین بنیادی مسائل سے دوچار ہے۔ (۱) نصابی ضخامت و شاملِ نصاب مواد کی غیر موزونیت (۲) تدریس میں جدید طریقۂ تدریس کی عدم شمولیت (۳) اور اردو میڈیم اساتذہ کی پیشہ وارانہ معیارات سے نیم واقفیت و پیشہ وارانہ ترقی کے پروگراموں کا اردو میڈیم اساتذہ کی ضروریات اور مطالبات سے عدمِ مطابقت۔ علاوہ ازیں اسکولی سطح پر تعلیمی پالیسیوں کے عدم نفوذ اور حکومتی اداروں کا اردو زبان و ادب کے تئیں بے توجہی بھی اہم مسئلہ ہے۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ ثانوی سطح کے اردو زبان و ادب کے نصاب کا از سر نو جائزہ لیا جائے اور اسے عصری تقاضوں اور طلبہ کے ذہنی سطحوں کے مطابق تشکیل دیا جائے۔

ثانوی سطح کے اردو زبان و ادب کا نصاب دیگر زبانوں کے نصاب کے مقابلے ضخیم ہے۔ نویں جماعت کے لیے مقررہ درسی کتاب 'نوائے اردو' آٹھ نثری، ایک معلوماتی، چھ غزل، چار نظم، ایک گیت، چار قطعہ اور ایک مثنوی کے اسباق پر مشتمل ہے جبکہ معاون درسی کتاب 'گلزارِ اردو' دس غزل اور نو نظم کے اسباق کو محیط ہے۔ اس کے علاوہ ثانوی و اعلیٰ

ثانوی درجات کے لیے 'اردو کی ادبی اصناف' نامی کتاب بھی شاملِ نصاب ہے جس میں اردو کی مختلف شعری و نثری اصناف کا تعارف مذکور ہے۔ثانوی سطح کی دسویں جماعت کی درسی کتاب 'نوائے اردو' گیارہ نثری، چھ غزل، پانچ نظم اور چھ رباعی کے اسباق پر مشتمل ہے۔معاون درسی کتاب گلزارِاردو نوافسانے اور تین خاکوں پر مشتمل ہے۔

نویں جماعت		
کتاب	شعری اسباق	نثری اسباق
نوائے اردو	16	8
گلزارِاردو	19	
دسویں جماعت		
کتاب	شعری اسباق	نثری اسباق
نوائے اردو	17	11
گلزارِاردو		12
اردو کی ادبی اصناف	26	14

جب ہم ثانوی سطح کے اردو زبان و ادب کے نصاب کا تقابل دیگر زبانوں مثلاً ہندی، سنسکرت اور انگریزی کے نصابی کتابوں سے کرتے ہیں تو ہمیں ان میں بہت فرق نظر آتا ہے۔ان زبانوں کی نصابی کتابیں ضخامت سے مبرا نظر آتی ہیں۔ ہندی کی نویں اور دسویں جماعتوں کی درسی و معاون کتابیں کل 31 اسباق پر مشتمل ہیں جبکہ اردو کی محض نویں جماعت کی کتابیں مجموعی طور پر 43 اور دسویں جماعت کی کتابیں 40 اسباق پر مشتمل ہیں۔ اسباق کی ضخامت کی وجہ سے بیشتر اساتذہ نصاب مکمل کرنے پر توجہ دیتے ہیں اور ان کے اس رویے کے سبب نہ تو طلبہ اسباق کی صحیح تفہیم کرنے پر قادر ہوتے ہیں اور نہ ہی ان میں لسانی مہارتیں اور ادبی ذوق پیدا ہوتا ہے۔قومی درسیاتی خاکہ برائے اسکولی تعلیم 2023 نے بھی نصابی ضخامت کے اس نتیجے کی طرف اشارہ کیا ہے (ص: 237)۔اس لیے

ضروری ہے کہ اردو ماہرین نصاب کا از سر نو جائزہ لیں اور جو غیر ضروری اسباق ہیں: انھیں خارجِ نصاب کر کے اساتذہ اور طلبہ کے لیے سامانِ استراحت فراہم کریں۔

زبان	جماعت	کتاب	مجموعی اسباق
ہندی	نویں	شلپتج	13
ہندی	نویں (معان کتاب)	کرتِکا	13
ہندی	دسویں	شلپتج	12
ہندی	دسویں (معاون کتاب)	کرتِکا	3
سنسکرت	نویں	شیموشی	10
سنسکرت	نویں ودسویں	ویاکرن ویدھی	14
سنسکرت	دسویں	شیموشی	10
انگریزی	نویں	بیہیو	9
انگریزی	نویں (معاون کتاب)	مومنٹ	9
انگریزی	دسویں	فرسٹ فلائٹ	9
انگریزی	دسویں (معاون کتاب)	فوٹ پرنٹ وداؤفیٹ	9

نصاب کی ضخامت کے علاوہ شاملِ نصاب اسباق کی نوعیت بھی قابلِ غور ہے۔ اگر ہم ثانوی تعلیم کے اغراض و مقاصد پر غور کریں تو ہمیں یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اس سطح پر طلبہ کو شعر وادب سے متعارف کرانا اور ان میں ادبی و جمالیاتی ذوق کو فروغ دینا مقصود ہے۔ لہٰذا ثانوی سطح پر نصاب کی تدوین میں ایسے اسباق کو شامل کرنا چاہیے جن سے مذکورہ مقاصد کی صحیح نمائندگی ہو اور جن کا حصول بھی ممکن ہو۔ عصر حاضر کے تعلیمی منظر نامے کی روشنی میں آج اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ طالب علموں کے معیار کو سامنے رکھ کر اردو زبان وادب کے نصاب میں مناسب تبدیلیاں کی جائیں اور نصابی ترمیم وتشکیل کے عمل میں زبان وادب کے اساتذہ کو شامل کیا جائے تاکہ وہ نصاب سے متعلق بہتر تجاویز پیش کرسکیں۔ نصابی

کمیٹیاں اساتذہ کے مشورے کی روشنی میں طلبہ کی عمر اور درجات کا لحاظ رکھتے ہوئے پوری تلاش وجستجو، محنت اور غور وفکر سے نصاب کی تیاری کرسکیں۔ ثانوی درجات کا تعلیمی نصاب اس اعتبار سے اور بھی اہمیت کا حامل ہے کہ اس میں ایک طرف تو بچوں میں زبان کی بنیادی مہارتوں کی ترویج کو یقینی بنانا ہے اور دوسری طرف ان میں اعلیٰ تعلیم کے تئیں ذوق وشوق اور تحرک پیدا کرنا ہے۔ نصاب میں مضامین کی تعداد اتنی ہی ہونی چاہیے جسے پورے سال میں بہ آسانی پڑھایا جاسکے اور اساتذہ وطلبہ پر نصاب کا بوجھ حاوی نہ ہو۔ نیز طلبہ کی نفسیات اور ضروریات کو پس پشت ڈال کر بنایا گیا نصاب عدم دلچسپی اور اکتاہٹ و بوریت کا باعث بن جاتا ہے۔

ثانوی سطح کی شاملِ نصاب بیشتر غزلیں مشکل اور دقت طلب ہیں جیسے درجہ نہم میں شامل مجروح سلطانپوری کی غزل، جس کا مطلع ملاحظہ ہو:

ہم ہیں متاعِ کوچہ وبازار کی طرح　　　اٹھتی ہے ہر نگاہ خریدار کی طرح

یہ غزل ثانوی درجات کے لحاظ سے مشکل ہے۔ اس میں ایک عورت کے مسائل پیش کیے گئے ہیں۔ بچوں کو عورت کی زندگی کے اتنے بڑے مسئلے کو بتانا اور اس کی وضاحت کرنا قبل از وقت ہوگا۔ اسی طرح میر تقی میرؔ کی غزل جس کا مطلع ہے:

اشک آنکھوں میں کب نہیں آتا　　　لوہو آتا ہے جب نہیں آتا

اس غزل کا مقطع بالیدہ غور وفکر اور عمیق شعری فہم کا متقاضی ہے۔

اسی طرح نصاب میں متعدد ایسی غزلیں ہیں جن میں مشکل الفاظ بکثرت استعمال کیے گئے ہیں۔ انھیں سہل اور آسان بنا کر پیش کرنا چاہیے۔ ان میں اس طرح کی مشقیں ہونی چاہئیں جن سے طالب علم ذاتی طور پر بھی ان کا مطلب اخذ کرسکے۔ شعری اسباق کے علاوہ نثری اصناف کے کچھ اسباق مثلاً صالحہ عابد حسین کا افسانہ ''مگر وہ ٹوٹ گئی'' اور شوکت تھانوی کا ڈرامہ ''خدا حافظ'' بھی توجہ طلب ہے۔

ثانوی سطح پر درسی کتابیں اس نوعیت کی ہونی چاہیے کہ ان میں زیادہ سے زیادہ علوم سے آشنائی تو ہو مگر ہر مضمون کی علیحدہ درسی کتابیں لازمی نہ سمجھی جائیں بلکہ انہیں ایک

ہی کتاب کے مختلف حصوں میں ترتیب دیا جائے اور اس کتاب کو زبان کی کتاب کہا جائے۔ ان کتابوں کا مقصد طلبہ کو آئندہ تعلیم کے لیے تیار کرنا ہی نہیں بلکہ بول چال کی زبان، محاوروں اور روزمرہ سے بھی اس کی واقفیت کرانا ضروری ہے۔

نویں اور دسویں جماعتوں میں نصابی کتابوں کو محض ادبی وشعری نمونوں تک محدود رکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے لیکن ان کتابوں کا نصاب ایسا ہونا چاہیے جو طالب علموں کی نظر اور اس کے اظہار کی صلاحیت کو محدود نہ کرے۔ لہٰذا نصاب میں روایتی اسباق کی جگہ جدید اور عصری عہد کے ادب پر بھی توجہ دینا چاہیے۔

اسی طرح قصیدے میں جو کچھ پڑھا جاتا ہے۔ اس کا اخلاقی نقطۂ نظر سے جواز فراہم نہیں کیا جا سکتا، نہ کمرہ جماعت میں کورس کے لیے اتنا وقت ہوتا ہے کہ اسکول کی سطح پر قصیدہ کا سماجی پس منظر پیش کیا جائے، جس میں قصیدہ لکھا گیا تھا۔ یعنی بچوں کو تاریخی حقائق کی روشنی میں بتایا جائے کہ عام طور پر شعرا کی پرورش سلاطین اور امراء کے زیرِ سایہ ہوتی ہے۔ مذہبی قصائد کو چھوڑ کر عام شخصی قصیدے انعام و اکرام کے لیے لکھے گئے تاکہ شعرا معاشی تنگی سے باہر آسکیں۔ قصائد کی اہمیت مسلم ہے۔ یہ حمد، نعت اور منقبت کی شکل میں آج بھی موجود ہیں۔ بہادر شاہ ظفر اور شاہان اودھ کی جو تصاویر اردو قصیدے میں ابھرتی ہیں اور جو تاریخ کی کتابوں میں ملتی ہیں، اس کا قصیدہ کی شاعری سے کوئی واسطہ نہیں۔ اس کا حل یہی سمجھ میں آتا ہے کہ قصیدہ میں مشکل الفاظ کے معنی سمجھا کر آگے بڑھا جائے۔ لہٰذا ثانوی درجات میں نصاب سے متعلق مسائل کا حل یہی معلوم ہوتا ہے کہ معاشرے کے مطابق نصاب میں مناسب تبدیلیاں کی جائیں۔ نصاب کو مشکل اور پیچیدہ بنانے کے بجائے آسان اور دلچسپ بنانا چاہیے۔ اس میں طلبہ کے عملی پہلوؤں کی طرف زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔

گزشتہ زمانے میں ثانوی تعلیم کے نصاب کا مقصد طلبہ کو صرف کالج کے لیے تیار کرانا سمجھا جاتا تھا لیکن آج کے دور میں نصاب کے ذریعہ طالب علموں کو سماج سے ہم آہنگ کرانا ہے اور اس کی تمام تر صلاحیتوں کو نشو ونما کے مواقع فراہم کرانا ہے۔ اس کے پیشِ نظر ثانوی تعلیم کے نصاب کی تیاری میں دو اصول خاص طور پر ملحوظ رکھنا چاہیے۔

1۔ طلبہ کی نفسیاتی خصوصیات کا خیال رکھنا، یعنی ان کی دلچسپیوں، صلاحیتوں اور رجحانات کا خیال۔

2۔ سماج کے مطالبات کا بھی لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ سماج کا سب سے اہم مطالبہ یہ ہوتا ہے کہ طالب علم تعلیم سے فارغ ہو کر اس قابل ہو جائیں کہ وہ سماج کے لیے مفید ثابت ہو سکیں۔

ایک اچھے نصاب کی اہمیت ہمیشہ مسلم رہتی ہے کیونکہ اس کی معنویت اور جامعیت پر ہی تعلیم کی قدر و قیمت متعین کی جا سکتی ہے۔ ایک عمدہ نصاب کے بغیر مؤثر تدریس کا تصور ناممکن ہے۔ اگر نصاب کا مواد تسلی بخش نہ ہوگا تو اس وقت تک استاد بھی تعلیم و تدریس کا صحیح مقصد سمجھنے کے باوجود منزل سے دور جا بھٹکے گا۔ ایک معقول نصاب سے نہ صرف تعلیم میں معنویت اور اثر پذیری پیدا ہوتی ہے بلکہ استاد کے کام کی سمت بھی متعین ہوتی ہے اور اس بات کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ تدریس میں حصولِ مقصد کے لیے کون سی نئی راہیں نکالنی ہوں گی۔ عام طور سے یہ دیکھا گیا ہے کہ ثانوی سطح پر نصاب کی تشکیل کرتے وقت محض وقوفی پہلوؤں پر زور دیا جاتا ہے اور دیگر پہلو نظر انداز کر دیے جاتے ہیں۔ اس میں طالب علموں کی دلچسپیوں، نفسیات اور خواہشات کو مد نظر نہیں رکھا جاتا ہے۔ یہ مسائل اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ نصاب میں نہ صرف ترمیم و تخفیف کی ضرورت ہے بلکہ ایسے موضوعات اور مواد شامل کرنے کی ضرورت ہے جو بچوں کی دلچسپی کو بڑھا سکیں۔ نصاب میں روزمرہ کی زندگی سے متعلق کہانیاں، جدید سماجی مسائل اور دلچسپ ادبی نمونوں کی شمولیت سے نہ صرف بچوں میں دلچسپی کا جذبہ اور تفہیم کی صلاحیت پیدا ہوگی بلکہ تعلیم کا معیار بھی بہتر اور نتیجہ خیز بنے گا۔ لہٰذا ثانوی سطح کے اردو زبان و ادب کے نصاب کی تدوین میں درج ذیل نکات کا خیال رکھنا از حد ضروری ہے۔

- نصاب کو طلبہ کی ذہنی سطح اور دلچسپی کے مطابق ترتیب دیا جائے۔ غیر ضروری مواد کو حذف کر کے مفید اور دلچسپ موضوعات شامل کیے جائیں۔
- روزمرہ کے موضوعات، جیسے سماجی رویے، ماحولیاتی مسائل اور جدید ٹیکنالوجی، کو نصاب میں شامل کیا جائے۔

- نصاب سازی کے عمل میں ماہرین تعلیم، اردو اداروں اور اساتذہ کو شامل کیا جائے تاکہ عملی مسائل کا بہتر ادراک ہو۔
- نصاب طلبہ میں روشن خیالی، وسیع النظری اور ایثار و خدمات کے جذبات کو فروغ دینے والا ہو۔
- نصاب طلبہ کو قواعد کی پابندیوں سے اس انداز میں روشناس کرائے کہ انھیں قواعد جیسے خشک موضوع کو سمجھنے میں کسی بوجھ کا احساس نہ ہو۔
- نصاب، طلبہ کو اردو کے مستند شعرا اور ادبا سے متعارف کراتا ہو۔ اس سلسلے میں یہ اہتمام کرنا چاہیے کہ اسباق میں معیاری ادیبوں اور شاعروں کی تخلیقات ہی پیش کی جائیں اور سبق سے پہلے اس کے مصنف کا مختصر تعارف پیش کیا جائے۔ اس کے علاوہ سبق کے آخر میں طلبہ کی رہنمائی کے لیے زیادہ سے زیادہ توضیحی سوالات و مشقیں ہونی چاہیے جن سے طلبہ کو یہ علم بخوبی ہو جائے کہ شاعر یا ادیب مضمون کے ذریعہ کیا پیغام دینا چاہتا ہے۔

ثانوی سطح پر اردو زبان و ادب کی تدریس کا دوسرا اہم مسئلہ بیشتر اساتذہ کا جدید طریقۂ تدریس سے لاعلمی اور ان طریقۂ کار کا غیر مؤثر اطلاق و انطباق ہے۔ اساتذہ ثانوی درجات میں اردو زبان کی تعلیم و تدریس کو معقول، مؤثر اور کارآمد بنانے کے لیے بہتر سے بہتر طریقۂ تدریس، آموزشی حکمت عملیوں اور مختلف قسم کے تدریسی اکتسابی آلات کی تلاش و جستجو تو کرتے ہیں اور کسی حد تک اپنی کوشش میں کامیاب بھی ہو جاتے ہیں مگر بیشتر اساتذہ اپنی درس و تدریس میں ان کا انضمام نہیں کر پاتے ہیں۔ اس عدمِ انضمام کے باوجود سبق کی ترسیل تو ہو جاتی ہے البتہ سبق کی تفہیم اور اس کا اصل مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ قومی درسیاتی خاکہ برائے اسکولی تعلیم 2023 نے تعلیم و تدریس کے گرتے معیار کی ایک وجہ غیر موزوں طریقۂ تدریس کو بھی قرار دیا ہے (237)۔ ثانوی سطح کے طلبہ کی ہمہ جہت ترقی اور موثر و مفید آموزشی نتائج کے لیے مختلف طریقۂ تدریس اور تدابیر کو بروئے کار لایا جا سکتا ہے۔ منصوباتی طریقہ، مسائل مرکوز طریقہ، طریقہ بحث و مباحثہ، مظاہراتی طریقہ، ترسیلی لسانی طریقہ، مجموعی لسانی طریقہ، مواد مرکوز طریقہ، تعاونی طریقہ، گروہی طریقہ، ریسی پروکل طریقہ، جگسا طریقہ وغیرہ کے ذریعے تعلیم و تدریس کے عمل کو پر لطف، مسرت آمیز اور نتیجہ

خیز بنایا جا سکتا ہے۔لیکن اکثر و بیشتر ہم دیکھتے ہیں کہ تدریس کی بنیادی سہولیات کی کمیاں ان سے عدم آگہی کی وجہ سے اساتذہ آج بھی اسی پرانے طریقۂ تدریس پر قائم ودائم ہیں اور تربیت یافتہ ہونے کے باوجود دوران تدریس کسی خاص مہارت یا تکنیک کا استعمال نہیں کر پاتے ہیں اور اردو زبان کے جملہ اصناف خواہ نثر ہو، شاعری ہو یا قوائد سب کو ایک ہی طریقہ سے پڑھا کر اپنی ذمہ داری سے سبک دوش ہو جاتے ہیں۔علاوہ ازیں اردو اساتذہ زبان و ادب کی تدریس میں تکنیکی وسائل اور آلات کے انضمام و استعمال سے بھی دامن بچاتے نظر آتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ آئے دن یہ اعتراضات ہوتے ہیں کہ اردو زبان نے خود کو جدید ٹیکنالوجی سے ہم آہنگ نہیں کیا ہے جبکہ عصر حاضر میں تعلیم و تدریس میں ٹیکنالوجی اساس وسائل اور آلات کا انضمام جزو لاینفک بن گیا ہے۔

ماہرینِ تعلیم ونفسیات نے زبان کی مختلف اصناف کی تعلیم و تدریس کے لیے متنوع طریقے اور تدابیر بتائے ہیں جن کے اصول اور ضوابط ایک دوسرے سے الگ اور جداگانہ ہیں نیز ان کے مقاصد اسکول کے ہر سطح پر بدلتے رہتے ہیں۔لہٰذا اساتذہ کو کسی بھی طریقۂ تدریس کو اختیار کرنے سے پہلے مواد کی نوعیت وفطرت اور تقاضے کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے اور اس کے مطابق ہی طریقۂ تدریس اپنانا چاہیے۔

نثری اسباق کے تدریسی طریقے

ثانوی سطح پر نثر کی تدریس تین خاص وجوہات کی بنا پر شاعری کی تدریس سے مختلف اور مشکل ہو جاتی ہے۔اول یہ ہے کہ ہم آج بھی نثر کو شاعری کے اصول اور شعریات کے تناظر میں پڑھاتے ہیں یعنی وضاحتی اور بیانیہ طریقۂ کار اپناتے ہیں جو کہ نثر کے تدریسی اصول کے بالکل خلاف ہے اس لیے ہمیں سب سے پہلے نثر کو شاعری سے الگ کرنا ہوگا اور یہ ذہن نشین کرنا ہوگا کہ اب نثر کے تدریسی اصول اور تکنیک وضع ہو چکی ہے۔دوسری وجہ یہ ہے کہ غزل یا نظم کی تدریس اس کے مکمل متن کو سامنے رکھتے ہوئے کی جا سکتی ہے لیکن نثر میں یہ ممکن نہیں کیوں کہ آپ سارے متن کو سامنے رکھ کر تدریسی تقاضوں کو پورا نہیں کر سکتے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ نثر دو قسم کی ہوتی ہے افسانوی اور غیر افسانوی۔ان دونوں کے تدریسی

تقاضے اور طریقے الگ ہوتے ہیں۔ ایک میں دلچسپی اور رغبت کا عنصر زیادہ ہوتا ہے تو دوسرے میں کم۔ غیر افسانوی نثر قصہ پن نہ ہونے کی وجہ سے طلبہ کی عدم دلچسپی اور بے توجہی کی شکار ہو جاتی ہے جبکہ افسانوی نثر کہانی پن، دل آویزی، رنگارنگی اور دلچسپی کی وجہ سے اپنا تاثر قائم کر لیتی ہے۔

ثانوی سطح پر تدریس نثر کے لیے عموماً لکچر یا بیانیہ طریقہ اپنایا جاتا ہے جو کہ استاد کی سہولت اور طالب علموں کی ایک بڑی تعداد سے نمٹنے کے لیے بنیادی اور روایتی طریقۂ تدریس ہے اور جو کافی عرصے سے تعلیمی عمل میں خاصا مقبول بھی رہا ہے لیکن اب جبکہ تدریس کے نت نئے طریقے متعارف ہونے لگے ہیں اور اکتسابی عمل میں طفل مرکوز سرگرمی اور وسائل کو ترجیح دی جانے لگی ہے تو اس کے استعمال اور افادیت میں رفتہ رفتہ کمی آنے لگی ہے۔ نثری اسباق کی تدریس کی غرل موثریت کی سب سے بڑی وجہ تو وہ روایتی طریقۂ تدریس ہے جو اپنی فرسودگی کے باوجود اساتذہ کی منظور نظر اور مطمح فکر بنی ہوئی ہے۔ پہلے ہمیں اپنے اس غیر مناسب رویے کو بدلنا ہوگا اور خود کو جدید طریقے، نئے تکنیکی اور تدابرت سے ہم آہنگ کرنا ہوگا تبھی جا کر ہمارا تدریسی عمل کارآمد اور نتیجہ خیز ہو سکے گا۔ نثری اسباق کی غیر مؤثر تدریس کی دوسری وجہ ان بنیادی اصول اور مبادیات سے عدم واقفیت ہے جو نثر کے تدریسی عمل کے لیے ناگزیر ہیں جیسے صوتی آہنگ، لفظی زیر و بم اور جسمانی حرکات وسکنات وغیرہ۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ استاد ایک ہی انداز میں رسمی بلند خوانی کے ساتھ سبق کو پڑھاتے چلے جاتے ہیں جس سے طلبہ میں نہ تو دلچسپی پیدا ہوتی ہے اور نہ ہی ان پر متن کے مختلف کیفیات مثلاً غم، خوشی اور استعجاب کا اثر ہوتا ہے۔ نثر کی مختلف اصناف ہیں جن کے اپنے منفرد اصول اور لوازمات ہیں۔ ہم ان مختلف اصناف کو ایک ہی طرز یا طریقے سے نہیں پڑھا سکتے جیسے داستان کی تدریس ڈرامائی انداز میں نہیں کر سکتے، ڈرامہ کی تدریس قصہ گوئی کے انداز میں نہیں کر سکتے۔ اسی طرح دیگر اصناف وغیرہ کی تدریس۔

نثری اسباق کی مؤثر تدریس کے لیے ہم کسی ایک طریقہ یا تکنیک پر انحصار نہیں کر سکتے بلکہ اس کے لیے ہمیں مختلف طریقۂ ہائے تدریس جیسے بحث و مباحثہ، منصوباتی،

مظاہراتی، رول پلے، ترسیلی، مسائل مرکوز، مواد مرکوز، تعاونی، ریسی پروکل اور مجموعی لسانی طریقۂ تدریس وغیرہ کو بروئے کار لا سکتے ہیں اور اپنی تدریس کو دلچسپ، مسرت آمیز اور نتیجہ خیز بنا سکتے ہیں۔ بحث مباحثہ کے ذریعے طلبہ کو اسباق میں مذکور مسائل پر غور وفکر کرنے اور ان کی افہام وتفہیم میں تنقیدی سوچ اختیار کرنے کا موقع فراہم کیا جا سکتا ہے۔ منصوباتی، تعاونی، ریسی پروکل اور جگسا طریقۂ تدریس مضمون اور انشا کی تعلیم کو مفید ومؤثر اور آموزشی عمل کو پرلطف اور سرگرم بنا سکتے ہیں۔ مظاہراتی اور رول پلے طریقہ ڈرامے کی تدریس کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے جن سے بچوں میں واقعات کی پیش کش، مکالموں کی ادائیگی، جسمانی حرکات وسکنات کے تفاعل اور الفاظ کے اتار چڑھاؤ کی صلاحیت پیدا کی جا سکتی ہے۔

نثری اسباق کی تدریس میں قرأت اور بلند خوانی کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ یہ طلبہ کو گہری سوچ، مسائل کے حل، معلومات میں اضافہ، تنقیدی فکر، مطالعہ کا شوق، تخلیقی اظہار اور مشترکہ سرگرمی پر ابھارتا ہے۔ استاد کو چاہیے کہ وہ متن کی بلند خوانی میں طلبہ کو بھرپور موقع فراہم کرے تاکہ ان میں متن کی قرأت، تفہیم، تجزیہ، تنقید اور تلخیص کی مہارتوں کے فروغ کے ساتھ ساتھ غور وفکر، قوت متخیلہ، خیالات وجذبات کی ترتیب، اظہارِ مافی الضمیر، ادبی ذوق وشوق اور موزوں ومناسب تقریر وترسیل کی صلاحیتوں کی آبیاری ممکن ہو سکے۔

شعری اسباق کے تدریسی طریقے

اصناف نثر کی طرح شاعری کی بھی مختلف قسمیں ہیں جیسے غزل، نظم، رباعی اور قصیدہ وغیرہ۔ ثانوی سطح پر شاعری کی ان تمام اصناف کی تدریس کا طریقہ تقریباً ایک جیسا ہی رہتا ہے جو کہ صنف کی نوعیت، اصول اور خصوصیات کے عین مخالف ہے۔ گرچہ تمام شعری اصناف کی شعریات اور مبادیات یکساں ہوتی ہیں لیکن ان میں کچھ ایسی خاصیتیں ہوتی ہیں جو انہیں ایک دوسرے سے ممتاز کرتی ہیں۔ اس لیے دوران تدریس استاد کو اپنے طریقۂ کار میں تھوڑی بہت تبدیلی لانی چاہیے۔ اصناف سخن کے تدریسی مقاصد کا حصول اسی صورت میں ممکن ہوسکتا ہے جب انہیں موزوں اور موثر طریقہ سے پڑھایا جائے۔ شعری اصناف کی تدریس وتعلیم کے ذریعے بچوں میں وقوفی، جذباتی اور جمالیاتی پہلوؤں کی نشوونما

کی جاتی ہے۔ بچوں میں شعر وشاعری، موسیقی اور گیت کا فطری شوق ہوتا ہے جسے صیقل کرنے اور سنوارنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ لہٰذا استاد کو چاہیے کہ وہ شعری متون کی بلند خوانی کے دوران رموز واوقاف، لب ولہجہ، آہنگ وموزونیت، نغمگی اور لفظی نشست و برخاست کا خاص خیال رکھیں۔

تدریس نظم کا بنیادی مقصد تو تفریح طبع اور لطف اندوزی ہے۔ تاہم اس کے ذریعے بچوں میں تخیل کی بلند پروازی، صالح جذبات کی آبیاری، ایثار وقربانی کی ترویج، صلہ رحمی، صداقت ودیانت کا جذبہ اور حب الوطنی جیسی خوبیوں کو فروغ دیا جاتا ہے۔ نظم کی ہمہ گیریت اور جامعیت کی وجہ سے استاد کو بیک وقت دو کردار نبھانے پڑتے ہیں۔ ایک شاعر کا اور دوسرا کہانی کار کا یعنی ایک طرف تو وہ شاعر کی حیثیت سے نظم کی قرأت کرتا ہے اور دوسری جانب کہانی کار کے طور پر شاعر کے احساسات و جذبات اور واقعات کو بیان کرتا ہے۔ اس دہرے کردار کی وجہ سے استاد کی ذمہ داری مشکل اور پیچیدہ ہو جاتی ہے اور اس کے سامنے یہ مسئلہ درپیش ہوتا ہے کہ آخر وہ کون سے طریقے اور تدابیر ہیں جنھیں اپنا کر وہ اپنی ذمہ داری بحسن وخوبی نبھا سکتا ہے۔ اس ضمن میں جب ہم ثانوی سطح پر تدریس نظم کا بغور جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں افہام وتفہیم کا طریقہ، تشریحی طریقہ، تنقیدی وتحسینی طریقہ اور موازناتی طریقہ دیکھنے کو ملتے ہیں۔ ان تمام طریقوں میں ایک چیز قدر مشترک ہے وہ یہ کہ ان میں نہ صرف شعر کی توضیح وتشریح پر زور دیا جاتا ہے جبکہ اس کی جمالیات، موسیقیت اور تلمیحات کو پس پشت ڈال دیا جاتا ہے اور استاد رسمی بلند خوانی کر کے اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ سے طالب علم میں نہ تو استحسانِ شعر کی مہارت پیدا ہوتی ہے اور نہ ہی شعری ذوق وشوق۔

نظم کی موثر تدریس کے لیے استاد کو جدید طریقۂ تدریس اور تدابیر سے ہم آہنگ اور واقف ہونا نہایت ضروری ہے تا کہ وہ اپنے تدریسی عمل کو طالب علموں کے ذوق شوق اور نفسیات کے عین مطابق بنا سکے اور کمرۂ جماعت کو پر لطف اور قابل اکتساب فضا میں تبدیل کر سکے۔ جدید تعلیمی نظام چونکہ طفل مرکوز سرگرمی پر زور دیتا ہے اور تعلیمی عمل میں

آموزگار کو ایک متحرک اکائی تصور کرتا ہے۔ اس لیے استاد کو چاہیے کہ ایسے طریقے دریافت کرے جن میں آموزگار کو زیادہ سے زیادہ مواقع فراہم ہوں۔ پہلے شعری و نثری اسباق بیانیہ انداز میں پڑھائے جاتے تھے لیکن اب جبکہ تعلیمی منظر نامہ بدل چکا ہے اور اس میں نت نئے طریقے اپنائے جانے لگے ہیں۔ لہٰذا اردو اساتذہ کو بھی نئے طریقوں سے روشناس ہونا عصر حاضر کا سب سے اہم مطالبہ ہے۔

جدید طریقہ ہائے تدریس اپنی فطرت اور نوعیت کے لحاظ سے براہ راست بچوں کے سمعی و بصری عمل سے منسلک ہوتے ہیں جس کی وجہ سے وہ کمرۂ جماعت میں متحرک، فعال اور سرگرم رہتے ہیں اور اشتیاق وانہماک کے ساتھ سبق کی طرف راغب ہوتے ہیں۔ پہلے نظم کو صرف بیانیہ طرز اسلوب میں پڑھا دیا جاتا تھا لیکن اب اس کو مختلف طریقوں سے پڑھایا جانے لگا ہے جیسے غنائی واداکاری کا طریقہ اور مکالماتی طریقہ۔ بچے کھیل کود اور تفریح و سرگرمی پر مرکوز اکتساب میں زیادہ دلچسپی لیتے ہیں کیونکہ اس سے ان کے ذوق و تجسس کو فروغ ملتا ہے اور جذباتی و سماجی تقاضوں کو تسکین ملتی ہے۔ لہٰذا استاد کو کمرۂ جماعت میں لسانی کھیل، بیت بازی اور غزل گوئی جیسی تکنیک اختیار کرنا چاہیے اور طالب علم کی ذہنی سطح، عمر اور رجحان کے مطابق منصوبہ تیار کرنا چاہیے جس سے جہاں ایک طرف اکتسابی فضا خوشگوار رہے گی وہیں دوسری طرف تعلیمی مقاصد کی حصولیابی بھی یقینی بن جائے گی۔

موجودہ دور میں تعلیم و تربیت ڈانٹ ڈپٹ اور تعذیب و سرزنش کے سہارے نہیں دی جاسکتی اور نہ ہی ایک طرفہ عمل کے ذریعے مہیا کرائی جاسکتی ہے بلکہ یہ ہنسی خوشی، باہمی اشتراک اور اجتماعی سرگرمی کے ذریعے اپنے انجام کو پہنچ سکتی ہے۔ اس لیے استاد نظم کے اختتام کے بعد اس کو مختلف سرگرمیوں کی مدد سے دہرا سکتا ہے۔ اس قسم کی سرگرمی سے بچے نظم کے واقعات، شعر کی ادائیگی، الفاظ کے اُتار چڑھاؤ اور رموزِ اوقاف کے استعمال سے بخوبی واقف ہو جائیں گے۔

ثانوی سطح پر تدریس نظم کے علاوہ استاد کو صنف غزل کی تدریس پر خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ یہ اپنی ہیئت اور خصوصیت کے اعتبار سے دیگر شعری اصناف سے

بہت مختلف ہوتی ہے۔ اس کا ہر مصرع ایک دوسرے سے جدا اور اپنے آپ میں مکمل ہوتا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اس میں شعری صنعتوں مثلاً تشبیہ، کنایہ، استعارہ، تلمیح اور مجاز مرسل وغیرہ کا استعمال بکثرت ہوتا ہے۔ اگر استاد تدریس سے قبل صنعتوں کی تشخیص و تفہیم کر لے تو ان کے لیے غزل کو سمجھانا آسان اور بچوں میں شعری ذوق وشوق کی آبیاری ممکن ہوسکتی ہے۔ ذیل میں شعری صنعتوں پر مشتمل کچھ اشعار درج کیے جاتے ہیں:

دور بیٹھا غبارِ میرؔ اس سے　　　عشق بن یہ ادب نہیں آتا
میرؔ

کیا وہ نمرود کی خدائی تھی　　　بندگی میں مرا بھلا نہ ہوا
غالبؔ

سمجھے ہیں اہلِ شرق کو شاید قریبِ مرگ　　　مغرب کے یوں ہیں جمع یہ زاغ و زغن تمام
حسرتؔ موہانی

ہم اسے منھ سے برا تو نہیں کہتے کہ فراقؔ　　　دوست تیرا ہے، مگر آدمی اچھا بھی نہیں
فراقؔ گورکھپوری

مندرجہ بالا اشعار کی بہتر تفہیم اسی صورت میں ممکن ہوسکتی ہے جب استاد خود شاعری کے فنی محاسن سے واقف ہو اور ان کے استعمال کو دوسری مثالوں کے ذریعے واضح کرنے پر قادر ہو۔ لہٰذا استاد کو غزل کی انفرادیت اور جامعیت کے پیشِ نظر ایسے طریقے اختیار کرنا چاہیے جن سے بچوں میں اس کی سمجھ، شوق اور دلچسپی کا جذبہ پیدا ہو اور وہ اپنی ذہنی کاوش سے اس کی تشریح، تنقید، موازنہ اور فنی خصوصیت کو بیان کرنے پر قادر ہوسکے۔

- اساتذہ کے لیے جدید تدریسی طریقوں کی تربیت فراہم کی جائے جیسے منصوباتی طریقہ، گروہی سرگرمی کا طریقہ، مجموعی لسانی طریقہ، کھیل مرکوز طریقہ، ریسی پروکل طریقہ، جگسا طریقہ اور تعاملی وتعاونی طریقہ۔
- تدریسی عمل میں ٹیکنالوجی کا بھرپور استعمال کیا جائے۔ ویڈیو لیکچرز، آن لائن پلیٹ

فارمز اور اسمارٹ کمرۂ جماعت متعارف کرائے جائیں۔

- سرگرمیوں، مباحثوں اور کہانی سنانے کے طریقوں کو نصاب کا حصہ بنایا جائے تا کہ طلبہ زیادہ دلچسپی لیں۔

ثانوی سطح پر اردو زبان و ادب کی تدریس کو درپیش تیسرا اہم مسئلہ اردو اساتذہ کا پیشہ وارانہ معیارات سے عدم واقفیت اور پیشہ وارانہ ترقی کے پروگراموں کا ان کے تقاضوں اور ضرورتوں سے عدم مطابقت بھی ہے۔ اردو زبان و ادب کے اساتذہ کے لیے جہاں ایک طرف اپنی تدریس کو موثر، آموزشی فضا کو قابلِ اکتساب، متوقع تدریسی مقاصد کے حصول اور بچوں میں لسانی مہارتوں کے فروغ کو یقینی بنانے پر توجہ صرف کرنا ضروری ہے وہیں ان کے لیے اپنی پیشہ وارانہ ترقی اور شخصی ارتقا پر نظر مرکوز رکھنا بھی ناگزیر ہے۔ انہیں تعلیم و تربیتِ اساتذہ کے متعلق مختلف تعلیمی کمیشنوں و کمیٹیوں کی سفارشات اور قومی کونسل برائے تعلیم اساتذہ کے مقررہ معیارات کا عمیق مطالعہ بھی کرنا چاہیے اور تعلیم و تدریس اور پیشہ وارانہ ترقی کے عصری تقاضوں اور مطالبات سے خود کو ہم آہنگ کرنے کی کوشش بھی کرنی چاہیے۔ قومی تعلیمی پالیسی 2020 نے تعلیمی نظام کے مختلف شعبوں مثلاً اسکولی تعلیم، اعلیٰ تعلیم، قومی درسیات اور طریقۂ تدریس کی ترمیم و اصلاح پر زور دینے کے علاوہ اساتذہ کی پیشہ وارانہ ترقی کو بھی موضوعِ بحث بنایا ہے اور اس ضمن میں پی۔ ایس۔ ایس۔ بی۔ کو اساتذہ کی پیشہ وارانہ ترقی کے لیے معیارات تشکیل دینے کا مکلّف بنایا ہے۔ اساتذہ کی پیشہ وارانہ معیارات کی تشکیل اور ان کے تربیتی پروگراموں کا انعقاد تعلیمی معیار کی بہتری اور بحالی کے لیے نہایت ضروری ہے۔ این۔ سی۔ ٹی۔ ای۔ نے گزشتہ سال قومی پیشہ وارانہ معیارات برائے اساتذہ کے نام سے ایک رہنما دستاویز تشکیل دیا۔ یہ رہنما دستاویز اساتذہ کو تین زمروں Proficient Teacher، Expert Teacher اور Advanced Teacher میں منقسم کرنے کے ساتھ ہر ایک استاد کی اہلیت کی وضاحت بھی کرتی ہے۔ علاوہ ازیں یہ دستاویز ان کے لیے تین طرح کے معیارات کی پاسداری اور انضمام کو ضروری قرار دیتی ہے۔ پہلا معیار بنیادی اقدار و اخلاقیات، دوسرا معیار معلومات اور عمل/مشق اور تیسرا معیار

پیشہ وارانہ نشو ونما اور ترقی پر مبنی ہے۔ ان تینوں معیارات کے کچھ توقعات ہیں جن کے مظاہرے کی امید اساتذہ سے کی جاتی ہے۔

پہلا معیار: بنیادی اقدار واخلاقیات

آئینی اقدار	پیشہ ورانہ اخلاقیات،اقدار	طلبہ کے تئیں یکسوئی	پیشہ ورانہ تعلقات	پیشہ کے تئیں یکسوئی	ٹیکنالوجی کا ذمہ دارانہ اور اخلاقی استعمال

دوسرا معیار: معلومات اور عمل/مشق

مضمون کی معلومات وسمجھ	طلبہ کی آموزش کو متاثر کرنے والے عوامل	تدریسی معلومات	دریاسیاتی ساخت	تعلیم میں ٹیکنالوجی کا انضمام واستعمال

تیسرا معیار: پیشہ ورانہ نشو نما وترقی

پیشہ ورانہ ترقی	آموزشی ضروریات	انعکاس/مظاہرہ	آموزی کمیونٹی میں شرکت اور سرگرمی

اساتذہ کی پیشہ ورانہ ترقی کے لیے منعقد بیشتر پروگرامس اور ورکشاپس اردو میڈیم اساتذہ کے لیے غیر مفید اور بے سود نظر آتے ہیں۔ ان پروگراموں میں مدعو مقررین عموماً اپنا لیکچر انگریزی زبان میں دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ تربیتِ اساتذہ پر مبنی ماڈیول بھی انگریزی زبان میں ہی ہوتے ہیں۔ اردو اساتذہ باوجود انگریزی زبان سے واقف ہونے کے ان پروگراموں سے خاطر خواہ مستفید نہیں ہو پاتے ہیں اور اس عدم افادیت کی وجہ سے وہ بوریت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ پیشہ ورانہ ترقی کے پروگراموں کی عدم افادیت و غیر موزونیت پر بارہا سوالات اٹھائے گئے ہیں البتہ ابھی تک ان پر سنجیدگی سے غور نہیں کیا گیا ہے اور نہ ہی ان کے حل کی تدابیر اختیار کی گئی ہیں اور اگر کہیں کی بھی گئی ہے تو وہ کافی کم ہیں۔ محمد اختر صدیقی ان پروگراموں کے غیر موزوں اور بے ثمر ہونے پر زور دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

”دوران ملازمت تربیتِ اساتذہ کے وہ پروگرام جن میں اردو
میڈیم اسکولوں کے اساتذہ کو مدعو کیا جاتا ہے وہاں بارہا یہ

> شکایت سامنے آئی ہے کہ تربیتی ماڈیول/ اسباق اکثر علاقائی زبانوں یا ہندی میں تیار کروائے اور تقسیم کیے جاتے ہیں جن کا اردو میڈیم اساتذہ خاطر خواہ فائدہ نہیں اٹھا پاتے۔ اسی طرح جن ماہرین کو ان پروگراموں میں مدعو کیا جاتا ہے وہ اکثر اردو سے نابلد ہوتے ہیں اور اپنے محاضرات ہندی یا علاقائی زبانوں میں پیش کرتے ہیں۔ یہاں بھی اردو میڈیم اساتذہ کوئی خاص استفادہ نہیں کر پاتے ہیں جس کے نتیجے میں دورانِ ملازمت تربیتی پروگراموں کا نہ انہیں کوئی خاص فائدہ ہوتا ہے نہ ہی ان کے اسکولوں اور ان سے پڑھنے والے بچوں پر ان کا کوئی خاص اثر مرتب ہوتا ہے اور اس طرح اردو میڈیم اساتذہ اور ان کے اسکولوں کی حالت تقریباً جوں کی توں رہتی ہے''۔

تعلیم وتدریس کے لیے جہاں معیاری مواد اور موزوں طریقۂ تدریس کلیدی اہمیت رکھتا ہے وہیں اساتذہ کی پیشہ ورانہ تربیت، ترقی اور صلاحیت بھی وقعت رکھتی ہے۔ بسا اوقات معیاری مواد اور موزوں طریقۂ تدریس کی دستیابی کے باوجود تعلیم وتدریس شغلِ بیکار بن کر رہ جاتی ہے۔ لہٰذا اردو زبان وادب کے ماہرین، مفکرین اور دوراندیش کو اس امر پر سنجیدگی سے غور وفکر کرنا چاہیے اور تربیتی پروگراموں کے انعقاد کے وقت اردو میڈیم اساتذہ کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔

- اساتذہ کے لیے جدید تربیتی پروگرامز کا انعقاد کیا جائے جو ان کے تدریسی عمل کی ضروریات کو پورا کریں۔
- اساتذہ کو اہم تعلیمی دستاویزات کی تفصیلات فراہم کی جائیں اور ان کے عملی اطلاق کی تربیت دی جائے۔
- اردو میڈیم اساتذہ کے لیے پیشہ ورانہ ترقی کے مواقع پیدا کیے جائیں جیسے ورکشاپس، سیمینارز اور آن لائن کورسز وغیرہ۔

ماحصل

اردو زبان و ادب کی تعلیم و تدریس سے متعلق دستیاب کتابوں، مضامین کے تجزیاتی مطالعہ اوراس تجرباتی تحقیق کے نتائج اس بات کا غماز ہیں کہ اسکولی تعلیم کی ثانوی سطح پر اردو زبان و ادب کی تعلیم و تدریس نصابی مواد کے انتخاب، ضخامت، ترسیل، تدریسی طریقۂ کار کی غیر موزونیت، جدید تدریسی طریقے اور تدابیر سے اساتذہ کی عدمِ واقفیت اور پیشہ ورانہ ترقی کے پروگراموں کا اردو اساتذہ کے تقاضوں سے غیر ہم آہنگی جیسے مسائل سے دوچار ہے۔اردو زبان و ادب کی تعلیم و تدریس کے مؤثر عمل آوری، تعلیمی اہداف کی حصولیابی، طلبہ کی ہمہ جہت نشو ونما، آموزشی بہتری، اسکولی نصابِ تعلیم میں اردو زبان و ادب کی شمولیت و بقا اور اردو میڈیم اسکولوں کی تعلیمی ترقی کے لیے ضروری ہے کہ اردو طبقہ ان مسائل پر سنجیدگی سے غور وفکر کرے اور ان کے سد باب کے لیے مثبت اقدام اٹھائے۔ ان مسائل سے چشم پوشی اسکولی نصاب سے اردو زبان وادب کے اخراج کا موجب بننے کے علاوہ نسلِ نو کو اردو بالخصوص مسلمانوں کے لسانی، تہذیبی اور ادبی سرمایہ سے محروم کرنے کا سبب بنے گا۔ اسکولی سطح پر اردو زبان وادب کی تدریس کو مؤثر، موزوں اور نتیجہ خیز بنانے کے لیے اردو اداروں، ماہرین اور مفکرین کو ایک پلیٹ فارم پر مجتمع ہونا پڑے گا، پوری ایمانداری سے یکجا ہو کر تدارک کی تدابیر اور لائحہ عمل تیار کرنا پڑے گا اور وقت رہتے ان مسائل کا قلع قمع کرنا ہوگا۔ اگر وقت رہتے ہم نے ہوش کا ناخن نہیں لیا اور غالبؔ کے مانند بیٹھے ہیں رہ گزر پہ ہم غیر ہمیں اٹھائے کیوں جپتے رہے تو پھر وہ دن دور نہیں ہوگا جب ہم میرؔ کی طرح صدا لگاتے پھریں گے۔

کن نیندوں اب تو سوتی ہے اے چشمِ گریہ ناک
مژگاں تو کھول شہر کو سیلاب لے گیا

کتابیات

1۔ احمد، فیروز بخت۔ اردو تعلیم اور اسکول۔ نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان، 2003

2 صدیقی، محمد اختر۔ ''اردو میڈیم اسکولوں کے مسائل''۔ اردو دنیا، جلد-10، شمارہ-6 (جون 2008):9-11

3۔ صدیقی، محمد اختر۔ ''سرکاری و غیر سرکاری اداروں میں فروغِ اردو کی حکمتِ عملیوں کی ترجیحی بنیاد پر از سرِ نو تشکیل و ترمیم''۔ اردو دنیا، جلد-6، شمارہ-2 (فروری 2004): 21-26

4 عثمانی، صابر ارشاد۔ ''ہندوستان میں اردو تعلیم: مسائل اور امکانات''۔ مشمولہ، فاروقی، اطہر۔ ہندوستان میں اردو سیاست کی تفہیمِ نو۔ نئی دہلی: انجمن ترقی اردو (ہند)، 2010۔ 403-410

5۔ فاروقی، اطہر۔ ''ہندوستان میں اردو تعلیم: ایک جائزہ''۔ مشمولہ، فاروقی، اطہر۔ ہندوستان میں اردو سیاست کی تفہیمِ نو۔ نئی دہلی: انجمن ترقی اردو (ہند)، 2010۔ 250-233

6۔ فاروقی، اطہر۔ ''ہندوستان میں اردو تعلیم: پانچ صوبوں کا مطالعہ''۔ مشمولہ، فاروقی، اطہر۔ آزاد ہندوستان میں اردو زبان، تعلیم اور صحافت۔ نئی دہلی: انجمن ترقی اردو (ہند)، 2007۔ 34-17

7۔ قدوائی، صدّیق الرحمٰن۔ دہلی کے اسکولوں میں اردو نصاب کے مسائل۔ دہلی: اردو اکادمی، 1987

8۔ مٹکاف، باربراڈی۔ ''اکیسویں صدی کے ہندوستان میں اردو''۔ مشمولہ، فاروقی، اطہر۔ ہندوستان میں اردو سیاست کی تفہیمِ نو۔ نئی دہلی: انجمن ترقی اردو (ہند)، 2010۔ 91-102

9۔ احمد، امتیاز۔ ''اسکولی سطح پر اصنافِ اردو کے طریقۂ تدریس: مسائل اور لائحہ عمل''۔ میدانِ عمل، جلد-9، شمارہ-6 (جون 2024):45-49

10۔ انصاری، محمد فاروق۔ تدریس کے عصری تقاضے (زبان کی تدریس کے حوالے سے)۔ دہلی: گولڈن گرافک اینڈ پرنٹرس، 2011

11. Annemarie, Sullivan Palincsar and Ann, L. Brown.

"Reciprocal Teaching of Comprehension-Fostering and Comprehension-Monitoring Activities." Cognition and Instruction, Vol.1, No.2 (1984): 117-175.

12. Elliot, Aronson and Shelley, Patnoe. Cooperation in the Classroom- The Jigsaw Method. London: Pinter & Martin, 2011.

13. Jack, C. Richards and Theodore, S. Rodgers. Approaches and Methods in Language Teaching, 3rd Edition. Cambridge: Cambridge University Press, 2014.

14. Government of India, Ministry of Education. (2023). National Curriculum Framework for School Education. https://www.education.gov.in/sites/upload_files/mhrd/files/ncf_2023.pdf

15. Government of India. (2020). National Education Policy 2020. Ministry of Human Resource Development.https://www.education.gov.in/sites/upload_files/mhrd/files/NEP_Final_English_0.pdf

---

اسسٹنٹ پروفیسر (عارضی)
شعبۂ تربیتِ اساتذہ و نیم رسمی تعلیم (آئی۔اے۔ایس۔ای۔)
فیکلٹی آف ایجوکیشن، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی

محمد طارق
ڈاکٹر محمد موسیٰ علی
محمود احمد

اعلیٰ تعلیم میں اردو زبان کی حیثیت: تاریخی پس منظر، موجودہ صورت حال اور مسائل

تلخیص

اردو زبان جو برصغیر کی ثقافت اور ادب کا ایک اہم حصہ ہے، اعلیٰ تعلیم میں ایک منفرد اور اہم مقام رکھتی ہے۔ اس تحقیق کا مقصد اردو زبان کی تاریخ، موجودہ صورت حال اور اسے درپیش مسائل کا جائزہ لینا ہے۔ اردو زبان کا آغاز 12 ویں صدی کے قریب ہندوستان کے شمالی علاقوں میں مختلف تہذیبوں کے امتزاج سے ہوا تھا جس نے جلد ہی ادب اور علم کے میدان میں اہمیت حاصل کر لی۔ مغلیہ دور میں اردو زبان کو فروغ ملا۔ خاص طور پر اس کے ادب اور ثقافتی اہمیت کی وجہ سے آزادی کے بعد اردو نے مختلف علاقوں میں مختلف طریقوں سے ترقی کی۔ اردو ریاست جموں و کشمیر کی سرکاری زبان ہونے کے ساتھ ساتھ ہندوستان کی چند دوسری ریاستوں کی دوسری سرکاری زبان ہے۔ اس کے علاوہ اردو کو ہمارے ہمسایہ ملک میں قومی زبان ہونے کا شرف حاصل ہے۔ تاہم اردو کو اعلیٰ تعلیم میں درپیش متعدد مسائل ہیں۔ ان میں حکومت کی عدم توجہی، معیاری نصابی مواد کی کمی، اردو اساتذہ کی قلت، اردو میں سائنسی مضامین کا فقدان اور ڈیجیٹل پلیٹ فارم پر اردو کی عدم دستیابی شامل ہیں۔ اس تحقیق میں ان مسائل پر توجہ مرکوز کرنے کے علاوہ اردو زبان کے فروغ کے لیے تجاویز بھی پیش کی گئی ہیں جیسے حکومت کی جانب سے اردو کے لیے فنڈ میں اضافہ وغیرہ تاکہ اردو زبان نہ صرف اپنے مقام کو برقرار رکھ سکے بلکہ جدید دنیا کے تقاضوں

سے ہم آہنگ بھی ہو سکے۔

کلیدی الفاظ: اردو زبان، اعلیٰ تعلیم، درپیش مسائل، دور حاضر، موجودہ صورت حال، سائنسی مضامین۔

تعارف

اردو زبان برصغیر کی تہذیبی، ثقافتی اور علمی وراثت کی امین ہے جو نہ صرف مختلف قوموں کے درمیان رابطے کا ذریعہ رہی بلکہ اعلیٰ تعلیم کے میدان میں بھی ایک منفرد مقام رکھتی ہے۔ تاریخی طور پر اردو نے ادب، سائنس اور سماجی علوم میں نمایاں کردار ادا کیا، خاص طور پر مغلیہ دور میں جب یہ علمی زبان کے طور پر ابھری۔

آزادی کے بعد ہندوستان میں اسے اقلیتی زبان کی حیثیت دی گئی ہے تاہم موجودہ دور میں اردو زبان کو اعلیٰ تعلیم میں کئی مسائل اور چیلنجز کا سامنا ہے، جن میں حکومت کی عدم توجہی، معیاری نصابی مواد کی کمی اور اردو میں جدید سائنسی مضامین کا فقدان شامل ہیں۔

یہ تحقیق اردو زبان کی اعلیٰ تعلیم میں موجودہ صورت حال، اہمیت اور اسے درپیش مسائل کا جائزہ لیتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ تحقیق میں اردو زبان کے فروغ کے لیے عملی تجاویز اور جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کے ممکنہ حل بھی پیش کیے گئے ہیں۔ یہ مقالہ اس بات کی کوشش ہے کہ اردو زبان نہ صرف اعلیٰ تعلیم میں اپنا جائز مقام دوبارہ حاصل کرے بلکہ ایک جدید، سائنسی اور تحقیقی زبان کے طور پر عالمی سطح پر بھی اپنی شناخت قائم کرے۔

موجودہ ادب کا جائزہ

اردو زبان کی اعلیٰ تعلیم میں حیثیت کے حوالے سے مختلف محققین نے اپنے نظریات اور تحقیقی کام پیش کیے ہیں جن کا جائزہ اس مقالے کی بنیاد فراہم کرنے کے لیے لیا گیا ہے۔ یہاں اردو زبان کی تاریخی اہمیت، تعلیمی میدان میں اس کے کردار اور اسے درپیش مسائل پر تحقیقی کاموں کا جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔

1۔ اردو زبان کی تاریخی حیثیت

اردو زبان کی تعلیمی اور سماجی حیثیت پر کئی محققین نے روشنی ڈالی ہے۔ ڈاکٹر سید عبدالقادر نے اپنی کتاب 'اردو کی تعلیمی خدمات' (1981) میں اردو زبان کو برصغیر کی تہذیبی، تعلیمی اور ثقافتی شناخت قرار دیا۔ ان کے مطابق اردو زبان نے مغلیہ دور حکومت میں علمی زبان کے طور پر فروغ پایا اور وہ مختلف مکاتبِ فکر کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کا ذریعہ بنی۔

2۔ اعلیٰ تعلیم میں اردو زبان کا کردار

پروفیسر غازی علم الدین نے اپنی تحقیق 'اردو زبان اور جدید تعلیم' (1999) میں بتایا کہ اردو زبان نے نہ صرف ابتدائی تعلیم میں اہم کردار ادا کیا بلکہ اعلیٰ تعلیم کے کئی شعبوں خاص طور پر ادب اور تاریخ میں بھی نمایاں حیثیت حاصل کی۔ تاہم انگریزی زبان کے تسلط کے بعد اردو زبان کو اعلیٰ تعلیم میں حاشیے پر ڈھکیل دیا گیا۔

3۔ اردو زبان کو درپیش مسائل

ڈاکٹر غلام ربانی کی کتاب 'اردو اور جدید دور کے چیلنجز' (2005) میں اردو زبان کو درپیش مسائل کا تفصیلی تجزیہ کیا گیا ہے۔ ان کے مطابق اردو زبان میں معیاری نصابی مواد کی کمی، تحقیقی مقالہ جات کی محدودیت اور انگریزی زبان کی بڑھتی ہوئی اہمیت نے اردو زبان کی اعلیٰ تعلیمی حیثیت کو کمزور کیا ہے۔

4۔ اردو زبان کے فروغ کے امکانات

ہندوستان میں اردو زبان کے فروغ کے کافی امکانات ہیں۔ اس کے لیے مختلف اقدامات کیے جاسکتے ہیں۔ تعلیمی نظام میں اردو کو مزید اہمیت دے کر اسکولوں اور کالجوں میں اس کی تدریس کو بہتر بنایا جاسکتا ہے جیسا کہ ہندوستان میں 2000 سے زائد اسکولوں میں اردو کی تدریس کو فروغ دیا گیا ہے۔ اردو ادب کو عالمی سطح پر متعارف کرانے کے لیے مشہور اردو ادیبوں جیسے مرزا غالبؔ، علامہ اقبالؔ اور فیض احمد فیضؔ کی تخلیقات کا ترجمہ دوسری زبانوں میں کیا جاسکتا ہے تاکہ ان کی تخلیقات عالمی سطح پر پہنچ سکیں۔

ہندوستان میں اردو میڈیا اس کے فروغ میں اہم کردار ادا کر رہا ہے خاص طور پر اردو اخبار جیسے ملت ٹائمز اور سیاست جو عوامی سطح پر اردو کی ترویج کر رہے ہیں۔ سوشل میڈیا

اور موبائل ایپس کے ذریعے بھی اردو کا استعمال بڑھایا جا سکتا ہے، جیسے واٹس ایپ اور فیس بک پر اردو مواد کا بڑھتا ہوا استعمال۔ سرکاری سطح پر اردو کے فروغ کے لیے اقدامات کیے جا سکتے ہیں جیسے کہ مرکزی اور ریاستی حکومتوں کے مختلف محکموں میں اردو کو سرکاری زبان کے طور پر شامل کرنا۔

یہ تمام اقدامات اردو کو ہندوستان میں ایک مضبوط مقام دلانے کے لیے ضروری ہیں اور عالمی سطح پر اس کی شناخت میں اضافہ کر سکتے ہیں۔

5۔ اردو زبان کا سماجی اثر

پروفیسر ناہید حسن کی تحقیق 'اردو زبان اور جدیدیت کا چیلنج' (2020) اس بات پر زور دیتی ہے کہ اردو زبان کو صرف تعلیمی نظام میں ہی نہیں بلکہ عوامی سطح پر بھی فروغ دینا ضروری ہے۔ ان کے مطابق اردو زبان کو ایک مؤثر ابلاغی ذریعہ بنانے کے لیے جدید ٹیکنالوجی کا استعمال اہم ہے۔

مذکورہ تحقیقی کاموں سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اردو زبان نے ماضی میں اعلیٰ تعلیم کے میدان میں نمایاں کردار ادا کیا ہے لیکن موجودہ دور میں کئی مسائل اس کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ بن رہے ہیں۔ ان مسائل کو حل کرنے کے لیے تعلیمی اور تحقیقی سطح پر مربوط اقدامات کیے جانے ضروری ہیں۔ یہ مقالہ انھیں نکات کو بنیاد بنا کر اردو زبان کی اعلیٰ تعلیم میں حیثیت کو مزید اجاگر کرنے اور مسائل کے ممکنہ حل تلاش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

اردو زبان کی ابتدا اور تاریخی پس منظر

اردو زبان کا آغاز 12 ویں صدی کے آس پاس ہندوستان کے شمالی علاقوں میں ہوا جہاں مختلف تہذیبوں اور زبانوں کا ملاپ ہوا۔ یہ زبان برج بھاشا، کھڑی بولی، فارسی، عربی اور ترکی کے امتزاج سے وجود میں آئی۔ ابتدا میں اردو عوام کے درمیان رابطے کا ذریعہ تھی لیکن وقت کے ساتھ اس نے ادب اور علم کے میدان میں اہم مقام حاصل کیا۔

مغلیہ دور میں اردو کی حیثیت

مغلیہ دور (1526ء-1857ء) اردو زبان کے فروغ کا سنہری دور تھا۔ مغل

درباروں میں فارسی کا غلبہ تھا، لیکن اردو عوام میں تیزی سے مقبول ہو رہی تھی۔ اس دور میں میر تقی میرؔ، سوداؔ اور غالبؔ جیسے عظیم شعرا نے اردو کو ادب کا زیور بنایا اور اسے عوامی زبان سے علمی زبان میں تبدیل کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

برطانوی حکومت کے دوران اردو کی ترقی

۱۸۳۷ء میں برطانوی حکومت نے شمالی ہندوستان میں فارسی کی جگہ اردو کو عدالتی اور دفتری زبان کے طور پر اپنایا۔ اس فیصلے نے اردو کی تعلیمی حیثیت کو مضبوط کیا۔ دہلی کالج جیسے ادارے اردو کے فروغ کے لیے سرگرم ہوئے جہاں جدید علوم کے اردو تراجم کیے گئے۔

جموں و کشمیر میں اردو زبان کا مختصر تعارف

اردو زبان جموں و کشمیر کی تہذیبی، ثقافتی اور ادبی شناخت کا ایک اہم حصہ ہے۔ یہ زبان 1889ء میں ریاست جموں و کشمیر کی دفتری زبان کے طور پر مقرر کی گئی اور آج بھی اس کی سرکاری حیثیت برقرار ہے۔ اردو نے اس خطے کے مختلف لسانی اور ثقافتی گروہوں کو آپس میں مربوط کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ تاہم ہندوستان کی دوسری ریاستوں کی بھی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اس زبان کی ترقی کے لیے اپنا کلیدی رول ادا کریں۔

اردو اور اعلیٰ تعلیم: ماضی سے حال تک

اردو زبان نے ہمیشہ اعلیٰ تعلیم میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ آزادی سے پہلے اور آزادی کے بعد مختلف یونیورسٹیوں نے اردو کو اعلیٰ تعلیم کا حصہ بنایا۔

علی گڑھ تحریک اور اردو کی تعلیمی ترقی

انیسویں صدی کے وسط میں سر سید احمد خاں نے اردو کو جدید تعلیم کا ذریعہ بنانے کے لیے علی گڑھ تحریک شروع کی۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں اردو کو نصاب کا حصہ بنایا گیا اور جدید علوم کو اردو میں مہیا کیا گیا۔ سر سید احمد خاں نے اردو کے ذریعے مسلمانوں کو جدید سائنس اور سماجی علوم سے جوڑنے کی کوشش کی۔

عثمانیہ یونیورسٹی کا کردار

1918ء میں حیدر آباد میں قائم شدہ عثمانیہ یونیورسٹی اردو زبان میں اعلیٰ تعلیم کے

فروغ کی بہترین مثال ہے۔ اس یونیورسٹی میں تمام مضامین بشمول سائنس، طب اور انجینئرنگ اردو زبان میں پڑھائے جاتے تھے۔اس اقدام نے اردو کو ایک جدید اور سائنسی زبان کے طور پر متعارف کرایا۔لیکن افسوس کہ آج یہ ساری کوششیں نظر انداز کر دی گئی ہیں۔

آزادی کے بعد اردو زبان کی حیثیت

1947ء میں جب تقسیم کا سانحہ گزرا تو اردو زبان کو برصغیر کے مختلف علاقوں میں مختلف انداز سے اپنایا گیا۔کہیں اسے سرکاری زبان کا مقام و مرتبے پر فائز کیا گیا تو کہیں دوسری اور تیسری سرکاری زبان کے طور پر اس کی اہمیت و حیثیت تسلیم کی گئی۔

ہندوستان میں اردو کی تعلیمی صورت حال

ہندوستان میں اردو زبان کو آئینی تحفظ حاصل ہے لیکن تعلیمی اداروں میں اردو کی حیثیت محدود ہو چکی ہے۔علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، جامعہ ملیہ اسلامیہ اور دیگر چند ادارے اردو تعلیم کے مراکز کے طور پر کام کر رہے ہیں۔تاہم حکومتی سطح پر اردو کے فروغ کے لیے خاطر خواہ اقدامات نہیں کیے گئے۔

قومی تعلیمی پالیسی ۲۰۲۰ء اور اردو زبان

قومی تعلیمی پالیسی ۲۰۲۰ء کے سہ لسانی فارمولے کے تحت اردو کو دوسری یا تیسری زبان کے طور پر بھی منتخب کیا جا سکتا ہے۔نئی تعلیمی پالیسی 2020 اردو زبان کے فروغ کے لیے ایک امید افزا موقع فراہم کرتی ہے لیکن اس کے مؤثر نفاذ کے لیے حکومت، تعلیمی اداروں اور اردو زبان کی تنظیموں کو مشترکہ کوششیں کرنا ہوں گی۔سہ لسانی فارمولے میں اردو زبان کی شمولیت نہ صرف ثقافتی تنوع کو تقویت دے گی بلکہ اردو زبان بولنے والے طلبہ کے تعلیمی معیار کو بہتر بنانے میں بھی مددگار ثابت ہوگی۔

اردو تعلیم میں مسائل و خدشات

اردو زبان کو اعلیٰ تعلیم میں برقرار رکھنے کے لیے کئی چیلنجز اور مسائل کا سامنا ہے:۔

کئی ریاستوں میں اردو کو علاقائی زبان کے طور پر شامل نہیں کیا گیا ہے، جس کی وجہ سے اردو

بولنے والے طلبہ کو سہ لسانی فارمولا کے تحت اردو پڑھنے کے مواقع محدود ہیں۔

حکومت کی بے توجہی

حکومت کی طرف سے اردو زبان کے فروغ کے لیے مناسب اقدامات کا فقدان ہے۔ اردو زبان کے لیے مختص فنڈز ناکافی ہیں اور پالیسی سازوں کی دلچسپی بھی محدود ہے۔

نصابی مواد کی کمی

اعلیٰ تعلیم کے لیے اردو میں معیاری نصابی مواد کی کمی ایک اہم مسئلہ ہے۔ جدید مضامین جیسے ٹیکنالوجی، انجینئرنگ، طب اور مینجمنٹ کے مواد کو اردو میں ترجمہ کرنے کی کوششیں ناکافی ہیں۔

اردو اساتذہ کی قلت

اردو زبان کے ماہر اور تربیت یافتہ اساتذہ کی کمی بھی ایک بڑا مسئلہ ہے۔ موجودہ اساتذہ کو جدید تعلیمی تکنیکوں اور نصابی ضروریات کے مطابق تربیت دینے کی ضرورت ہے۔

اردو میں سائنسی مضامین کے مواد کا فقدان

سائنس، طب، ٹیکنالوجی اور انجینئرنگ جیسے شعبوں میں اردو زبان کا استعمال نہ ہونے کے برابر ہے۔ ان شعبوں میں اردو میں تحقیق اور تدریس کو فروغ دینے کی ضرورت ہے۔

ڈیجیٹل دور میں اردو کی عدم دستیابی

ڈیجیٹل پلیٹ فارم پر اردو زبان کی عدم دستیابی بھی ایک بڑا مسئلہ ہے۔ اردو مواد کو آن لائن مہیا کرنے کے لیے اقدامات ضروری ہیں تاکہ طلبہ اور محققین کو سہولت مل سکے۔

اردو تعلیم کے فروغ کے لیے تجاویز

اردو زبان کو اعلیٰ تعلیم میں فروغ دینے کے لیے درج ذیل اقدامات کیے جا سکتے ہیں:

1۔ حکومتی اقدامات: حکومت کو اردو کے فروغ کے لیے واضح اور مؤثر پالیسیاں بنانی ہوں گی۔ اردو کے لیے مختص فنڈ میں اضافہ کیا جائے اور اسے دیگر زبانوں کے مساوی اہمیت دی جائے۔ اس سے اردو زبان کے ساتھ ساتھ ملک اور قوم کو اور زیادہ ترقی ملے گی۔

2۔ معیاری نصابی مواد کی تیاری: اردو میں جدید مضامین پر معیاری نصابی مواد مہیا کیا جائے خاص طور پر سائنسی اور تکنیکی شعبوں کے لیے۔

3۔ اساتذہ کی تربیت: اردو اساتذہ کی پیشہ ورانہ تربیت کے لیے ورکشاپ اور پروگرام منعقد کیے جائیں تاکہ وہ جدید تدریسی تکنیکوں سے واقف ہوں۔

4۔ ڈیجیٹل اردو کا فروغ: اردو زبان کے مواد کو ڈیجیٹل پلیٹ فارم پر اپلوڈ کیا جائے اور آن لائن کورسز مہیا کیے جائیں تاکہ زیادہ سے زیادہ طلبہ تک رسائی ممکن ہو۔

5۔ تحقیقی منصوبے: اردو زبان میں تحقیقی منصوبوں کو فروغ دیا جائے اور انہیں مالی تعاون فراہم کرایا جائے۔

اردو کا مستقبل

اردو زبان کے مستقبل کا دارومدار اس بات پر ہے کہ سماجی، تعلیمی اور حکومتی سطح پر کتنی دلچسپی لی جاتی ہے۔ اگر اردو کو جدید دنیا کے تقاضوں سے ہم آہنگ کیا جائے تو یہ نہ صرف اعلیٰ تعلیم میں اپنی حیثیت برقرار رکھ سکتی ہے بلکہ ایک مضبوط علمی زبان کی صورت میں عالمی سطح پر ابھر کر سامنے آسکتی ہے اور ملک وقوم کی فلاح و بہبودی کا ایک اہم ذریعہ بن سکتی ہے۔

ماحصل

اردو زبان کی تاریخ، ثقافت اور تعلیمی میدان میں اس کی خدمات قیمتی ورثہ ہیں۔ اردو نے برصغیر کے علمی، ادبی اور تعلیمی نظام میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ یہ زبان مختلف قومیتوں اور مکاتبِ فکر کے درمیان رابطے کا مؤثر ذریعہ رہی ہے اور اعلیٰ تعلیم میں ایک اہم مقام کی حامل تھی۔ لیکن وقت کے ساتھ انگریزی زبان کے بڑھتے اثر، نصابی مواد کی کمی اور حکومت کی بے توجہی کی وجہ سے اردو زبان کی حیثیت متاثر ہوئی ہے۔ آج اردو زبان کو اعلیٰ تعلیم میں درپیش مسائل نہایت تشویش ناک ہیں۔

حکومت، تعلیمی اداروں اور سماجی تنظیموں کو اردو کے فروغ کے لیے مربوط اقدامات کرنے کی ضرورت ہے۔ اردو میں معیاری نصابی مواد کی تیاری، تحقیقی منصوبوں کے لیے وسائل کی فراہمی اور جدید ٹیکنالوجی کا استعمال زبان کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کے لیے ناگزیر ہیں۔ عوامی شعور بیدار کرنے اور اردو زبان کو تعلیمی میدان میں ترجیح

دینے سے نہ صرف اس کی کھوئی ہوئی حیثیت بحال ہوسکتی ہے بلکہ یہ زبان عالمی سطح پر بھی اپنی شناخت قائم کرسکتی ہے۔

یہ نتیجہ اس حقیقت کو اجاگر کرتا ہے کہ اردو زبان کا فروغ صرف ایک قومی ذمہ داری نہیں بلکہ ایک تہذیبی ورثے کی حفاظت ہے جس کا مستقبل ہم سب کی مشترکہ کوششوں پر منحصر ہے۔

حوالہ جات

1۔ جعفری، خورشید احمد۔ 'اردو زبان کی تاریخ' لاہور مجلس ترقی ادب، 2002ء

2۔ دہلوی، مولانا عبدالحق۔ 'اردو کا ارتقا' دہلی انجمن ترقی اردو، 1962ء

3۔ نظامی، خلیق احمد 'مغلیہ دور میں اردو کی ترقی' علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، 1957ء

4۔ خان، غلام ربانی، 'اردو ادب کی تاریخ' اردو اکیڈمی، کراچی 1985ء

5۔ خان، سید احمد۔ مقالات سرسید . علی گڑھ مجلس سرسید، 1887ء

6۔ شبلی نعمانی۔ حیات جاوید . لاہور: مجلس ترقی ادب، 1974ء

7۔ فریدی، عبدالغفور۔ اردو بطور تعلیمی زبان: عثمانیہ یونیورسٹی کا تجربہ حیدرآباد: ادارۂ عثمانیہ، 1940ء

8۔ ڈاکٹر مظفر علی۔ "اردو تعلیم میں عثمانیہ یونیورسٹی کی خدمات۔" تحقیقات اردو جرنل، جلد 5، شمارہ 3، 2005ء

9۔ انصاری، زبیر احمد۔ ہندوستان میں اردو زبان کے مسائل نئی دہلی: انجمن ترقی اردو (ہند)، 1985ء

10۔ ندوی، ابوالکلام آزاد۔ قوم اور تعلیم، نئی دہلی مجلس آزاد ادب، 1952ء

11۔ فاروقی، شمیم۔ "اعلیٰ تعلیم میں اردو: مسائل اور حل۔" جدید ادب جرنل، جلد 12، شمارہ 6، 2019ء

12۔ احمد، پرویز۔ اردو کی موجودہ تعلیمی حیثیت، لاہور: سنگ میل پبلیکیشنز، 2001ء

13۔ انجم، وحید "اردو زبان کو درپیش چیلنجز اور ان کا حل۔" اردو ریسرچ جرنل، 2021ء

14۔ خان، اسلم پرویز۔ اردو کا مستقبل جدید دنیا میں مواقع دہلی: اشاعت خانہ اردو، 2015ء

15۔ عبدالقادر، سید۔ ’اردو کی تعلیمی خدمات‘ (1981ء) مقتدرہ قومی زبان، لاہور
16۔ علم الدین، غازی، ’اردو زبان اور جدید تعلیم‘ (1999ء) سنگ میل پبلیکیشنز، کراچی
17۔ ربانی، غلام، ’اردو اور جدید دور کے چیلنجز‘ (2005ء)، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد
18۔ قرۃ العین، ڈاکٹر، ’اردو زبان کا مستقبل: مسائل اور حل‘ (2018ء) ادارۂ تحقیقات اردو، لاہور
19۔ حسن، ناہید ’اردو زبان اور جدیدیت کا چیلنج‘ (2020ء) اردو اکادمی، کراچی
20۔ رضا، محمد ’اردو زبان کا اعلیٰ تعلیم میں کردار‘ (2010ء)، پاکستان جرنل آف لینگویج اینڈ لٹریچر ریسرچ، جلد 5، شمارہ 2، صفحات 35-50۔
21۔ خان، زاہد، ’تعلیمی نظام میں اردو زبان کی اہمیت‘ (2015ء) اردو ریسرچ جرنل، جلد 8، شمارہ 1، صفحات 18-30۔
22۔ احمد، فاطمہ، ’اردو زبان کی تدریس کے مسائل اور حل‘ (2017ء) تعلیمی تحقیقی جائزہ، جلد 3، شمارہ 3، صفحات 25-40۔
23۔ انجم، صبا ’اردو زبان کا نصاب اور اس کی تیاری‘ (2019ء) تعلیمی مسائل کا جائزہ، جلد 6، شمارہ 4، صفحات 50-65۔

ریسرچ اسکالر
شعبۂ تعلیمی مطالعات، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی

اسسٹنٹ پروفیسر
شعبۂ تعلیمی مطالعات، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی

ریسرچ اسکالر
شعبۂ اردو، ارنی یونیورسٹی، ہماچل پردیش

محمد میاں اشرفی
ڈاکٹر انصار احمد

اردو میڈیم طلبہ کے لیے کیریئر کے مواقع: مسائل اور حل

اردو زبان ہمارے ملک کی مشترکہ ثقافتی وراثت ہے اور یہاں کئی ریاستوں میں اسے دوسری سرکاری زبان کا درجہ حاصل ہے۔ آزاد ہندوستان کی ہر تعلیمی پالیسی اور پروگرام بشمول قومی تعلیمی پالیسی 2020 نے مادری زبان کی اہمیت پر بہت زور دیا ہے اور ابتدائی تعلیم سے لے کر ثانوی تعلیم تک اسے ذریعۂ تعلیم بنانے کی وکالت کی ہے۔ بچوں کی ہمہ جہت نشو ونما میں مادری زبان کا بہت اہم کردار ہوتا ہے۔ مادری زبان میں تعلیم حاصل کرنے والے بچے اپنی ثقافت اور شناخت سے اچھی طرح واقف بھی ہو جاتے ہیں اور ان کی ذہنی، سماجی اور ثقافتی نشو ونما مناسب خطوط پر ہوتی ہے۔

اردو ایک بڑی تعداد کی مادری زبان ہے اور ساتھ میں یہ کئی ریاستوں میں سرکاری زبان کی حیثیت بھی رکھتی ہے جس سے اس زبان کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے۔ قومی تعلیمی پالیسی 2020 میں ملک کی شیڈول زبانوں کی تعلیم و تدریس اور ان کے از سرِ نو جائزہ پر بہت توجہ دی گئی ہے۔ اس طرح اردو کو بھی مادری زبان کی حیثیت سے ذریعۂ تعلیم بنایا جانا طے ہے۔ اردو اپنے آپ میں ایک بے حد خوبصورت اور میٹھی زبان ہے جس کو سن کر غیر اردو سامعین بھی اس کی طرف راغب ہو جاتے ہیں اور اس کو جاننے اور سیکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تاہم اردو میڈیم میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کے سامنے کئی مسائل درپیش ہیں۔ ان مسائل کی نشان دہی کرنا اور ان کے حل کے طریقے تلاش کرنا وقت کا سب سے اہم مسئلہ ہے۔ یہ جاننا نہایت ضروری ہے کہ اردو زبان کو ذریعۂ تعلیم بنانے والے طلبہ اس کو کس نظر سے دیکھتے ہیں اور کیا وہ اس کو روزگار کا ذریعہ بنانا چاہتے ہیں اور ساتھ میں اردو ذریعۂ تعلیم

حاصل کر رہے طلبہ کو کیا کیا اندیشے ہیں اور وہ اس کو لے کر اپنے کیریئر کے لیے کیا سوچتے ہیں۔ اردو میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کی معاشی زندگی کے لیے کیا کیا مواقع ہیں۔ وہ اس زبان کو اختیار کرنے کے بعد زندگی میں کن کن مشکلات سے دوچار ہو سکتے ہیں یا ہو رہے ہیں، اس بات پر بھی توجہ دینا ضروری ہے کہ ان مشکلات کا حل کیا ہو سکتا ہے۔

اردو میڈیم طلبہ کے لیے مواقع:

اردو میڈیم طلبہ کے لیے روشن مستقبل کے دروازے ہمیشہ کھلے ہیں حالانکہ مشکلات بھی ہیں۔ البتہ انسان ہر مشکل کا سامنا کرتا ہے اور ان مشکلات کا سامنا کرتے ہوئے ہی وہ کامیاب ہو پاتا ہے۔

چلا جاتا ہوں ہنستا کھیلتا موج حوادث سے
اگر آسانیاں ہوں زندگی دشوار ہو جائے

(اصغرؔ گونڈوی)

اردو میڈیم طلبہ کے لیے مواقع بہت ہیں۔ ان مواقع کو اس طرح سمجھا جا سکتا ہے۔

کیریئر کے مواقع:

- اردو میڈیم طلبہ کے لیے بہت سے مواقع ہیں حالانکہ عوام میں اس کو وہ اہمیت حاصل نہیں جو انگریزی میڈیم کو ہے۔ تاہم اس کے باوجود اس میں کثیر تعداد میں مواقع موجود ہیں۔ تعلیمی میدان میں ان کے لیے استاد، لیکچرر یا اسکول پرنسپل بننے کے مواقع مل جاتے ہیں جیسے کہ راجستھان کے ایک ضلع ٹونک میں تحصیل نوائی کا ایک گاؤں سینڈڑی ہے جس نے کچھ وقت پہلے کافی شہرت حاصل کی تھی۔ اس گاؤں کے 150 سے زیادہ افراد اردو کے استاد، لیکچرر اور پرنسپل کے عہدے پر فائز ہیں اور اپنی ریاست اور دوسری ریاستوں میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اس سے اور لوگ بھی متاثر ہو کر اس کو سیکھنے اور اس کو سیکھ کر بحیثیت استاد اپنی خدمات انجام دینا چاہتے ہیں۔
- ادبی میدان میں بھی کثیر تعداد میں مواقع موجود ہیں۔ شاعر، ادیب، افسانہ نگار، ناول نگار، ڈرامہ نگار یا ادبی نقاد کی حیثیت سے روزگار کے مواقع موجود ہیں۔ اس سے آج کل

کے دور کے حساب سے جگہ جگہ شاعری، ادبی نشست ہوتی رہتی ہیں۔ اس میں اپنی کارکردگی پیش کی جا رہی ہے۔ جشنِ ریختہ اور جشنِ ادب اس کے اچھے اور آج کے لحاظ سے کامیاب پروگرام ہیں۔ فلمی گیت اور نغمے لکھ کر بھی برسرِ روزگار رہوا جا سکتا ہے۔

- اخبارات، رسالے، ویب سائٹس میں صحافی یا ایڈیٹر بن سکتے ہیں اور اس کو اختیار کر کے بہت سے صحافی شہرت حاصل کرر ہے ہیں۔ چونکہ وہ اردو کے طلبہ ہیں ان کا تلفظ، لب ولہجہ اور اندازِ بیان اوروں سے جدا اور مؤثر ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے اردو کے طلبہ اس میں کامیاب نظر آتے ہیں۔
- اس کے علاوہ سماجی تنظیموں سے وابستہ ہو کر اپنی خدمات انجام دے سکتے ہیں۔ اردو زبان کا طالب علم تلفظ اور اندازِ بیان سے اپنا بنا لیتا ہے اور عوام میں جلد مقبول بھی ہو جاتا ہے۔ اس بابت سماجی اور سیاست میں وہ طبع آزمائی کر سکتا ہے اور اپنی زورِ بیان اور اردو کے لب و لہجے سے استفادہ کر کے ایک مقبول سیاست داں بھی بن سکتا ہے۔
- نوکرشاہی یعنی بیوروکریسی آج کے وقت کا ہندوستان میں سب سے سخت اور سب سے مقبول ترین روزگار ہے اور اس میں اردو میڈیم طلبہ بھی اپنی قسمت آزما کر اپنی خدمات ملک کے لیے ادا کرر ہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ مدارس کے طلبہ بھی اردو میڈیم سے تعلیم حاصل کر کے ان میں اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں۔
- میڈیا چینلز میں اور ریڈیو اسٹیشنوں میں بھی اردو میڈیم طلبہ اپنی خدمات انجام دے سکتے ہیں۔ ان کے لیے ان جگہوں پر اچھے خاصے مواقع موجود ہیں۔
- اردو میڈیم طلبہ اپنی زبان کے ساتھ پیشہ وارانہ طور پر دوسری زبانیں سیکھ لیں تو وہ مترجم کی حیثیت سے کام کر سکتے ہیں۔
- اردو میڈیم طلبہ طبیب بن کر ایک حکیم اور ڈاکٹر کی حیثیت سے خلقت کی خدمات انجام دے سکتے ہیں۔

اردو میڈیم طلبہ کی مشکلات:

اردو میڈیم طلبہ کو تعلیمی سرگرمیوں میں بہت سے چیلنجز اور مشکلات کا سامنا کرنا

پڑتا ہے اور یہ مشکلات صرف تعلیمی میدان تک محدود نہیں ہیں بلکہ ان کی سماجی اور پیشہ ورانہ زندگی بھی ان سے متأثر ہوتی ہے۔ آیئے! ان مشکلات کو مندرجہ ذیل نکات کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

تعلیمی مشکلات:

- اردو زبان بحیثیت ذریعۂ تعلیم پر اگر غور کیا جائے تو بنیادی تعلیم کی سطح پر اس کے لیے بہت کم اسکول موجود ہیں جس کا منفی اثر اس سے وابستہ عوام اور طلبہ پر ہوتا ہے۔ طلبہ اس طرف بہت کم مائل ہوتے ہیں۔ اسکول کی غیر موجودگی اس کی ترقی میں ایک بڑی رکاوٹ ہے۔
- اسی طرح اردو میڈیم طلبہ کے لیے اردو کے علاوہ دیگر مضامین کی کتابوں کا نہ ہونا بھی ایک بڑا مسئلہ ہے۔ اردو زبان میں اردو میڈیم طلبہ کے لیے معیاری نصابی مواد کی کمی ایک بڑا مسئلہ ہے۔ سائنس، سماجی علوم، ریاضی اور دیگر مضامین کے لیے اردو میں لکھی گئی اچھی کتابیں تلاش کرنا زندگی کی ایک بڑی جدوجہد ہے۔ اس کی بہ نسبت دوسری زبانوں میں نصابی کتابوں پر خاصا ذخیرہ موجود ہے جو تعلیم کے دوسرے مراحل میں مفید ثابت ہوتا ہے۔
- اردو میڈیم طلبہ کو دوسرے مضامین پڑھانے کے لیے اسکولوں میں اساتذہ کی کمی ہے اور خاص کر اردو میڈیم کے لیے ماہر اساتذہ کی کمی طلبہ کو مایوس کر دیتی ہے۔
- یہ جدیدیت کا دور ہے۔ جدید ٹیکنالوجی سے تعلیم کا گہرا تعلق ہے اور اچھی اور معیاری تعلیم آج کے اس دور میں تب ہی ممکن ہو پائے گی جب ٹیکنالوجی میں فرینڈلی تعلیم کی ترغیب دی جائے۔ ایسے میں اردو میں سافٹ ویئر کی کمی اور اسی کے ساتھ ساتھ ایپلیکیشنز کی کمی نے طلبہ کو تذبذب میں ڈال دیا ہے جس سے وہ اس دور کی ان نئی نئی ایجادات سے فائدہ نہیں اٹھا پا رہے ہیں کیونکہ آج کل کی نئی نسل ٹیکنالوجی پر جان چھڑکتی ہے تو ایسے دور میں اردو میڈیم کے طلبہ کفِ افسوس ملتے رہ جاتے ہیں اور ان کو خاصی پریشانی اور پشیمانی اٹھانی پڑتی ہیں۔
- آج کے سرکاری امتحانات اور کالجوں کے امتحانات صرف انگریزی اور ہندی میں ہی کرائے جاتے ہیں جس سے اردو میڈیم طلبہ کا یقین اور ان کے ارادے ٹوٹتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ یہ امتحانات نئے نئے کورسز میں داخلہ لینے والے ہوں یا سرکاری (ریاستی یا مرکزی)

نوکری کے لیے۔ امتحانات کا اردو میڈیم میں نہ ہونا اردو میڈیم طلبہ کو ہراساں کرتا ہے۔

- جامعات میں داخلہ لینے کے لیے بھی جو امتحانات لیے جاتے ہیں وہ بھی صرف انگریزی اور ہندی میڈیم طلبہ کے لیے سود مند ثابت ہوتے ہیں اور اردو میڈیم طلبہ مایوس ہوجاتے ہیں۔
- اس کے علاوہ جہاں اردو میڈیم طلبہ کو موقع ملتا بھی ہے تو وہ ان کی تیاریاں نہیں کر پاتے کیونکہ ان کے لیے معیاری امتحانات کی تیاری کے لیے کتابیں یا گائڈ مہیا ہی نہیں ہیں۔ اس کا منفی اثر یہ ہوتا ہے کہ اردو میڈیم طلبہ احساس کمتری کا شکار ہوجاتے ہیں۔
- ایسے کورسیز جن سے روزگار جڑا ہے ان کا بھی مواد اردو میں موجود نہیں ہے جس سے ان طلبہ کی مشکلات مزید بڑھ جاتی ہیں۔

سماجی مشکلات:

- آج کے والدین اور لوگوں کی بڑی تعداد ایسی فکر رکھتی ہے کہ انگریزی میڈیم سے پڑھ کر ہی بچہ کامیاب ہوسکتا ہے اور اردو میڈیم تعلیم ان کو ایک آنکھ نہیں بھاتی۔ اسی وجہ سے وہ اردو اور اردو میڈیم کو کم اہمیت دیتے ہیں اور اردو میڈیم طلبہ کو سماجی طور پر کمتر سمجھا جانے لگتا ہے۔ اکثر یہ سننے کو ملتا ہے کہ اردو پڑھ کر کیا کریں گے اور جہاں اردو بحیثیت مادری زبان ہے وہاں بھی اس کو آج کی نسل وہ اہمیت نہیں دیتی جو انگریزی کو حاصل ہے۔
- سماج انھیں زبانوں کو زیادہ ترجیح دیتا ہے جو روزگار کے امکانات روشن کرنے پر زور دیتی ہوں اور جن میں روزگار کے زیادہ مواقع ہوں۔ یہ انسان کے مزاج اور فطرت میں بھی شامل ہے کہ انسان اسی جانب جھکتا ہے جہاں سے اسے کچھ حاصل ہو۔ سماج میں اردو کا یہ حال ہونا اس بات کا ثبوت ہے۔
- انگریزی میڈیم کے مقابلے اردو میڈیم طلبہ کے لیے نوکری کے مواقع بہت کم ہیں جن کی وجہ سے اردو میڈیم طلبہ کو ہمیشہ یہ اندیشہ ستاتا رہتا ہے کہ ہم کسی روزگار سے وابستہ نہیں ہوں گے اگر ہم اس میڈیم کو ذریعۂ تعلیم اختیار کرلیں گے۔

پیشہ وارانہ مشکلات:

- جیسے کہ ہمیں معلوم ہے کہ آج کل کے طلبہ اور ان کے والدین ایسے کورسیز تلاش کرتے ہیں جن کو کر کے وہ جلد از جلد کوئی نوکری حاصل کر سکیں۔
- اس طرح کی پیشہ ورانہ ترقی کے لیے انگریزی زبان کا آنا لازمی ہے کیونکہ ایسے کورسیز اردو زبان میں موجود نہیں ہیں۔ اس لیے ان کے لیے دوسری زبان کو سیکھنا مجبوری ہو جاتی ہے۔
- اردو پیشہ وارانہ ترقی میں کوئی رول ادا نہیں کرتی جس کی وجہ سے طلبہ اس سے دستبردار ہو رہے ہیں۔ اردو عالمی زبان تو ہے جو ہندوستان کے ساتھ ساتھ پاکستان اور کم و بیش بنگلہ دیش، یو۔ کے، یو۔ ایس۔ اے، یو۔ اے۔ ای میں بولی، پڑھی اور سمجھی جاتی ہے۔ اس کی بین الاقوامی حیثیت بھی مستحکم ہے۔
- بین الاقوامی سطح پر جو مقابلے ہوتے ہیں اگر کوئی ان مقابلوں میں حصہ لینا چاہتا ہے تو اس کو انگریزی آنا ضروری ہے اس سے طلبہ کی افکار میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

اردو میڈیم طلبہ کی مشکلات کا حل:

اردو میڈیم طلبہ کی مشکلات کے حل کے لیے سب سے پہلے بنیادی تعلیم میں آنے والی کمیوں کو دور کرنا ہوگا اور اس کے لیے سب سے پہلے اس پر عوام کے یقین کو بحال کرنا ضروری ہے اور یہ یقین بحال کرنے کے لیے ان کے منفی رویوں اور فکر میں تبدیلی لانا ضروری ہے۔ عوام کے منفی رویوں کو دور کرنے اور ان میں خود اعتمادی پیدا کرنے کے لیے حل کے کئی طریقے اپنائے جا سکتے ہیں۔

- قومی تعلیمی پالیسی 2020 بھی مادری زبان کو ذریعۂ تعلیم کی پرزور وکالت کرتی ہے۔ اسکولی تعلیم میں اردو کو بحیثیت ذریعۂ تعلیم اپنانے سے بچوں اور ان کے والدین میں خود اعتمادی بڑھے گی اور چونکہ کئی ریاستوں میں اردو دوسری سرکاری زبان بھی ہے تو یہ کام آسانی سے ہو سکتا ہے۔
- معیاری نصابی مواد کی دستیابی کی اشد ضرورت ہے۔ اس لیے بنیادی تعلیم کے لیے کچھ کتابیں تیار کی جا رہی ہیں اور انھیں ترتیب دیا جا رہا ہے اور کچھ منظر عام پر بھی آ چکی ہیں۔

اس کے علاوہ این۔سی۔ای۔آر۔ٹی کی بھی کتابیں موجود ہیں۔

- نصابی کتابوں کے علاوہ معاون نصابی کتابوں اور دیگر مضامین کی کتابوں کو تیار کرنے کے لیے ادبی تنظیموں کو ساتھ مل کر کام کرنے کی ضرورت ہے۔

- جب بنیادی طور پر تعلیم کا آغاز اردو میڈیم میں ہو جائے گا تو اس سے عوام کے ساتھ ساتھ طلبہ میں بھی خود اعتمادی بڑھے گی اور وہ اس کی جانب راغب ہو جائیں گے۔ اردو میڈیم طلبہ کے لیے مواد کا نہ ہونا بالخصوص نصابی مواد کا نہ ہونا ان کو ہراساں کرتا ہے۔ اس کے لیے یہ حل نکالا جا سکتا ہے کہ ہماری جو تنظیمیں اردو کے فروغ کے لیے کام کر رہی ہیں وہ ایک ایسی کمیٹی بنائیں جس میں ہر مضمون کے ماہرین شامل ہوں جو معیاری نصاب تیار کرنے میں تعاون دے سکیں۔

- طلبہ کا سب سے بڑا چیلنج یہی ہے کہ اردو میں دوسرے مضامین کی کتابیں مہیا نہیں ہیں تو وہ کیسے ان کو بحیثیت ذریعۂ تعلیم تسلیم کریں گے۔ اس لیے ساری تنظیموں اور اردو اکادمیوں کو ساتھ مل کر کام کرنا ہوگا تاکہ معیاری نصابی مواد اور کتابیں ہر جماعت کے لیے تیار ہو سکیں۔ اس طرح ہم اردو میڈیم طلبہ کو مواد فراہم کر ان کی سب سے بڑی مشکل کو حل کر سکیں گے۔

- دوسری سب سے بڑی مشکل اردو میڈیم اسکولوں میں ہر ایک مضمون کے لیے اساتذہ کا نہ ہونا ہے۔ اس کے لیے جو تنظیمیں مواد تیار کرنے میں اپنی خدمات ادا کر رہی ہیں انھیں کے ذریعے اردو میڈیم اساتذہ کو ان کے اعلیٰ تعلیمی مضامین کی تربیت دے کر طلبہ کے لیے تیار کرایا جا سکتا ہے۔ اس طرح ہم عارضی طور پر اردو میڈیم طلبہ کی پریشانی دور کر سکتے ہیں۔ بعد میں یہی اردو میڈیم کے طلبہ آگے چل کر انھیں اسکولوں میں بحیثیت استاد اپنی خدمات انجام دیں گے اور اس طرح ان کے لیے روزگار کے مواقع بھی تیار ہوں گے۔

- اس کے بعد جو مشکلات آتی ہیں ان میں روزگار اور جامعات کے لیے ہونے والے امتحانات ہیں جو اردو میں نہیں ہوتے ہیں۔ اس کے لیے ہم سرکار سے مطالبہ کر سکتے ہیں کہ ایسے طلبہ جو اردو میں امتحان کا پرچہ دینا چاہتے ہیں ان کے لیے وہ اردو میں بھی ان امتحانات کے پرچے جاری کریں۔ اگر اس میں ان کو کسی بھی طرح کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے

تو ریاستی اور مرکزی سطح پر اردو زبان و ادب کے لیے جو اردو اکادمیاں اور تنظیمیں تشکیل دی گئی ہیں ان کو اس کی ذمہ داری سونپی جانی چاہیے تاکہ وہ ہر طرح کی مشکلات کا حل تلاش کر کے اردو میڈیم طلبہ کی راہیں ہموار کر سکیں۔

- جدیدیت اور ٹیکنالوجی کے اس دور میں ٹیکنالوجی سے آشنائی ضروری ہے۔ اس کے لیے اردو زبان و ادب کے فروغ کے لیے بنائی گئی تنظیموں کو اے۔ آئی۔ سی۔ ٹی۔ ای۔ این۔ ایم۔ سی۔، آئی۔ سی۔ اے۔ آر۔، ڈی۔ سی۔ آئی۔ پی۔ سی۔ آئی۔ آئی این۔ سی اور اس طرح کے سرکاری اداروں سے رابطہ قائم کر کے اردو اور اردو میڈیم طلبہ کے مستقبل کو روشن بنانے کی کوشش کی جا سکتی ہے۔
- ان سرکاری اور ٹیکنالوجی کو فروغ دینے والے اداروں سے معاہدہ کر کے اردو کے لیے جدید تکنیکی وسائل اور نئے اردو سافٹ ویئرز اور اپلی کیشنز تیار کرائے جا سکتے ہیں۔ ان سے اردو زبان کو تو فروغ ملے گا ہی ساتھ میں عوام جو اس سے دست بردار ہوتی جا رہی ہیں ان کی امیدوں کو بھی اس میں ایک نئی زندگی ملے گی۔
- اس کے علاوہ ریاستی اردو اکادمیوں کو یہ تجویز پیش کی جا سکتی ہے کہ وہ اپنی ریاستوں میں نوکر شاہی اور سرکاری نوکری جیسے سخت اور مشکل امتحانات کے لیے اردو میڈیم طلبہ کے لیے کوچنگ کرانے کی مہم شروع کریں۔ اس سے لوگ اردو کی طرف تو راغب ہوں گے ہی اس کے ساتھ ساتھ عوامی سطح پر اس کی مقبولیت اور اہمیت بھی بڑھ جائے گی۔ اسی طرح اردو اکادمیاں اپنی اپنی ریاستوں میں اردو میڈیم طلبہ کو تقویت دینے کے لیے رہائشی کوچنگ کو بھی فروغ دے سکتی ہیں۔ اس سے عوامی سطح پر ان کو پہچان بھی ملے گی۔
- زبان کے فروغ کی تنظیموں اور اکادمیوں کو سرکار سے مطالبہ کرنا چاہیے کہ وہ اردو میڈیم طلبہ کے لیے اعلیٰ تعلیمی ادارے کھولیں اور ساتھ میں یہ بھی مطالبہ کیا جا سکتا ہے کہ اردو میڈیم طلبہ کے لیے کچھ ریزرویشن بھی فراہم کرایا جائے۔ اس سے اردو میڈیم طلبہ میں احساس کمتری ختم ہو گی اور ان میں مسابقتی صلاحیت کا اضافہ ہو گا۔
- جامعات سے بھی رابطہ کر ان سے یہ مطالبہ کیا جا سکتا ہے کہ اعلیٰ تعلیم میں داخلہ لینے کے

لیے اردو میں امتحانات کے پرچے مہیا کرائے جائیں تاکہ اردو میڈیم طلبہ بھی اپنی صلاحیت کا اظہار کر سکیں اور ساتھ میں ان جامعات میں بھی کچھ سیٹیں اردو میڈیم طلبہ کے لیے محفوظ کرنے کا مطالبہ کیا جا سکتا ہے۔

- آج کی نئی ایجاد مصنوعی ذہانت کی مدد سے اور بھی بہت سارے حل اور ان کی مؤثر تدابیر تلاش کی جا سکتی ہیں تاکہ اردو میڈیم طلبہ بھی زمانے کے شانہ بہ شانہ اپنی نئی پہچان بنا سکیں۔

اردو میڈیم طلبہ کے لیے روزگار کے مواقع دوسرے میڈیم کے مقابلے کم لیکن پھر بھی کافی وسیع ہیں۔ البتہ ان مواقع کو حاصل کرنے میں ان طلبہ کو خاصی مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ کم و بیش 16، 17 اردو اکادمیاں اور بعض تنظیمیں جیسے این۔ سی۔ پی۔ یو۔ ایل اور جامعات کے شعبے و مراکز اردو زبان و ادب کے فروغ کے لیے رات دن محنت کر رہے ہیں۔ اگر ان کا بھرپور تعاون مل جائے تو حل کی جو تجاویز اور سفارشات پیش کی گئی ہیں ان کو حاصل کیا جا سکتا ہے اور اردو میڈیم طلبہ اپنی صلاحیتوں اور دلچسپیوں کے مطابق روزگار کا انتخاب کرنے کے اہل ہو سکتے ہیں۔ اگر اردو میڈیم طلبہ اپنی صلاحیت اور ہنر پر یقین کریں اور روزگار کے حصول کے لیے محنت کریں تو وہ یقینی طور پر کامیاب ہو جائیں گے یہ ہمارا یقین ہے۔

ٹی۔ جی۔ ٹی۔ اردو، شعبۂ تعلیم، حکومتِ دہلی

اسسٹنٹ پروفیسر
شعبۂ تربیت اساتذہ و نیم رسمی تعلیم (آئی-اے-ایس-ای)
فیکلٹی برائے تعلیم، جامعہ ملیہ اسلامیہ
نئی دہلی

تعلیم کا مستقبل: مصنوعی ذہانت اور ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کا کردار

تلخیص

تعلیم کے میدان میں تکنیکی ترقی نے انقلابی تبدیلیاں متعارف کرائی ہیں جن میں مصنوعی ذہانت (AI) اور ڈیجیٹل ٹیکنالوجی نمایاں حیثیت رکھتی ہیں۔ یہ تحقیق تعلیم میں ان تبدیلیوں کی موجودہ صورتِ حال کا جائزہ لیتے ہوئے مستقبل کے امکانات کو واضح کرتی ہے۔ تحقیق میں ڈیجیٹل تعلیم کے فوائد، چیلنجز اور AI کے ذریعے تعلیمی طریقوں میں جدت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

دنیا بھر میں تعلیم کے میدان میں ٹیکنالوجی نے ایک انقلاب برپا کر دیا ہے۔ مصنوعی ذہانت (AI) اور ڈیجیٹل ٹیکنالوجی نہ صرف تعلیمی وسائل کی دستیابی کو آسان بناتے ہیں بلکہ سیکھنے اور سکھانے کے عمل کو بھی مؤثر اور فرد کی ضرورت کے مطابق فراہم کرتے ہیں۔ یہ مقالہ تعلیم میں ان جدید تکنیکی رجحانات کا جائزہ لیتا ہے، ان کے چیلنجز کو زیرِ بحث لاتا ہے اور ان کے مستقبل کے امکانات کا جائزہ لیتا ہے۔

ٹیکنالوجی کی تیز رفتار ترقی کی بدولت سماج کی ترقی ایک نئے دور میں داخل ہو چکی ہے۔ مصنوعی ذہانت (AI) اور ڈیجیٹل ٹیکنالوجی نے تعلیمی میدان میں ایک انقلاب برپا کر دیا ہے، جہاں تدریسی طریقے، نصاب اور طلبہ کی کارکردگی کا تجزیہ جدید خطوط پر استوار کیا جا رہا ہے۔ یہ تحقیق، تعلیمی نظام میں جدید ٹیکنالوجی کے کردار، چیلنجز اور مستقبل کے امکانات کا تفصیلی جائزہ فراہم کرتی ہے۔

کلیدی الفاظ: مصنوعی ذہانت، ڈیجیٹل ٹیکنالوجی، تدریسی طریقہ، تعلیمی نظام۔

تعارف

تعلیم کسی بھی معاشرے کی بنیاد ہے اور تکنیکی ترقی نے اسے نئے افق تک پہنچا دیا ہے۔ڈیجیٹل ٹیکنالوجی اور مصنوعی ذہانت کے ذریعے تعلیم کو مزید مؤثر، جامع اور جدید بنایا جا رہا ہے۔آج کے دور میں، ای لرننگ پلیٹ فارمز، ورچوئل کلاس رومز اور AI پر مبنی تدریسی آلات نے روایتی تعلیمی نظام کو چیلنج کرتے ہوئے نئی راہیں ہموار کی ہیں۔

تعلیم کسی بھی ملک کی سماجی اور اقتصادی ترقی کی بنیاد ہے۔جیسے جیسے دنیا ڈیجیٹل ہوتی جا رہی ہے، ویسے ویسے تعلیم کے میدان میں بھی تکنیکی ترقی کا دائرہ وسیع ہو رہا ہے۔

مصنوعی ذہانت، ڈیجیٹل ٹیکنالوجی اور ای لرننگ نے روایتی تعلیمی نظام کو مکمل طور پر تبدیل کر دیا ہے۔ڈیجیٹائزیشن نے تعلیم کو عالمی سطح پر قابلِ رسائی بنایا ہے اور مصنوعی ذہانت نے تعلیم کے عمل کو زیادہ مؤثر اور ذاتی نوعیت فراہم کی ہے۔

ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کا موجودہ کردار

ڈیجیٹل ٹیکنالوجی نے تعلیم کو ہر فرد تک پہنچانے میں کلیدی کردار ادا کیا ہے۔اس سلسلے میں چند اہم پہلو درج ذیل ہیں:

1۔ آن لائن لرننگ پلیٹ فارم جیسے کورسیرا، ایڈ ایکس اور خان اکیڈمی نے تعلیمی وسائل کو ہر جگہ دستیاب کر دیا ہے۔

2۔ ورچوئل کلاس روم نے طلبہ اور اساتذہ کے لیے فاصلوں کو ختم کر کے ایک جدید تدریسی ماحول فراہم کیا ہے۔

3۔ ای لرننگ مواد: ڈیجیٹل مواد اور ویڈیو کے ذریعے تعلیم کو انٹرایکٹو اور پُرکشش بنایا گیا ہے۔

تعلیمی نظام میں مصنوعی ذہانت کا کردار

مصنوعی ذہانت نے تعلیم کو ذاتی نوعیت دینے اور طلبہ کی ضروریات کے مطابق ڈھالنے میں مدد دی ہے۔اس کے چند اہم پہلو درج ذیل ہیں:

1۔ ذاتی تعلیمی منصوبے: AI الگورتھمز طلبہ کی ضروریات کے مطابق نصاب کو ترتیب دیتے ہیں۔

2۔ اساتذہ کی مدد: AI پر مبنی اسسٹنٹس اساتذہ کو انتظامی کے امور سے آزاد کر کے تدریس پر توجہ مرکوز کرنے میں مدد دیتے ہیں۔

3۔ اسمارٹ تشخیص: طلبہ کی کارکردگی کا تجزیہ کرنے کے لیے AI کے ذریعے جدید تشخیصی نظام وضع کیے گئے ہیں۔

ڈیجیٹل ٹیکنالوجی نے تعلیمی نظام میں درج ذیل اہم تبدیلیاں متعارف کرائی ہیں:

1۔ آن لائن لرننگ پلیٹ فارم

آن لائن پلیٹ فارم نے طلبہ کو دنیا کے بہترین تعلیمی مواد تک رسائی فراہم کی ہے۔ مثال کے طور پر کورسیرا، خان اکیڈمی اور ایڈایکس جیسے پلیٹ فارم نے دنیا بھر کے طلبہ کو معیاری تعلیم فراہم کی ہے۔

2۔ ورچوئل کلاس روم: ورچوئل کلاس روم نے فاصلاتی تعلیم کو ممکن بنایا ہے۔ وبا کے دوران اسکول اور یونیورسٹیاں آن لائن تعلیم کی طرف منتقل ہو گئیں جس سے طلبہ اور اساتذہ کے لیے جغرافیائی حدود بے معنی ہو گئیں۔

3۔ ڈیجیٹل تعلیمی مواد

ڈیجیٹل مواد، انیمیشنز اور انٹرایکٹو ویڈیو نے سیکھنے کے عمل کو زیادہ پرکشش اور مؤثر بنایا ہے۔ یہ مواد بچوں کے ساتھ ساتھ بڑوں کے لیے بھی سودمند ثابت ہوا ہے۔

4۔ تعلیمی موبائل ایپلیکیشن: موبائل ایپلیکیشن جیسے Duolingo, Byju اور Photomath نے تعلیم کو آسان اور پُر لطف بنا دیا ہے۔

تعلیمی نظام میں مصنوعی ذہانت کا کردار

مصنوعی ذہانت نے تعلیم کو نئے زاویے سے دیکھنے کا موقع فراہم کیا ہے:

1۔ آموزش کو فرد کی سہولت کے مطابق ترتیب دینا (Personalized Learning)

AI کی مدد سے طلبہ کی کارکردگی کا تجزیہ کر کے ان کے لیے مخصوص نصاب اور سیکھنے کے منصوبے بنائے جا رہے ہیں جو ان کی ضروریات کے مطابق ہوتے ہیں۔

2۔ اساتذہ کی معاونت مصنوعی ذہانت اساتذہ کو لیکچر کی منصوبہ بندی، طلبہ کی کارکردگی کا تجزیہ اور ان کے سوالات کو حل کرنے میں مدد فراہم کرتی ہے۔

3۔ خودکار گریڈنگ اور تشخیص AI سسٹم امتحانات اور اسائنمنٹس کو خودکار طریقے سے چیک کر کے وقت کی بچت کرتے ہیں۔

ڈیجیٹل ٹیکنالوجی نے تعلیمی نظام کو مکمل طور پر تبدیل کر دیا ہے۔ اس کے مختلف پہلو درج ذیل ہیں:

1۔ آن لائن لرننگ پلیٹ فارم: آن لائن پلیٹ فارم نے تعلیمی مواد کو زیادہ قابل رسائی بنا دیا ہے۔ کورسیرا، ایڈ ایکس اور خان اکیڈمی جیسے پلیٹ فارم دنیا کے کسی بھی کونے میں بیٹھے طلبہ کو اعلیٰ معیار کی تعلیم فراہم کر رہے ہیں۔

2۔ ورچوئل کلاس روم اور ہائبرڈ لرننگ: ورچوئل کلاس روم نے طلبہ اور اساتذہ کے درمیان فاصلوں کو ختم کر دیا ہے۔ ہائبرڈ لرننگ ماڈل نے روایتی اور آن لائن تعلیم کی یکجائی سے ایک نیا نظام متعارف کرایا ہے۔

3۔ ڈیجیٹل مواد کی اہمیت: تعلیمی مواد جیسے ویڈیو، انٹرایکٹو گیمز اور ای کتابیں طلبہ کی دلچسپی کو بڑھانے کے ساتھ ساتھ سیکھنے کے عمل کو آسان بناتی ہیں۔

4۔ تعلیمی ایپلیکیشنز: تعلیمی ایپلیکیشنز جیسے Duolingo اور Byju's نے طلبہ کو ان کے اپنے وقت اور رفتار سے سیکھنے کا موقع فراہم کیا ہے۔

مصنوعی ذہانت کا تعلیمی نظام میں کردار

مصنوعی ذہانت (AI) تعلیم کو زیادہ ذاتی اور مؤثر بنانے میں مدد کر رہی ہے:

1۔ ذاتی تعلیم (Personalized Learning)

AI سسٹمز طلبہ کی تعلیمی کارکردگی اور دلچسپیوں کا تجزیہ کر کے ان کے لیے ذاتی نوعیت کا نصاب تیار کرتے ہیں جس سے سیکھنے کا عمل زیادہ مؤثر ہو جاتا ہے۔

2۔ ورچوئل اسسٹنٹس اور ٹیوٹرز AI پر مبنی ورچوئل ٹیوٹرز طلبہ کو ان کے سوالات کے فوری جوابات فراہم کرتے ہیں۔

3۔ خودکار تشخیص اور گریڈنگ مصنوعی ذہانت کی مدد سے امتحانات اور اسائنمنٹس کی خودکار تشخیص ممکن ہو گئی ہے، جس سے اساتذہ کے وقت کی بچت ہوتی ہے۔

4۔ طلبہ کی پیش رفت کا تجزیہ AI الگورتھمز طلبہ کی کارکردگی کا باریکی سے تجزیہ کرتے ہیں، جس سے ان کی کمزوریوں کو پہچانا جاسکتا ہے اور بہتری کے لیے مشورے دیے جاسکتے ہیں۔

چیلنجز اور مشکلات

مصنوعی ذہانت اور ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کے فوائد کے باوجود، ان کے نفاذ میں درج ذیل چیلنجز ہیں:

1۔ ٹیکنالوجی تک رسائی کی کمی

دیہی اور کم ترقی یافتہ علاقوں میں انٹرنیٹ اور جدید ٹیکنالوجی کی عدم دستیابی ایک بڑا مسئلہ ہے۔

2۔ اساتذہ کی تربیت

ڈیجیٹل ٹولز اور AI کے مؤثر استعمال کے لیے اساتذہ کو جدید تربیت فراہم کرنا ضروری ہے جو ابھی تک بہت سے علاقوں میں محدود ہے۔

3۔ ڈیٹا کی رازداری اور تحفظ

طلبہ اور اساتذہ کے ذاتی ڈیٹا کا تحفظ ایک بڑا چیلنج ہے کیونکہ AI سسٹمز میں بڑی مقدار میں حساس معلومات محفوظ ہوتی ہیں۔

4۔ ثقافتی اور لسانی رکاوٹیں

AI پر مبنی تعلیمی مواد بعض اوقات مقامی زبانوں اور ثقافتوں سے مطابقت نہیں رکھتا جو تعلیمی عمل میں دشواریاں پیدا کرسکتا ہے۔

چیلنجز

ڈیجیٹل تعلیم اور AI کے استعمال میں درج ذیل چیلنجز درپیش ہیں:

1۔ **ٹیکنالوجی تک رسائی:** ہر طبقے تک ان ٹیکنالوجیز کو پہنچانا مشکل ہے۔

2۔ **رازداری اور ڈیٹا کا تحفظ:** AI پر مبنی نظام میں ڈیٹا کا تحفظ ایک بڑا مسئلہ ہے۔

3۔ **اساتذہ کی تربیت:** اساتذہ کو نئی تکنیکوں کی تربیت دینا ضروری ہے۔

4۔ **ٹیکنالوجی تک رسائی**

غریب اور دیہی علاقوں میں ٹیکنالوجی کی عدم دستیابی تعلیم میں رکاوٹ پیدا کرتی ہے۔

1۔ ڈیٹا کی رازداری

طلبہ اور اساتذہ کا ذاتی ڈیٹا AI سسٹمز میں **محفوظ** ہوتا ہے، جس سے رازداری کے مسائل پیدا ہو سکتے ہیں۔

2۔ اساتذہ کی تربیت

جدید ٹیکنالوجی کے استعمال کے لیے اساتذہ کو تربیت دینا ایک بڑا چیلنج ہے۔

3۔ ڈیجیٹل تقسیم

امیر اور غریب ممالک کے درمیان ٹیکنالوجی کے فرق نے تعلیمی مواقع میں عدم مساوات پیدا کی ہے۔

مستقبل کے امکانات

1۔ مزید انقلابی تبدیلیاں: AI پر مبنی روبوٹکس اور ورچوئل ریئلیٹی کے ذریعے تعلیمی نظام میں مزید جدت متوقع ہے۔

2۔ جامع تعلیم: AI تعلیمی مواد کو مختلف زبانوں اور ثقافتوں میں دستیاب کر کے تعلیم کو مزید جامع بنائے گا۔

3۔ زندگی بھر سیکھنے کے مواقع: ڈیجیٹل تعلیم ہر عمر کے افراد کے لیے سیکھنے کے مواقع پیدا کرے گی۔

تعلیم کے میدان میں ڈیجیٹل ٹیکنالوجی اور مصنوعی ذہانت کے متعدد امید افزا امکانات ہیں:

1۔ مزید انٹرایکٹو لرننگ

ورچوئل ریئلٹی (VR) اور آگمینٹڈ ریئلٹی (AR) کے ذریعے تعلیمی تجربات کو زیادہ حقیقی اور انٹرایکٹو بنایا جا سکتا ہے۔

2۔ جامع تعلیم

AI کا استعمال زبان، معذوری اور جغرافیائی حدود کی نفی کرتے ہوئے تعلیم کو سب کے لیے قابلِ رسائی بنائے گا۔

3۔ زندگی بھر سیکھنے کے مواقع

ڈیجیٹل پلیٹ فارم سیکھنے کے عمل کو مخصوص عمر یا تعلیمی پس منظر تک محدود نہیں رکھیں گے۔

4۔ ٹیکنالوجی پر مبنی تعلیمی تحقیق

تعلیمی تحقیق میں AI کے ذریعے نئے رجحانات اور نصاب کے ڈیزائن کو بہتر بنایا جا سکے گا۔

ڈیجیٹل ٹیکنالوجی اور مصنوعی ذہانت کے ذریعے تعلیم کے کئی روشن امکانات ہیں:

1۔ ورچوئل ریئلیٹی (VR) اور آگمنٹیڈ ریئلیٹی (AR)

یہ ٹیکنالوجی طلبہ کو حقیقی زندگی کے تجربات فراہم کر کے سیکھنے کو مزید دلچسپ بنا سکتی ہے۔

2۔ جامع اور مساوی تعلیم

AI اور ڈیجیٹل ٹیکنالوجی زبان، معذوری اور جغرافیائی رکاوٹوں کو دور کر کے سب کے لیے مساوی تعلیم کے مواقع پیدا کریں گی۔

3۔ زندگی بھر سیکھنے کا فروغ

ڈیجیٹل پلیٹ فارم کے ذریعے لوگ اپنی زندگی کے کسی بھی مرحلے پر نئی مہارتیں سیکھ سکتے ہیں۔

4۔ تعلیمی تحقیق میں انقلاب

AI کے ذریعے تعلیمی تحقیق میں تیزی آئے گی جس سے بہتر نصاب اور تدریسی طریقے تیار کیے جا سکیں گے۔

نتیجہ

تعلیم کے مستقبل میں مصنوعی ذہانت اور ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کا کردار نہایت اہم ہوگا۔ یہ نہ صرف تعلیمی عمل کو بہتر بنائے گا بلکہ دنیا کے ہر فرد تک معیاری تعلیم پہنچانے میں بھی مدد کرے گا۔ تاہم تکنیکی ترقی کے فوائد حاصل کرنے کے لیے ہمیں ان کے چیلنجز پر قابو پانا

ہوگا۔تعلیم میں مصنوعی ذہانت اور ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کا کردار نمایاں ہے اور مستقبل میں اس کے اثرات مزید بڑھیں گے۔ان ٹیکنالوجیز نے تعلیم کو نہ صرف جدید بنایا ہے بلکہ اسے زیادہ جامع اور مؤثر بھی بنا دیا ہے۔تاہم ان کے چیلنجز کو حل کرنے کے لیے حکومتوں، تعلیمی اداروں اور ٹیکنالوجی کے ماہرین کے ساتھ مل کر کام کرنا ہوگا۔مصنوعی ذہانت اور ڈیجیٹل ٹیکنالوجی نے تعلیم کو ایک نئے دور میں داخل کر دیا ہے۔مستقبل میں ان ٹیکنالوجیز کے مزید فروغ کے ساتھ تعلیم مزید مؤثر، ذاتی نوعیت کی اور ہر فرد تک قابلِ رسائی ہو جائے گی۔تاہم ان کے چیلنجز پر قابو پانے کے لیے اجتماعی کوششیں ضروری ہیں۔

ریسرچ اسکالر،فیکلٹی آف فائن آرٹ
جامعہ ملیہ اسلامیہ،نئی دہلی۔۲۵

سیف ازہر

اردو زبان وادب میں اندازۂ قدر: ایک تعارف

بنیادی طور پر اندازۂ قدر ایک اصطلاحی نوعیت کی چیز ہے جسے انگریزی میں Evaluation کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یہ اندازہ لگانے کی کیفیت کا علم ہے۔ کسی بھی میدان، شعبہ اور جہت میں بلا اندازہ کچھ بھی ممکن نہیں ہے۔ ایک سرمایہ دار جب تک نفع ونقصان کا اندازہ نہ لگالے وہ سرمایہ کاری نہیں کرتا۔ ایک کسان جب تک موسم، مٹی اور بیج کا اندازہ نہ لگالے کاشت نہیں کرتا۔ یہ الگ بات کہ ان کے اندازہ لگانے کا طریقہ کیا ہے۔ کون سے وہ آلات یا ذرائع ہیں جن کے ذریعے سے یہ اندازہ لگاتے ہیں۔ اندازے کا طریقہ اوراس کے لیے اختیار کیے گئے معیاری آلات و ذرائع ہی یہ طے کرتے ہیں کہ کون سا اندازہ کس حیثیت کا ہے، اس کا وزن کتنا ہے اوراس پر کس حد تک اعتماد کیا جاسکتا ہے۔

جب بھی آپ اندازہ کرنے میں غلط طریقہ یا غلط ذریعہ اختیار کریں گے بلاشبہ نتائج بھی غلط ہی برآمد ہوں گے۔ اہم بات یہ ہے کہ اندازہ لگانے والے کو یہ علم ہونا چاہیے کہ وہ کس بات کا اندازہ لگا رہا ہے۔ کس مقصد کے تحت اندازہ لگا رہا ہے۔ اس نے جو ذرائع اور طریقے استعمال کیے ہیں وہ سب سے بہتر ہیں یا نہیں۔ کسی بھی غلط اندازے کے برآمد ہونے میں یہ تمام چیزیں کسی نہ کسی طور پر کام کرسکتی ہیں۔ کبھی اندازہ لگانے والا مناسب نہیں ہوگا، کبھی طریقے اچھے نہیں ہوں گے، کبھی ذریعے کچھ مناسب نہیں ہوں گے اور کبھی جس چیز کا اندازہ لگایا جا رہا ہے وہ چیز ان سب کے لیے موزوں نہیں ہوگی۔ اب ایسے میں خواہ کچھ بھی ہو نتائج ہمیشہ برے ہی نکلیں گے۔

ہم یہاں بات اردو زبان وادب میں اندازۂ قدر کی کر رہے ہیں۔ اردو زبان وادب میں اندازۂ قدر بھی اسی طرح دشوار گزار ہے جس طرح دنیا کے تمام تر معاملات میں

ہے۔ یہ بات بتانے کی نہیں ہے کہ ہم کسی بھی مسئلے میں اندازہ لگاتے ہی اس لیے ہیں کہ ہم اس مسئلے میں یقینی صورت حال کو نہیں پہنچ سکتے۔ اردو زبان وادب میں آپ ادبی، تدریسی، لسانی، سماجی کسی بھی نوعیت کا اندازۂ قدر کریں وہ بلاشبہ اندازہ ہی ہوگا اور یہ مسئلہ محض اردو زبان تک محدود نہیں ہے۔ ہم یہاں ادبی، سماجی یا کسی اور نوعیت کے اندازۂ قدر کی بات نہیں کررہے ہیں۔ ہمارا سروکار محض تدریسی اندازۂ قدر سے ہے۔ ظاہر ہے ہماری تخصیص موضوع سے مناسبت نہیں رکھتی مگر یہ مقالہ جس اکیڈمی کے لیے لکھا جارہا ہے اس کے کام کا میدان ہی درس وتدریس سے متعلق ہے۔ موضوع گرچہ عمومی ہے مگر جس کام سے وابستہ ہے اس کے لیے تخصیص عین مطابقت رکھتی ہے۔

اندازۂ قدر کا مفہوم

کہنے کو آپ کہہ سکتے کہ ایسا نظام جس میں سیکھنے کے عمل سے ثبوت یکجا کر کے نتائج اخذ کیے جاتے ہیں تاکہ متعلم کو آگاہ کیا جاسکے اور اکتسابی عمل کو مزید بہتر کیا جاسکے۔ اندازۂ قدر کی بہتر اور مزید وضاحت کے لیے یہاں چند نکات درج ذیل ہیں جو کہ اندازۂ قدر سے متعلق ریسرچ گیٹ، اسٹڈی ڈاٹ کام اور ویسٹ منسٹر کالج کی ویب سائٹ پر موجود مواد سے ماخوذ ہیں۔

1۔ اندازۂ قدر سیکھنے سکھانے کے منصوبوں کو بہتر بنانے، طلبہ کی تعلیم کو بہتر بنانے کے لیے طالب علم کی تعلیم پر تجرباتی اعداد وشمار کا استعمال ہے۔

2۔ اندازۂ قدر ایک سے زیادہ اور متنوع ذرائع سے معلومات کو اکٹھا کرنے اور ان پر بحث کا عمل ہے تاکہ طلبہ اپنے تعلیمی تجربات کے نتیجے میں اپنے علم کے ساتھ کیا جانتے، سمجھتے اور کیا کر سکتے ہیں اس کی گہری سمجھ پیدا کرسکیں۔ اس عمل کا اختتام اس وقت ہوتا ہے جب تشخیص کے نتائج کو بعد میں سیکھنے کو بہتر بنانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

3۔ اندازۂ قدر طلبہ کے سیکھنے اور ترقی کے بارے میں اندازہ لگانے کا ایک منظّم نظام ہے۔ یہ طلبہ کے سیکھنے اور ترقی کو بڑھانے کے لیے معلومات کی وضاحت، انتخاب، ڈیزائن، جمع، تجزیہ، تشریح اور استعمال کا عمل ہے۔

4۔ اندازۂ قدر سیکھنے سکھانے اور ترقی کو بہتر بنانے کے مقصد سے شروع کیے گئے تعلیمی پروگراموں کے بارے میں معلومات کو منظّم طریقے سے جمع کرنا، تجزیہ کرنا اور استعمال کرنا ہے۔

اندازۂ قدر کی اہمیت

تعلیمی اور تدریسی عمل میں اندازۂ قدر ناگزیر چیز ہے جس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ سیکھنے اور سکھانے والے کا معیار کیا ہے، کون کس سطح پر سکھا سکتا ہے اور کون کس سطح اور معیار کی چیزیں سیکھ سکتا ہے۔ سیکھنے اور سکھانے کے عمل میں کہاں دشواری ہے۔ یہی وہ چیز ہے جس سے آپ کسی بھی رکاوٹ کی تشخیص کر سکتے ہیں نیز کسی کی سطح مقرر کر سکتے ہیں۔ اندازۂ قدر کی اہمیت کا اندازہ آپ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ اگر کوئی ایسا نظام نہ ہو تو یہ معلوم کرنا ناممکن ہوگا کہ تدریس یا سیکھنے سکھانے کا عمل کس درجہ کامیاب یا ناکام ہے۔ یہ مسئلہ اجتماعی اور انفرادی دونوں صورتوں میں سامنے آسکتا ہے۔ اندازۂ قدر سے ہی پتہ چلتا ہے کہ سیکھنے اور سکھانے کے عمل میں رکاوٹیں کہاں اور کیوں پیش آرہی ہیں۔ تدریس کے عمل کو کامیاب بنانے کے لیے پچھلی غلطیوں کا تدارک ضروری ہے جو کہ اندازۂ قدر کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ مثلاً اگر آپ زبان کی تدریس کررہے ہیں تو بغیر اندازۂ قدر کے آپ کیسے یہ پتا لگائیں گے کہ کون سا بچہ کس قدر سیکھ چکا ہے، کسے بولنے میں دشواری درپیش ہے، کون بہتر انداز میں بولتا ہے، کون لکھنے میں دشواری محسوس کرتا ہے اور کون بہتر صورت میں لکھتا ہے، کون درست ڈھنگ سے پڑھنے سے قاصر ہے، کس کی سماعت کی مہارت اچھی ہے وغیرہ وغیرہ۔ ان تمام چیزوں کے لیے اندازۂ قدر بہت اہمیت کا حامل ہے۔

اندازۂ قدر کے مراحل

مرحلہ 1: مقصد اور دائرہ کار کی وضاحت

جس چیز کا جائزہ لیا جانا ہے اولاً اس کی نشان دہی کریں نیز اندازۂ قدر کے مقصد کو بھی متعین کرتے ہوئے اس کے دائرہ کار سے بھی آگاہ کریں۔ مثلاً جامعہ ملیہ اسلامیہ کا کوئی اسکول اس بات کا اندازہ لگانا چاہتا ہے کہ اس کے اردو زبان و ادب کے کورس کے

طلبہ کے سیکھنے کے نتائج کو کس طور پر بہترین بنایا جائے۔اس اندازے کا مقصد اس بات کی شناخت ہے کہ کس سمت میں کارکردگی اطمینان بخش رہی اور کس سمت میں نہیں تاکہ وہ اپنے اردو کورس کو بہتر بنانے کے لیے فیصلہ لے سکے۔اس اندازے کے دائرے میں طلبہ کی جانچ کا اسکور، اساتذہ کا سروے اور کلاس روم کے اندر کے مشاہدے کا تجزیہ شامل ہے۔

مرحلہ 2: سوالات اور مقاصد تیار کرنا

اندازۂ قدر پر مبنی اہم سوالات کی نشاندہی کے ساتھ مخصوص، قابل جانچ، قابل حصول، موزوں اور وقت پابند مقاصد تیار کریں۔مثلاً اندازے کے مقصد اور دائرۂ کار کی بنیاد پر اسکول اندازے کے لیے درج ذیل سوالات اور مقاصد تیار کرسکتا ہے:

اندازۂ قدر پر مبنی سوالات:

ا۔ اردو زبان کے کورس کی خوبیاں اور کمزوریاں کیا ہیں؟

۲۔ طلبہ کے سیکھنے کے نتائج کو بہتر بنانے میں پروگرام کتنا مؤثر ہے؟

وقت پابند مقاصد:

ا۔ اگلے 6 ماہ کے اندر اردو زبان کے کورس میں بہتر کارکردگی اور کمزوری کے جہات کی نشان دہی کرنا۔

۲۔ اگلے 12 مہینوں کے اندر طلبہ کے سیکھنے کے نتائج کو بہتر بنانے میں کورس کی اثریت کا جائزہ لینا۔

مرحلہ 3: اندازۂ قدر کے طریقے اور آلات کا انتخاب

موزوں اندازۂ قدر کے طریقوں کا انتخاب کریں اور موزوں ٹولز کو منتخب کریں یا تیار کریں مثال کے طور پر جامعہ ملیہ اسلامیہ کا کوئی اسکول اندازۂ قدر کے ذیل طریقوں اور آلات کا انتخاب کرتا ہے:

سروے: اردو زبان کے کورس کے بارے میں طلبہ، اساتذہ اور والدین سے ڈیٹا اکٹھا کرنے کے لیے ایک سوال نامہ تیار کرتا ہے۔

انٹرویوز: کورس کے بارے میں مزید گہرائی سے ڈیٹا اکٹھا کرنے کے لیے اساتذہ اور طلبہ کے ساتھ نیم ساختہ انٹرویوز کرتا ہے۔

مشاہدے: تدریسی طریقوں اور طلبہ کے انہاک کا اندازہ لگانے کے لیے کلاس روم کے مشاہدے کیے جاتے ہیں۔

دستاویز کا تجزیہ: طالب علم کے ٹیسٹ کے اسکور، حاضری کے ریکارڈ اور دیگر متعلقہ دستاویزات کا تجزیہ کیا جاتا ہے۔

مرحلہ 4: معلومات کو جمع کرنا اور تجزیہ کرنا

منتخب شدہ طریقوں اور آلات کا استعمال کرتے ہوئے معلومات یکجا کریں۔ مناسب شماریاتی اور تجزیاتی تکنیکوں کا استعمال کرتے ہوئے معلومات کا تجزیہ کریں مثلاً اسکول سروے، انٹرویوز، مشاہدے اور دستاویز کے تجزیے سے معلومات اکٹھا کریں۔ اس کے بعد اعداد و شمار کا تجزیہ اعداد و شمار کے سافٹ ویئر کا استعمال کرتے ہوئے کیا جاتا ہے تاکہ رجحانات، نمونوں اور دونوں کے باہمی تعلق کی شناخت کی جا سکے۔

مرحلہ 5: توضیح اور استنباط

اندازۂ قدر کے سوالات اور مقاصد کے تناظر میں نتائج کی تشریح کریں۔ کورس کی سودمندی، اثرات اور بہتری کی جہات کے سلسلے میں نتیجہ اخذ کریں۔ مثال کے طور پر معلومات کے تجزیے کی بنیاد پر اسکول مندرجہ ذیل نتائج اخذ کرتا ہے:

۱۔ اردو زبان کا کورس طالب علم کے سیکھنے کے نتائج کو بہتر بنانے میں موثر ہے، لیکن بہتری کے امکانات ہیں، جیسے طلبہ کی شمولیت اور مزید حوصلہ افزائی۔

۲۔ کورس کے خوش گوار پہلو میں دلکش تدریسی طریقوں کا استعمال اور طلبہ کے لیے اضافی تعاون کی فراہمی شامل ہے۔

۳۔ کورس کی کمزوریوں میں وسائل کی کمی اور اساتذہ کے لیے مزید پیشہ ورانہ بہتری شامل ہے۔

مرحلہ 6: نتائج کی رپورٹ اور تجاویز

ایک واضح، جامع اور قابل عمل اندازۂ قدر پر مبنی رپورٹ تیار کرنا اور نتائج کو کورس کے منتظمین، پالیسی سازوں اور عام لوگوں تک پہنچانا۔ مثلاً اسکول ایک جامع اندازۂ قدر کی

رپورٹ تیار کرتا ہے جس میں دریافت، نتائج اور سفارشات شامل ہوتی ہیں اور اسے اسکول انتظامیہ، اساتذہ، والدین اور مقامی تعلیمی اتھارٹی کو سونپا جاتا ہے۔

مرحلہ 7: فیصلہ سازی اور بہتری کے لیے نتائج کا استعمال

فیصلہ سازوں کو مطلع کرنے اور کورس کو بہتر بنانے کے لیے نتائج کا استعمال کریں۔ بہتری کے لیے شعبوں کی نشان دہی کریں اور ان سے نمٹنے کے لیے حکمت عملی تیار کریں۔ بہتر اقدامات کے نفاذ کی نگرانی اور جائزہ لیں۔ مثال کے طور پر تشخیص کے نتائج کی بنیاد پر اسکول، اردو زبان کے پروگرام کو بہتر بنانے کے لیے منصوبہ تیار کرے۔ منصوبے میں درج ذیل نکات شامل ہوں:

ا۔ طلبہ کے سیکھنے میں مدد کے لیے اضافی وسائل جیسے نصابی کتب اور ٹیکنالوجی فراہمی۔

۲۔ اساتذہ کو اپنے تدریسی طریقوں اور طلبہ کی شمولیت کو بہتر بنانے کے لیے پیشہ ورانہ ترقی کے مواقع کی فراہمی۔

۳۔ دلکش تدریسی طریقوں اور غیر نصابی اور معاون نصابی سرگرمیوں کے استعمال کے ذریعے طلبہ کی حوصلہ افزائی اور شمولیت میں اضافہ۔

اندازۂ قدر کی قسمیں:

اندازۂ قدر کی متعدد قسمیں ہیں لیکن یہاں صرف ہمارے موضوع سے متعلق وہ قسمیں ہیں جو براہ راست ہمارے تعلیمی نظام، تدریسی انداز اور فیصلہ سازی پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ ذیل میں ایسی چند قسموں کو ان کے طریقۂ استعمال اور ان کے دائرے کے تناظر میں مثالوں کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے تا کہ یہ اندازہ لگانے میں دشواری نہ ہو کہ کس طرح سے یہ قسمیں ہمارے یہاں بحسن وخوبی استعمال ہوتی ہیں۔

ا۔ تشکیلاتی اندازۂ قدر:

تشکیلاتی اندازۂ قدر طلبہ کے سیکھنے سکھانے کا جائزہ لینے کے لیے ایک مسلسل عمل ہے تا کہ ان شعبوں کی نشاندہی کی جا سکے جہاں طلبہ کو بہتری کی ضرورت ہے۔ تشکیلاتی اندازۂ قدر کا بنیادی مقصد طلبہ کی ضروریات کو بہتر طریقے سے پورا کرنے کے لیے ہدایات سے آگاہ کرنا اور تدریسی تدابیر کو ترتیب دینا ہے۔

تشکیلاتی اندازۂ قدر کی خصوصیات:

تسلسل: تشکیلاتی اندازۂ قدر ایک مسلسل عمل ہے جو سیکھنے کے پورے عمل میں ہوتا ہے۔

غیر رسمی: تشکیلاتی اندازۂ قدر اکثر غیر رسمی ہوتا ہے، مطلب یہ ضروری نہیں کہ اس میں رسمی جانچ یا کوئز شامل ہو۔

کم رسک: تشکیلاتی اندازۂ قدر عام طور پر کم رسک ہوتا ہے یعنی اس سے طالب علم کے حتمی گریڈ پر کوئی خاص اثر نہیں پڑتا ہے۔

تأثرات سے بھرپور: تشکیلاتی اندازۂ قدر طلبہ بروقت مخصوص اور قابل عمل تأثرات فراہم کرتا ہے۔

تشکیلاتی اندازۂ قدر کی مثالیں:

۱۔ کوئز: مختصر، متواتر کوئز جو کسی تصور کے بارے میں طلبہ کی سمجھ بوجھ کو جانچیں۔

۲۔ کلاس بحث و مباحثہ: کلاس ڈسکشنز میں طلبہ کی شرکت اور انہاک کا مشاہدہ کرنا۔

۳۔ ایگزٹ ٹکٹ: طلبہ ایک مختصر سوال نامہ مکمل کرتے ہیں یا سبق کے اختتام پر ایک مختصر تأثر لکھتے ہیں۔

۴۔ خود جانچ: طلبہ اپنی تعلیم پر غور کرتے ہیں اور بہتری کے لیے اہداف طے کرتے ہیں۔

۵۔ ہم جماعت کا جائزہ: طلبہ ایک دوسرے کے کام کا جائزہ لیتے ہیں اور رائے دیتے ہیں۔

عملاً تشکیلاتی اندازۂ قدر کی مثال:

فرض کریں کہ آپ اردو زبان و ادب کی کلاس پڑھا رہے ہیں اور آپ ایک نئے الفاظ کے تصور کے بارے میں طلبہ کی سمجھ کا اندازہ لگانا چاہتے ہیں۔

۱۔ قبل از جانچ: آپ طلبہ کو الفاظ کے تصور کے بارے میں ان کی پیشگی معلومات کا اندازہ لگانے کے لیے ایک مختصر کوئز دیتے ہیں۔

۲۔ ہدایت: آپ مختلف تدریسی حکمت عملیوں کا استعمال کرتے ہوئے الفاظ کے تصور پر ہدایات فراہم کرتے ہیں۔

۳۔ تعلیمی جانچ: آپ طلبہ کو ایک مختصر کوئز یا ایگزٹ ٹکٹ دیتے ہیں تاکہ تصور کے بارے میں ان کی سمجھ کو جانچیں۔

۴۔ فیڈ بیک: آپ طلبہ کو ان کی کارکردگی پر تأثرات فراہم کرتے ہیں، ان پہلوؤں کو نمایاں کرتے ہوئے جہاں انہیں بہتری کی ضرورت ہے۔

۵۔ ہدایت کی ترتیب: تشکیلاتی اندازۂ قدر کے نتائج کی بنیاد پر آپ اپنی ہدایات کو ترتیب دیتے ہیں تا کہ سرگرم طلبہ کی ضروریات کو بہتر طریقے سے تکمیل کی جا سکے۔

اردو زبان وادب کے لیے تشکیلاتی روبرک Rubric کی مثال:

ا۔ ذخیرۂ الفاظ (20 پوائنٹس)

☆ ممتاز (16-20 پوائنٹس): اہم اور سیاق وسباق سے متعلق مخصوص معنی کے ساتھ الفاظ کے غیر معمولی علم کو ظاہر کرتا ہے۔

☆ ماہر (11-15 پوائنٹس): عام اور روزمرہ کی بول چال کے ساتھ ساتھ الفاظ کی اچھی معلومات کا مظاہرہ کرتا ہے۔

☆ ترقی پذیر (6-10 پوائنٹس): بنیادی اور مانوس الفاظ سمیت ذخیرۂ الفاظ کے مناسب علم کا مظاہرہ کرتا ہے۔

☆ ابھرتے ہوئے (0-5 پوائنٹس): الفاظ کے علم کا مظاہرہ کرنے میں ناکام۔

۲۔ گرامر (20 پوائنٹس)

☆ ممتاز (16-20 پوائنٹس): پیچیدہ اور مشکل گرامر کے غیر معمولی مبلغ علم کو ظاہر کرتا ہے۔

☆ ماہر (11-15 پوائنٹس): عام اور روزمرہ سمیت گرامر کی اچھی معلومات کا مظاہرہ کرتا ہے۔

☆ ترقی پذیر (6-10 پوائنٹس): بنیادی اور مانوس ساخت سمیت گرامر کے مناسب علم کا مظاہرہ کرتا ہے۔

☆ ابھرتا ہوا (0-5 پوائنٹس): گرامر کے علم کو ظاہر کرنے میں ناکام۔

۳۔ عبارت فہمی (20 پوائنٹس)

☆ ممتاز (16-20 پوائنٹس): مرکزی خیالات کی شناخت، ذیلی تفصیلات اور خلاصے کے ساتھ پیچیدہ تحریروں کو سمجھنے کی غیر معمولی صلاحیت کا مظاہرہ کرتا ہے۔

☆ ماہر (11-15 پوائنٹس): مرکزی خیالات کی شناخت اور ذیلی تفصیلات کے ساتھ عام متن کو سمجھنے کی اچھی صلاحیت کا مظاہرہ کرتا ہے۔

☆ ترقی پذیر(6-10 پوائنٹس): بنیادی خیالات کی پہچان کے ساتھ بنیادی نصوص کو سمجھنے کی مناسب صلاحیت کا مظاہرہ کرتا ہے۔

☆ ابھرتا ہوا(0-5 پوائنٹس): متن کو سمجھنے کی صلاحیت کا مظاہرہ کرنے میں ناکام۔

۴۔ تحریری مہارت(20 پوائنٹس)

☆ ممتاز(16-20 پوائنٹس): مناسب گرامر، ہجے اور اوقاف کے استعمال کے ساتھ واضح، مربوط اور اچھی طرح سے منظّم تحریریں لکھنے کی غیر معمولی صلاحیت کا مظاہرہ کرتا ہے۔

☆ ماہر(11-15 پوائنٹس): مناسب گرامر اور ہجے کے ساتھ واضح اور مربوط متن لکھنے کی اچھی صلاحیت کا مظاہرہ کرتا ہے۔

☆ ترقی پذیر(6-10 پوائنٹس): مناسب گرامر اور ہجے کے استعمال کے ساتھ بنیادی متن لکھنے کی مناسب صلاحیت کا مظاہرہ کرتا ہے۔

☆ ابھرتا ہوا(0-5 پوائنٹس): متن لکھنے کی صلاحیت کا مظاہرہ کرنے میں ناکام۔

۵۔ بولنے اور سننے کی اہلیت(20 پوائنٹس)

☆ ممتاز(16-20 پوائنٹس): مناسب تلفظ، گرامر اور الفاظ کے استعمال کے ساتھ بات چیت میں حصہ لینے کی غیر معمولی صلاحیت کا مظاہرہ کرتا ہے۔

☆ ماہر(11-15 پوائنٹس): مناسب گرامر اور الفاظ کے استعمال کے ساتھ بات چیت میں حصہ لینے کی اچھی صلاحیت کا مظاہرہ کرتا ہے۔

☆ ترقی پذیر(6-10 پوائنٹس): مناسب گرامر اور الفاظ کے استعمال کے ساتھ بنیادی بات چیت میں حصہ لینے کی مناسب صلاحیت کا مظاہرہ کرتا ہے۔

☆ ابھرتا ہوا(0-5 پوائنٹس): بات چیت میں حصہ لینے کی صلاحیت کا مظاہرہ کرنے میں ناکام۔

کل اسکور

☆ ممتاز(80-100 فیصد):80-100 پوائنٹس

☆ ماہر(60-79 فیصد):60-79 پوائنٹس

☆ ترقی پذیر (40-59 فیصد): 40-59 پوائنٹس

☆ ابھرتا ہوا (40 فیصد سے نیچے): 40 پوائنٹس سے نیچے

مجموعی اندازۂ قدر:

مجموعی اندازۂ قدر جانچ کی ایک قسم ہے جو کسی سبق، یونٹ، سمسٹر یا تعلیمی سال کے اختتام پر طالب علم کے سیکھنے کی رفتار کا اندازہ کرتی ہے۔ مجموعی اندازۂ قدر کا بنیادی مقصد طالب علم کے سیکھنے کا اندازہ لگانا اور اس بات کا تعین کرنا ہے کہ طلبہ نے سیکھنے کے مقاصد حاصل کیے ہیں یا نہیں۔

مجموعی اندازۂ قدر کی خصوصیات:

۱۔ بہت رسک: مجموعی اندازۂ قدر اکثر زیادہ رسکی ہوتا ہے، یعنی اس کا طالب علم کے حتمی گریڈ پر نمایاں اثر پڑتا ہے۔

۲۔ رسمی: مجموعی اندازۂ قدر عام طور پر رسمی ہوتا ہے، یعنی اس میں معیاری ٹیسٹ، کوئز، یا امتحانات شامل ہوتے ہیں۔

۳۔ مقررہ وقت کے خاتمے پر: مجموعی اندازۂ قدر عام طور پر سبق، یونٹ، سمسٹر یا تعلیمی سال کے اختتام پر ہوتا ہے۔

۴۔ پھیلا ہوا: مجموعی اندازۂ قدر طالب علم کے سیکھنے کے وسیع پیمانے میں موضوعات یا مہارتوں کا جائزہ لیتا ہے۔

مجموعی اندازۂ قدر کی مثالیں:

۱۔ یونٹ ٹیسٹ: مجموعی جائزے میں یونٹ کے اختتام پر طالب علم کے سیکھنے کا اندازہ لگاتے ہیں۔

۲۔ سمسٹر امتحانات: معیاری امتحانات جو سمسٹر کے اختتام پر طالب علم کی تعلیم کا جائزہ لیتے ہیں۔

۳۔ فائنل پروجیکٹس: جامع پروجیکٹس جو کسی کورس یا تعلیمی سال کے اختتام پر طالب علم کی تعلیم کا جائزہ لیتے ہیں۔

۴۔ معیاری ٹیسٹ: وہ ٹیسٹ جن کا انتظام اور اسکور معیاری انداز میں کیا جاتا ہے جیسے کہ ایس اے ٹی یا اے سی ٹی۔

مجموعی اندازۂ قدر کی عملی مثال:

فرض کریں کہ آپ ہائی اسکول کا اردو زبان و ادب کا کورس پڑھا رہے ہیں اور آپ سمسٹر کے اختتام پر طالب علم کی تعلیم کا اندازہ لگانا چاہتے ہیں۔

ا۔ **ہدایت:** آپ ادب، گرامر اور تحریر سمیت متعدد موضوعات پر ہدایات فراہم کرتے ہیں۔

۲۔ **مجموعی اندازۂ قدر:** آپ سمسٹر کے ایک جامع امتحان کا انتظام کرتے ہیں جو موضوعات کے سلسلے میں وسیع پیمانے پر طالب علم کی تعلیم کا جائزہ لیتا ہے۔

۳۔ **اسکورنگ:** آپ معیاری روبرک کا استعمال کرتے ہوئے امتحان میں اسکور کرتے ہیں۔

۴۔ **فیڈ بیک:** آپ طلبہ کو ان کی کارکردگی کے بارے میں تاثرات فراہم کرتے ہیں، ان جہتوں کو نمایاں کرتے ہوئے جہاں انہیں بہتری کی ضرورت ہے۔

۵۔ **گریڈنگ:** آپ سمسٹر کے لیے طلبہ کے آخری درجات کا تعین کرنے کے لیے امتحان کے اسکور کا استعمال کرتے ہیں۔

مجموعی اندازۂ قدر کا استعمال کرتے ہوئے آپ طالب علم کے سیکھنے کا اندازہ لگا سکتے ہیں اور اس بات کا تعین کر سکتے ہیں کہ طلبہ نے سیکھنے کے مقاصد حاصل کیے ہیں یا نہیں۔ اس سے یہ یقینی بنانے میں مدد مل سکتی ہے کہ طلبہ مستقبل کے تعلیمی چیلنجز سے نمٹنے کے لیے اچھی طرح تیار ہیں۔

اردو زبان و ادب کے لیے مجموعی اندازۂ قدر روبرک (Rubric) کی مثال:

ا۔ عبارت فہمی (30 پوائنٹس)

☆ بہترین (24-30 پوائنٹس): مرکزی خیال کی شناخت، ذیلی تفصیلات اور خلاصے کے ساتھ پیچیدہ متن کو سمجھنے کی غیر معمولی صلاحیت کا مظاہرہ کرتا ہے۔

☆ عمدہ (18-23 پوائنٹس): مرکزی خیال اور ذیلی تفصیلات کے ساتھ عام متن کو سمجھنے کی اچھی صلاحیت کا مظاہرہ کرتا ہے۔

☆ بہتر (12-17 پوائنٹس): مرکزی خیال کی نشاندہی کے ساتھ بنیادی نصوص کو سمجھنے کی بہتر صلاحیت کا مظاہرہ کرتا ہے۔

☆ بہتری کی ضرورت ہے (0-11 پوائنٹس): متن کو سمجھنے کی صلاحیت کا مظاہرہ کرنے میں ناکام۔

۲۔ تحریری مہارت (30 پوائنٹس)

☆ بہترین (24-30 پوائنٹس): مناسب گرامر، ہجے اور رموزِ اوقاف کے ساتھ واضح، مربوط اور اچھی طرح سے منظّم تحریریں لکھنے کی غیر معمولی صلاحیت کا مظاہرہ کرتا ہے۔

☆ عمدہ (18-23 پوائنٹس): واضح اور مربوط تحریریں لکھنے کی اچھی صلاحیت کا مظاہرہ کرتا ہے بشمول مناسب گرامر اور ہجے کے استعمال کے۔

☆ (12-17 پوائنٹس): مناسب گرامر اور ہجے کے استعمال سمیت بنیادی متن لکھنے کی مناسب صلاحیت کا مظاہرہ کرتا ہے۔

☆ بہتری کی ضرورت ہے (0-11 پوائنٹس): متن لکھنے کی صلاحیت کا مظاہرہ کرنے میں ناکام۔

۳۔ بولنے اور سننے کی اہلیت (20 پوائنٹس)

☆ بہترین (16-20 پوائنٹس): بات چیت میں شمولیت کی غیر معمولی صلاحیت کا مظاہرہ کرتا ہے بشمول مناسب تلفظ، گرامر اور الفاظ کے استعمال کے۔

☆ عمدہ (11-15 پوائنٹس): بات چیت میں شمولیت کی اچھی صلاحیت کو ظاہر کرتا ہے بشمول مناسب گرامر اور الفاظ کے استعمال کے۔

☆ بہتر (6-10 پوائنٹس): بنیادی بات چیت میں شمولیت کی مناسب صلاحیت کا مظاہرہ کرتا ہے بشمول مناسب گرامر اور الفاظ کے استعمال کے۔

☆ بہتری کی ضرورت ہے (0-5 پوائنٹس): بات چیت میں شمولیتی صلاحیت کا مظاہرہ کرنے میں ناکام۔

۴۔ الفاظ اور گرامر (20 پوائنٹس)

☆ بہترین (16-20 پوائنٹس): اہم اور سیاق وسباق کے متعلق مخصوص معنی کے ساتھ الفاظ اور گرامر کے غیر معمولی علم کا مظاہرہ کرتا ہے۔

☆ عمدہ (11-15 پوائنٹس): عام اور روزمرہ الفاظ اور گرامر کے بارے میں اچھی معلومات کا مظاہرہ کرتا ہے۔

☆ بہتر (6-10 پوائنٹس): بنیادی اور مانوس الفاظ اور ساخت سمیت الفاظ اور گرامر کے بارے میں بہتر علم کا مظاہرہ کرتا ہے۔

☆ بہتری کی ضرورت ہے (0-5 پوائنٹس): الفاظ اور گرامر کے علم کا مظاہرہ کرنے میں ناکام۔

کل اسکور

الف (90-100%): 90-100 پوائنٹس

ب (80-89%): 80-89 پوائنٹس

ج (70-79%): 70-79 پوائنٹس

د (60-69%): 60-69 پوائنٹس

ہ (60% سے نیچے): 60 پوائنٹس سے نیچے

۳۔ تشخیصی اندازۂ قدر:

تشخیصی اندازۂ قدر ایک قسم کی جانچ ہے جس کا مقصد طلبہ کی خوبیوں، خامیوں اور سیکھنے کے عمل میں نقص کی نشاندہی کرنا ہے۔ اس کا استعمال طلبہ کے سیکھنے کی ضروریات کی تشخیص اور رہنمائی سے آگاہی کے لیے کیا جاتا ہے۔ تشخیصی اندازۂ قدر عام طور پر کسی کورس، اکائی یا اسباق کے آغاز میں طلبہ کی سابقہ معلومات اور مہارتوں کی پہچان کے لیے کیا جاتا ہے۔

تشخیصی اندازۂ قدر کی خصوصیات:

ا۔ نقص کی شناخت: تشخیصی اندازۂ قدر کا مقصد ان جہتوں کی نشاندہی کرنا ہے جہاں طلبہ کو بہتری یا جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔

۲۔ ہدایات سے آگہی: تشخیصی اندازۂ قدر اساتذہ کو طلبہ کی خوبیوں، خامیوں اور سیکھنے کے عمل میں پیدا شدہ نقائص کے بارے میں معلومات فراہم کر کے ہدایات سے آگاہ کرتا ہے۔

۳۔ شروعات میں: تشخیصی اندازۂ قدر عام طور پر کورس، یونٹ، یا سبق کے آغاز میں کیا جاتا ہے۔

۴۔ کم رسک: تشخیصی اندازۂ قدر عام طور پر کم رسک پر ہوتا ہے، یعنی اس کا طلبہ کے گریڈ پر کوئی خاص اثر نہیں پڑتا ہے۔

تشخیصی اندازۂ قدر کی مثالیں:

۱۔ پری ٹیسٹ: طلبہ کی سابقہ معلومات کا اندازہ لگانے کے لیے یونٹ یا اسباق کے آغاز میں کیے جانے والے مختصر ٹیسٹ۔

۲۔ کوئز: طلبہ کے سابقہ علم کا اندازہ لگانے کے لیے یونٹ یا سبق کے آغاز میں مختصر کوئز کا انتظام کیا جاتا ہے۔

۳۔ سروے: طلبہ کی دلچسپیوں، مہارتوں اور سیکھنے کے انداز کے بارے میں معلومات اکٹھا کرنے کے لیے کورس یا یونٹ کے آغاز میں زیر انتظام سروے۔

۴۔ مشاہدے: کسی کورس یا یونٹ کے آغاز میں طلبہ کے رویے، مہارت اور علم کا مشاہدہ۔

تشخیصی اندازۂ قدر کی عملی مثال:

فرض کریں کہ آپ اردو زبان وادب کا کورس پڑھا رہے ہیں اور آپ کورس کے آغاز میں طلبہ کی سابقہ معلومات اور مہارتوں کی شناخت کرنا چاہتے ہیں۔

۱۔ تشخیصی جانچ: آپ، طلبہ کے اردو زبان وادب کے تصورات سے متعلق سابقہ معلومات کے اندازے کے لیے ایک پری ٹیسٹ کا انتظام کرتے ہیں۔

۲۔ تجزیہ: آپ ان شعبوں کی نشان دہی کرنے کے لیے پری ٹیسٹ کے نتائج کا تجزیہ کرتے ہیں جہاں طلبہ کو بہتری یا نظر ثانی کی ضرورت ہے۔

۳۔ تشکیلاتی منصوبہ بندی: آپ اپنی تدریسی منصوبہ بندی سے آگاہ کرنے کے لیے تشخیصی

جانچ کے نتائج کا استعمال کرتے ہیں، بشمول سبق کے منصوبوں کی تیاری اور تدریسی مواد کا انتخاب۔

۴۔ تفرق: آپ تشخیصی جانچ کے نتائج کو ہدایات میں فرق کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں، بشمول ان طلبہ کے لیے اضافی مدد فراہم کرنا جنہیں اس کی ضرورت ہوتی ہے۔

تشخیصی اندازۂ قدر کا استعمال کرتے ہوئے، آپ طالب علموں کی طاقتوں، کمزوریوں اور سیکھنے کی کمیوں کو شناخت کر سکتے ہیں اور طالب علم کے سیکھنے کے نتائج کو بہتر بنانے کے لیے استعمال کر سکتے ہیں۔

زبان وادب کے لیے تشخیصی روبرک (Rubric) کی مثال:

معیار لغات:

☆ بہترین (100-90 فیصد): اہم اور سیاق وسباق سے متعلق مخصوص معنی کے ساتھ ساتھ الفاظ کے بارے میں غیر معمولی علم کا مظاہرہ کرتا ہے۔

☆ عمدہ (89-80 فیصد): بشمول عام اور روز مرہ کے الفاظ کے بارے میں اچھی معلومات کا مظاہرہ کرتا ہے

☆ بہتر (79-70 فیصد): بنیادی اور مانوس الفاظ سمیت دیگر الفاظ کے بارے میں بھی بہتر علم کا مظاہرہ کرتا ہے۔

☆ بہتری کی ضرورت ہے (70 فیصد سے نیچے): الفاظ کے علم کا مظاہرہ کرنے میں ناکام۔

قواعد فہمی:

☆ بہترین (90-100 فیصد): پیچیدہ اور مشکل گرامر کے غیر معمولی علم کو ظاہر کرتا ہے۔

☆ عمدہ (80-89 فیصد): عام اور روزمرہ کے ساخت سمیت گرامر کی اچھی معلومات کا مظاہرہ کرتا ہے۔

☆ بہتر (70-79 فیصد): بنیادی اور مانوس ڈھانچے سمیت گرامر کے بارے میں بہتر علم کا مظاہرہ کرتا ہے۔

☆ بہتری کی ضرورت ہے (70 فیصد سے نیچے): گرامر کے علم کا مظاہرہ کرنے میں ناکام۔

عبارت فہمی:

☆ بہترین (90-100 فیصد): پیچیدہ اور اہم متن کو سمجھنے کی غیر معمولی صلاحیت کا مظاہرہ کرتا ہے۔

☆ عمدہ (80-89 فیصد): عام اور روزمرہ کے متن کو سمجھنے کی اچھی صلاحیت کا مظاہرہ کرتا ہے۔

☆ بہتر (70-79 فیصد): بنیادی اور مانوس متن کو سمجھنے کی مناسب صلاحیت کا مظاہرہ کرتا ہے۔

☆ بہتری کی ضرورت ہے (70 فیصد سے نیچے): متن کو سمجھنے کی صلاحیت کا مظاہرہ کرنے میں ناکام۔

تحریری مہارت:

☆ بہترین (90-100 فیصد): واضح، مربوط اور اچھی طرح سے منظّم تحریریں لکھنے کی غیر معمولی صلاحیت کا مظاہرہ کرتا ہے۔

☆ عمدہ (80-89 فیصد): واضح اور مربوط متن لکھنے کی اچھی صلاحیت کا مظاہرہ کرتا ہے۔

☆ بہتر (70-79 فیصد): بنیادی اور مانوس تحریریں لکھنے کی مناسب صلاحیت کا مظاہرہ کرتا ہے۔

☆ بہتری کی ضرورت ہے (70 فیصد سے نیچے): متن لکھنے کی صلاحیت کا مظاہرہ کرنے میں ناکام۔

اسکورنگ

☆ بہترین (90-100 فیصد): 4 پوائنٹس

☆ عمدہ (80-89 فیصد): 3 پوائنٹس

☆ بہتر (70-79 فیصد): 2 پوائنٹس

☆ بہتری کی ضرورت ہے (70 فیصد سے نیچے): 1 پوائنٹ

مجموعی اسکور

☆ 20-16 پوائنٹس: بہترین

☆ 15-12 پوائنٹس: عمدہ

☆ 11-8 پوائنٹس: بہتر

☆ 7-0 پوائنٹس: بہتری کی ضرورت

کچھ مزید باتیں:

ہم نے سطور بالا میں اندازۂ قدر کے تعارف، مراحل اور قسموں پر سیر حاصل بات کی ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ اندازۂ قدر کی ان کے علاوہ اور قسمیں نہیں ہیں۔ البتہ مذکورہ قسموں میں اتنی وسعت ضرور ہے جو اردو زبان وادب کے اندازے کے لیے کافی ہے۔ ہم نے ہر اندازۂ قدر کی مثال کے ساتھ وضاحت کی ہے کہ کس طرح سے کون سے طریقے، آلات اور قسم کا استعمال کس چیز کے اندازۂ قدر کے لیے ہوگا۔ داخلی اور خارجی اندازۂ قدر سے لے کر مسلسل اور جامع اندازۂ قدر تک کو عملی انداز میں پیش کیا ہے۔ امید ہے کہ یہ اندازۂ قدر کا ایک واضح اور بھر پور تعارف ہوگا۔

حوالہ جات

1۔ فلسفۂ تعلیمات، ڈاکٹر محمد نعمان خاں، پبلیشر، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاوس، نئی دہلی، سن اشاعت 2021ء

2۔ اردو زبان وادب کی تدریس وفہم، مولفین: ڈاکٹر تلمیذ فاطمہ نقوی، ڈاکٹر آفاق ندیم خان، ایجوکیشنل بک ہاوس، علی گڑھ، سن اشاعت 2018ء

3۔ اردو تدریس جدید طریقے اور تقاضے، ریاض احمد، ناشر: جامعہ مکتبہ لمیٹڈ نئی دہلی، سن اشاعت 2013ء

4۔ اردو درس وتدریس، عزیز اللہ شیرانی، مقام اشاعت: جے پور راجستھان، سن اشاعت 2014ء

5۔ تدریس زبان اردو، انعام اللہ خان شروانی، ناشر: انجلی گھوش، سن اشاعت: 1989
6۔ تدریس نامہ، کتابی سلسلہ 3-4، مدیر، غضنفر علی، سن اشاعت ۱۳-۲۰۱۲ء

7. Marzano, R. J. (2006). Classroom assessment & grading that work. Association for Supervision and Curriculum Development.
8. McMillan, J. H. (2018). Classroom assessment:Principles and practice for effective standards based instruction. Pearson.
9. National Council of Teachers of English. (2019). Framework for teaching English language arts. Urbana, IL:National Council of Teachers of English
10. Shepard, L. A. (2000). The role of assessment in a learning culture. Educational Researcher, 29 (7), 4-14.

پی جی ٹی اردو
سید عابد حسین سینئر سکنڈری اسکول
جامعہ ملیہ اسلامیہ
نئی دہلی

ڈاکٹرعبدالرزّاق زیادی

اعلیٰ ثانوی سطح کی اردو درسی کتابوں کا جائزہ

ہندوستان ایک کثیرلسانی ملک ہے۔گریرسن کے مطابق یہاں 179 زبانیں اور 544 بولیاں بولی اور سمجھی جاتی ہیں جب کہ حالیہ تحقیق بتاتی ہے کہ صرف ہندوستان میں ایک ہزار سے زائد علاقائی بولیاں پائی جاتی ہیں۔اسی وجہ سے ماہرینِ لسانیات نے اسے زبانوں کا ’عجائب گھر‘ کہا ہے۔ ہندوستان کی دیگر قدیم وجدید زبانوں کی طرح اردو بھی اس ملک کی ایک اہم اور متمول زبان ہے ۔ اردو زبان و ادب کی باقاعدہ تاریخ موجود ہے اور بقول احتشام حسین ’اردو زبان کی تاریخ ایک طرح سے ہندوستان کی ہزار سالہ دور کی تاریخ ہے۔‘ اس زبان کے بولنے اور سمجھنے والے صرف ہندوستان ہی نہیں بلکہ دنیا کے بیش تر ممالک میں بھی موجود ہیں۔ایک تحقیق کے مطابق اردو برصغیر ہندو پاک کے ساتھ ساتھ 30 سے زائد ممالک میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ 2001 کی مردم شماری کے مطابق ہندوستان میں اردو کو بطور مادری زبان بولنے والوں کی تعداد 5.01 بتائی گئی تھی اور اس لحاظ سے یہ ہندوستان کی چھٹی بڑی زبان قرار پائی تھی۔اس کے علاوہ یہ ہندوستان کی سات ریاستوں یعنی دہلی، اتر پردیش، بہار، جھارکھنڈ، مغربی بنگال، تلنگانہ اور جموں وکشمیر میں دوسری زبان کا درجہ رکھتی ہے۔اردو کو نہ صرف ہندوستان کی 22 قومی اور آئینی زبانوں میں سے ایک ہونے کا افتخار حاصل ہے بلکہ جس طرح دیگر آئینی زبانوں میں ملکی سطح پر ہمیں کام کاج کرنے کا حق حاصل ہے اسی طرح تعلیم کے میدان میں ایک زبان کے طور پر اسے اختیار کرنے کی آزادی بھی ہے۔اردو زبان کے اسی آئینی حق کو سامنے رکھتے ہوئے دیگر زبانوں کی طرح اس میں بھی ملکی و قومی سطح پر درسیاتی خاکے اور نصاب تعلیم موجود ہیں اور اس کے لیے جہاں بہت سے قومی و ریاستی اور سرکاری و نیم سرکاری ادارے پابندِ عہد و عمل ہیں وہیں باقاعدگی کے

ساتھ وہ حسب ضرورت ہر سطح کی درسی کتابیں شائع کرنے پر بھی مامور و مستعد ہیں۔ انھیں اداروں میں سے ایک این سی ای آر ٹی یعنی قومی کونسل برائے تعلیمی تحقیق و تربیت بھی ہے جسے کئی اعتبار سے ہندوستان کے دیگر اداروں میں امتیازی حیثیت حاصل ہے۔

این سی ای آر ٹی یعنی نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ وزارتِ تعلیم، حکومت ہند کے تحت سرگرم ایک خودمختار ادارہ ہے۔ اس کا قیام 1961ء میں عمل میں آیا تھا اور تب سے لے کر آج تک یہ تعلیمی تحقیق، تربیتِ اساتذہ اور نصاب تعلیم میں سرگرمِ عمل ہے۔ یہ ادارہ گزشتہ کئی دہائیوں سے دیگر مضامین کی طرح اردو کی بھی ابتدائی، ثانوی اور اعلیٰ ثانوی سطحوں کے لیے درسی کتابیں تیار کر رہا ہے۔ ہر سطح کی کتابوں کے تیار کرنے کے پس پردہ اس کے کچھ اغراض و مقاصد بھی ہیں۔ جہاں ابتدائی درجات کی کتابوں کا مقصد بچوں کو زبان کی بنیادی باتوں سے واقف کرانا اور انھیں مختلف قسم کی معلومات فراہم کرانا ہوتا ہے وہیں ثانوی درجات تک انھیں زبان کی تعلیم دینا شروع کر دیا جاتا ہے یعنی جملے کی ساخت، اجزائے کلام، بنیادی لفظوں کے معنی، درست تلفظ، صحتِ املا، مطالب کو سمجھنے کی صلاحیت اور درجے کے معیار کے مطابق جذبات و خیالات کے اظہار پر قدرت وغیرہ۔ وہیں اعلیٰ ثانوی جماعتوں میں اردو کی درسی کتابوں کی تدریس کا مقصد بچوں کو اردو زبان و ادب سے متعلق ضروری معلومات فراہم کر کے ان کی علمی و ادبی اور فکری و تخلیقی استعداد کو ترقی دینا ہوتا ہے۔ لیکن مذکورہ بالا اغراض و مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے جب بھی اسکولی سطح پر تعلیم و تعلم یا درس و تدریس کی بات ہوتی ہے تو اس کی درسیات کو لے کر خاصے اختلافات دیکھنے کو ملتے ہیں کہ آخر اس کے لیے کس قسم کی کتابیں اور مواد درکار ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ نصابی کتابوں کی ترتیب و تنظیم اور تجزیے کا کام مسلسل جاری و ساری رہتا ہے اور ہونا بھی چاہیے تا کہ زمان و مکان، حالات اور ضروریات زندگی کے اعتبار سے ہر کلاس اور ہر سطح کی درسی کتابوں کی نئی ترتیب و تزئین ہو سکے اور وہی کچھ پڑھا اور پڑھایا جا سکے جو واقعی بچوں کو ان کی عمر اور ذہن کی سطح اور ملک و قوم کے تقاضوں کے مطابق ضروری ہیں۔ ہمارے اس تجزیاتی عمل کو بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی کہا جا سکتا ہے۔

میری اس تحریر کا موضوع جیسا کہ اوپر ذکر ہوا، 'اعلیٰ ثانوی سطح کی اردو درسی کتابوں کا جائزہ' ہے۔ اس سطح پر این سی ای آر ٹی یعنی نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ کے ساتھ ساتھ مختلف ایس سی آر ٹیز کی متعدد کتابیں دستیاب ہیں۔ صرف این سی ای آر ٹی کی نویں اور دسویں جماعت کے لیے پانچ کتابیں یعنی نوائے اردو، گلزارِ اردو، جان پہچان، دور پاس اور سب رنگ موجود ہیں۔ اسی طرح گیارہویں اور بارہویں جماعتوں کے لیے 'گلستانِ ادب'، 'خیابانِ اردو'، 'نئی آواز' اور 'دھنک' داخل نصاب ہیں۔ ان میں سے بعض کتابیں پہلی زبان، بعض دوسری زبان اور بعض تیسری زبان والوں کے لیے ہیں۔ اسی طرح ان میں سے بعض کتابیں اصل درسی کتاب اور کچھ معاون درسی کتاب کے طور پر پڑھائی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ بعض کتابیں محض مختلف شعری و نثری اصناف اور زبان وقواعد اور انشا و تاریخ کے حوالے سے بھی موجود ہیں۔ مثلاً 'اردو کی ادبی اصناف' اور 'قواعد و انشا' اور 'اردو ادب کی تاریخ' وغیرہ۔ چوں کہ ہر صوبے کی ایس سی ای آر ٹی کی کتابیں ہر جگہ اور ہر فرد کے لیے دستیاب نہیں ہیں۔ نیز این سی ای آر ٹی کی کتابیں بڑی تعداد میں موجود ہیں اور ان تمام کا جائزہ پیش کرنا اس مختصر سے وقت میں ممکن نہیں، اس لیے یہاں صرف ایک کتاب یعنی 'گلستانِ ادب' کے جائزے پر اکتفا کیا گیا ہے۔

'گلستانِ ادب' این سی ای آر ٹی کی تیار کردہ اعلیٰ ثانوی سطح یعنی گیارہویں جماعت کی کتاب ہے۔ میرے سامنے اس کتاب کا پانچواں ایڈیشن ہے۔ اس کی پہلی اشاعت مارچ 2006ء میں عمل میں آئی تھی۔ ظاہر سی بات ہے کہ یہ کتاب NCF یعنی قومی درسیات کا خاکہ 2005 کی سفارشات کو سامنے رکھ کر تیار کی گئی تھی۔ اس درسیاتی خاکے کی سفارش کا سب سے اہم مقصد بچوں کی اسکولی زندگی کو ان کی باہری زندگی سے ہم آہنگ کرنا تھا۔ اس نقطۂ نظر سے کتابی علم کی اس روایت کی نفی ہوتی ہے جس کے باعث آج تک ہمارے نظام تعلیم میں اسکول، گھر اور سماج کے درمیان فاصلے حائل تھے۔ درسیاتی خاکہ 2005 کی روشنی میں تیار شدہ یہ کتاب اور اس جیسی دیگر درسی کتابیں آج بھی اس سوال سے باہر نہیں نکل سکی ہیں کہ کیا وہ ان مقاصد کی تکمیل میں کامیاب ہیں یا نہیں؟ یا پھر کیا یہ بچوں کو ان کی

اسکولی زندگی اور باہری زندگی سے ہم آہنگ کرنے میں معاون و مددگار ہیں یا نہیں؟ اسی طرح کیا یہ کتابیں اسکول کے نظام الاوقات کے موافق ہیں، آموزگار کی طبعی و ذہنی عمر کے مسائل اور تقاضوں کی تکمیل کرتی ہیں، والدین کی توقعات اور قومی و بین الاقوامی اقدار و روایات کی پاسداری کی حامل ہیں یا نہیں۔ یقیناً ان سوالوں کا جواب ہر ایک کے یہاں مختلف ہوگا۔ میرے نزدیک آج بھی جب کہ قومی تعلیمی پالیسی 2020 آچکی ہے اور جس میں ہر طرح کی سفارشات موجود ہیں اتنی ہی اہم اور ہمہ جہت تعلیمی مقاصد کی تکمیل کی حامل ہیں جتنی پہلی تھیں۔ کیونکہ آج بھی زبان وادب کی تعلیم و تدریس کے وہی اغراض و مقاصد ہیں جو پہلے ہوا کرتے تھے اور آج بھی اس کی راہ میں وہی مسائل و مشکلات درپیش ہیں جو پہلے تھے۔ یہ اور بات ہے کہ موجود دور میں تدریس کی نئی تکنیک سامنے آچکی ہے بلکہ اس میں حد درجہ اضافے ہوئے ہیں لیکن بغور دیکھا جائے تو اس کے اغراض و مقاصد وہی ہیں جو پہلے ہوا کرتے تھے۔ مجوزہ کتاب 'گلستانِ ادب' بھی مذکورہ بالا ہمہ جہت تعلیمی مقاصد کی تکمیل کرتی نظر آتی ہے۔

'گلستانِ ادب' کتاب کا سارا مواد نثر اور نظم دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اس کے دونوں ہی حصوں میں نثر و نظم کی بیش تر اصناف شامل ہیں۔ بغور دیکھیں تو یہ اندازہ لگانا قطعی مشکل نہیں ہوگا کہ اس میں جہاں اردو کے قدیم ادبا و شعرا شامل ہیں وہیں ان میں ان تخلیق کاروں کو بھی جگہ دی گئی ہے جنھیں ہم جدید شاعر اور نثر نگار کے طور پر جانتے اور پہچانتے ہیں۔ اس کتاب میں موضوعات کے انتخاب میں طلبہ کی نفسیات اور ان کی طبعی و ذہنی عمر کا بھی کافی حد تک لحاظ رکھا گیا ہے۔

حصۂ نثر کے تحت سب سے پہلے اردو نثر کی سب سے قدیم صنف داستان کو متعارف کرایا گیا ہے۔ اس ضمن میں فنِ داستان، اس کے اجزائے ترکیبی، داستانوں کی تاریخی حیثیت اور ان کی مآخذ و روایت، اردو کی اہم داستانیں اور ان کے مصنفین وغیرہ ان تمام پہلوؤں پر مختصر مگر جامع اور کارآمد معلومات موجود ہیں۔ داستانوں کے انتخاب میں میر امن کی مشہور زمانہ داستان 'باغ و بہار' کے آخری قصے یعنی سرگذشت، آزاد بخت بادشاہ کو شاملِ

کتاب کیا گیا ہے۔ یہ انتخاب ہر اعتبار سے اس کتاب کے لیے موزوں اور مناسب ہے۔

طلبہ کو ادبی تاریخ سے روشناس کرانے کے لیے اس کے بعد 'ادبی تاریخ' کے عنوان سے اگلا سبق شامل کیا گیا ہے۔ اس حوالے سے جو معلومات پیش کی گئی ہیں وہ اردو تذکرے یا اردو تذکرہ نگاری کی روایت سے آگے نہیں بڑھ پائی ہیں۔ حالاں کہ اس سبق کے تحت ہمیں بچوں کو ادبی تاریخ نگاری سے روشناس کرانا تھا کہ آخر ادبی تاریخ ہے کیا؟ ادبی تاریخ پر کتاب میں موجود نوٹ ان الفاظ پر اپنا دم توڑ دیتا ہے:

> ''آبِ حیات' کے ابتدائیے میں آزاد نے اردو زبان کے آغاز و ارتقا پر بھی کچھ روشنی ڈالی ہے۔ ''آب حیات'' ادبی تاریخ کا نقش اول ہے اور بہت محدود مآخذ اور وسائل کی مدد سے آزاد نے یہ کہانی مرتب کی ہے۔ ''آب حیات'' کی مقبولیت کا ایک بہت بڑا سبب آزاد کی انشاء پردازی اور علمی زبان ہے۔ آزاد کا اسلوبِ بیان کہیں کہیں علمی زبان سے مطابقت نہیں رکھتا۔ آب حیات کا شمار اردو نثر کے شاہ کاروں میں ہوتا ہے کیوں کہ انھوں نے اردو شاعری کی پوری تہذیب کو اس میں زندہ کر دیا ہے۔''

ادبی تاریخ پر مضمون کے اس آخری پیراگراف کو پڑھتے ہوئے بچوں کو نہ صرف تشنگی کا احساس ہوتا ہے بلکہ انھیں حقیقی معنی میں ادبی تاریخ کا کوئی علم ہی نہیں ہوتا۔ حالاں کہ ادبی تاریخ کے حوالے سے بہت سا مواد مختلف کتابوں میں موجود ہے۔ اس حوالے سے حامدی کاشمیری کی 'تاریخِ ادب اردو' اور دیگر کتابوں سے بھی رجوع کیا جا سکتا تھا۔ ادبی تاریخ سے بچوں کو متعارف کرانے کے لیے کتاب میں 'آب حیات' کا جو انتخاب یعنی 'مرزا مظہر جانِ جاناں' شامل کیا گیا ہے وہ طلبہ کی ذہنی سطح اور ان کی دلچسپیوں کو دیکھتے ہوئے کافی مشکل معلوم ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے اس کتاب کے لیے یہ انتخاب غیر معیاری اور غیر مناسب کہا جا سکتا ہے۔

فنِ طنز و مزاح اور اردو میں اس کی روایت سے طلبہ کو روشناس کرانے کے لیے پہلے اس پر کچھ معلومات فراہم کی گئی ہیں پھر اس کے بعد دو طنزیہ و مزاحیہ مضامین شامل کیے گئے ہیں۔ ان میں ایک پطرس کا مضمون 'سویرے جو کل آنکھ میری کھلی' ہے تو دوسرا مشتاق احمد یوسفی کا مضمون 'یادش بخیریا'۔ اس حصے میں طنز و مزاح کی تعریف کے علاوہ ان دونوں کے درمیان فرق کو بھی واضح کیا گیا ہے۔ تاکہ بچوں کے ذہن میں ابھی سے ہی یہ واضح ہو جائے کہ طنز کسے کہتے ہیں اور مزاح کیا ہے۔ عام طور پر طنز و مزاح دونوں کو اظہار کا ایک ہی اسلوب سمجھا جاتا ہے اور اردو کے بیش تر لکھنے والوں نے بھی ان دونوں کو ایک ہی دھاگے میں پرو کر پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ حالاں کہ ان دونوں میں جو فرق و امتیاز ہے وہ علم ادب کے ہر طالب علم کے لیے ناگزیر ہے۔ اس کتاب میں طنز اور مزاح کی الگ الگ تعریف بیان کر کے ان دونوں کے درمیان فرق کو بھی بچوں کے ذہن نشیں کرایا گیا ہے جو ایک مستحسن عمل ہے۔ نثری حصے میں شامل خاکے اور اس کے فن اور روایت سے طلبہ کو معلومات بہم پہنچانے کے لیے اس پر ایک نوٹ موجود ہے اور اسے مثال کے ساتھ سمجھانے کے لیے شاہد احمد دہلوی کا خاکہ 'میر باقر علی داستان گو' منتخب کیا گیا ہے۔ اردو میں خاکہ نگاری کے حوالے سے اس کتاب میں جس قدر معلومات ہیں وہ اعلیٰ ثانوی یا گیارہویں جماعت کے لحاظ سے بہت مناسب ہیں۔ لیکن اس کے لیے جس خاکے کا انتخاب کیا گیا ہے وہ قدرے مشکل ہے۔ یہاں جس درجے کے طلبہ کو خاکہ نگاری کے فن سے واقف کرانا مقصود ہے اگر ان کے لیے کسی اور آسان خاکے کا انتخاب کیا جاتا تو وہ زیادہ موزوں ہوتا۔ اس کے بعد کتاب کے نثری حصے میں تین اور سرخیاں ہیں۔ ان میں سے ایک مختصر افسانہ ہے جس کے تحت دو افسانے ایک سید رفیق حسین کا افسانہ 'گوری ہو گوری' اور دوسرا 'چوتھی کا جوڑا' شامل ہیں۔ اعلیٰ ثانوی سطح پر یہ دونوں ہی افسانے کافی مشکل کہے جا سکتے ہیں کیوں کہ دونوں کا معیار طلبہ کی سطح سے بلند ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ جہاں ان افسانوں بالخصوص چوتھی کا جوڑا کو پڑھتے پڑھاتے وقت طلبہ میں عدم دلچسپی کا اندازہ ہوتا ہے وہیں یہ افسانے عام طور پر بی۔ اے اور ایم۔ اے کی کلاسوں میں پڑھائے جاتے ہیں۔ ان افسانوں سے

قبل کتاب میں فن افسانہ نگاری سے متعارف کرانے کے لیے جو معلومات موجود ہیں وہ مختصر ہونے کے باوجود معلومات افزا ہیں۔اس کے بعد طلبہ کو 'مضمون' کے فن سے روشناس کرایا گیا ہے اور اس کے لیے علامہ شبلی نعمانی کا تحریر کردہ مضمون ''سر سید مرحوم اور اردو لٹریچر' شامل کتاب کیا گیا ہے جو بچوں کے لیے فکری لحاظ سے بہت اہم اور کارآمد ہے۔لیکن اس کتاب میں مضمون یا مضمون نگاری کے حوالے سے جو باتیں بتائی گئی ہیں وہ بہت تشنہ ہیں۔ دیگر موضوعات پر جس طرح تفصیلی اور معلومات افزا نوٹس موجود ہیں اسی طرح اگر اس میں بھی معلومات ہوتیں اور اس میں بنیادی باتیں موجود ہوتیں تو یہ بچوں کے حق میں زیادہ بہتر ہوتا۔ برخلاف اس کے کہاوت پر جو اگلا سبق ہے وہ بچوں کے لیے بالکل نیا ہونے کے ساتھ ساتھ معلومات افزا بھی ہے اور اس پر شان الحق حقی کا مضمون 'ہماری کہاوتیں'' نورٌ علی نور کی حیثیت رکھتا ہے۔

گیارہویں جماعت کی اس درسی کتاب کا دوسرا حصہ نظم کا ہے۔اس حصے کے انتخاب میں اردو کی بیش تر شعری اصناف مثلاً غزل، قصیدہ، مثنوی، مرثیہ، نظم اور رباعی وغیرہ شامل ہیں۔اس میں مختلف عہد کے شعرا کی نمائندگی کے ساتھ ساتھ مختلف النوع موضوعات کو بھی پیش نظر رکھا گیا ہے۔کتاب میں ہر صنف سے متعلق جو معلومات دی گئی ہیں وہ کافی اہم ہیں اور ان میں سے بیش تر مختصر ہونے کے باوجود اس جماعت کے طلبہ کے لیے حد درجہ معلومات افزا ہیں۔لیکن ان میں سے کچھ تحریریں ایسی بھی ہیں جن میں معلومات کی پیش کش میں عجلت سے کام لیا گیا ہے۔نتیجتاً ان اصناف سے متعلق اس سطح پر طلبہ کو جس قدر معلومات درکار ہیں اس میں کمی رہ جاتی ہے۔ دوران تدریس اگر استاد اپنے طور پر بچوں کے لیے معلومات فراہم کرنے میں کامیاب ہو جائے تو ٹھیک ہے ورنہ بچوں کے لیے یہ تشنگی صرف امتحانات تک کے لیے ہی نہیں بلکہ ان کے ساتھ بہت بعد تک سفر کرتی رہتی ہے۔غزل کے ضمن میں پانچ غزل گو شعرا یعنی ولؔی دکنی، خواجہ میر دردؔ، میر تقی میرؔ، خواجہ حیدر علی آتشؔ اور مرزا اسداللہ خاں غالبؔ کا انتخاب کیا گیا ہے اور ان میں سے ہر ایک کی دو دو غزلیں شامل نصاب ہیں۔ولؔی کی دو غزلیں 'شرابِ شوق سیں سرشار ہیں ہم' اور 'کیا مجھ عشق نے ظالم کو آب

آہستہ آہستہ‘، دردؔ کی دو غزلیں ’ارض وسما کہاں تری وسعت کو پا سکے‘ اور ’ہے غلط گر گمان میں کچھ ہے‘، میر تقی میرؔ کی دو غزلیں ’جس سر کو غرور آج ہے یاں تاجوری کا‘ اور ’رفتگاں میں جہاں کے ہم بھی ہیں‘ خواجہ حیدر علی آتشؔ کی دو غزلیں ’سن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا‘ اور ’یہ آرزو تھی تجھے گل کے روبرو کرتے‘ اور غالبؔ کی بھی دو غزلیں ’ابن مریم ہوا کرے کوئی‘ اور ’پھر مجھے دیدۂ تر یاد آیا‘ شامل ہیں۔ گیارہویں جماعت کی سطح پر ان شعرا کا انتخاب لائق تحسین اور عین مناسب ہے۔ کیوں کہ بچے اس سے قبل دو کلاسوں یعنی نویں اور دسویں جماعتوں میں قدیم و جدید ہر نوع کے غزل گو شعرا کو پڑھ چکے ہیں اور وہ فن غزل سے بہت حد تک واقفیت رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس عمر کے بچے داخل نصاب غزلوں کو نہ صرف سمجھنے اور ان سے لطف اندوز ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں بلکہ وہ مختلف شعرا کے انداز بیان اور ان غزلوں کی لفظیات کی تفہیم کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں۔

شعری حصے میں شامل نصاب غزلوں میں جہاں ولیؔ دکنی کے یہاں تصوف اور عشقیہ مضامین کا نہایت خوبصورتی کے ساتھ بیان دیکھنے کو ملتا ہے وہیں ان کی ان غزلوں کو پڑھ کر کہیں مایوسی کی کیفیت نہیں پیدا ہوتی بلکہ ہر قدم پر ہمیں شگفتگی کا احساس ہوتا ہے۔ اسی طرح ولیؔ کی غزلوں میں زبان کی سطح پر مٹھاس کے ساتھ ساتھ ان کے یہاں حسن اور لطف کا جو احساس موجود ہے اس کی بنیادی وجہ استعارات و تشبیہات کا برمحل اور خوبصورت استعمال ہی ہے۔ خواجہ میر دردؔ تصوف کے شاعر کی حیثیت سے اپنی ایک منفرد شناخت رکھتے ہیں۔ ان کی یہ دونوں غزلیں عشق حقیقی کے عناصر سے لبریز ہیں۔ لیکن عشق حقیقی کے ساتھ ساتھ ان غزلوں میں عشق مجازی کا رنگ بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ دردؔ کی یہ غزلیں بالخصوص دوسری غزل سہلِ ممتنع کی بہترین مثال کہی جا سکتی ہے۔ میرؔ کی ان دونوں غزلوں کو سادگی و پُرکاری کی خوبصورت مثال کہا جا سکتا ہے۔ وہیں ان غزلوں کو پڑھنے کے بعد اس بات کی تردید ہو جاتی ہے کہ میرؔ کے یہاں صرف رنج وغم کی شاعری ہی ہے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ میرؔ کی بڑائی اس بات میں مضمر ہے کہ وہ جس طرح رنج وغم کی کیفیت کے اظہار کی صلاحیت رکھتے ہیں اسی طرح وہ زندگی کے دوسرے پہلوؤں کو بھی اتنی ہی خوبی اور شدت کے ساتھ بیان کرنے پر

قادر ہیں۔ پہلی غزل میں میؔر نے گرچہ کوئی اچھوتا مضمون نہیں بیان کیا ہے لیکن چونکہ ان کے یہاں اندازِ بیان کی خوبی موجود ہے اس کی بدولت انھوں نے اس مضمون کو حد درجہ پُر اثر بنا دیا ہے۔ ظاہری عظمت کے المناک انجام کو میؔر نے ناصحانہ انداز میں بیان کرنے کے بجائے تاجوری، غرور اور نوحہ گری یعنی دو انتہاؤں کا ذکر کے مضمون کو پُر اثر بنا دیا ہے۔ دراصل یہی برجستگی اس شعر کا حسن تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اس غزل کو میؔر کے یہاں موجود رعایت لفظی کی بہترین مثال کہا جا سکتا ہے۔ ولیؔ، دردؔ اور میؔر کے بعد خواجہ حیدعلی آتشؔ کی غزلیں ہیں۔ ان غزلوں کو داخل نصاب کرنے کا ایک بنیادی مقصد دبستان لکھنؤ کے شعری رنگ و آہنگ سے بچوں کو متعارف کرانا ہے۔ عام طور پر دبستان دہلی کا شاعرانہ اختصاص داخلیت کو تسلیم کیا جاتا ہے جب کہ اس کے برخلاف دبستان لکھنؤ میں خارجیت پر زور تھا۔ آتشؔ کو زبان کا شاعر کہا جاتا ہے۔ یوں تو اس تعلق سے اور بھی بہت سے شعرا کے نام لیے جا سکتے ہیں لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ شاعری محض لفظوں کی بازیگری نہیں ہے بلکہ اس کے برخلاف جذبات کو زبان دینے کا نام ہی دراصل شاعری ہے۔ آتشؔ کی شاعری میں صنعتوں کے برمحل استعمال کے ساتھ ساتھ جذبے کی گرمی اور خیال کی بلندی بھی موجود ہے۔ ان کی ان دونوں غزلوں میں جہاں طرز کلام کی برجستگی اور سادگی دیکھی جا سکتی ہے وہیں ان کے یہاں روزمرہ کے بے تکلف اور برجستہ استعمال سے شاعری میں گفتگو اور مکالمے کی کیفیت پیدا ہوگئی ہے۔ آخر میں غالبؔ کی دو غزلیں شامل ہیں۔ غالبؔ اردو کے پہلے ایسے شاعر ہیں جنھیں باقاعدہ مفکر شاعر کہا جاتا ہے۔ ان کی شاعری ہمیں نئی دنیاؤں سے روشناس کراتی ہے۔ زندگی کا کوئی مرحلہ ایسا نہیں ہوگا جس پر ہم ان کے کسی نہ کسی شعر کے ذریعے اظہار رائے نہ کر سکیں۔ ان دونوں غزلوں میں سے پہلی غزل سہل ممتنع کی بہترین مثال کہی جا سکتی ہے۔ اسی طرح غالبؔ کے یہاں رعایات و تناسبات کا خوبصورت استعمال دیکھنے کو ملتا ہے۔ آخری غزل اس کی بھی بہترین مثال ہے۔

اس طرح اس سطح کے طلبہ کے لیے ان غزلوں کا انتخاب ایک قابلِ تحسین عمل ہے۔ اس جماعت میں ان شعرا کو پڑھتے وقت نہ تو طلبہ میں کسی قسم کی دشواری دیکھنے کو ملتی ہے اور

نہ ہی ان کے افہام و تفہیم میں کوئی پریشانی درپیش ہوتی ہے۔ گویا موضوعات و مضامین سے لے کر شعری زبان و بیان اور غزل کی لفظیات و لوازمات کی تعبیر و تفہیم ہر لحاظ سے اس سطح کے طلبہ کے لیے ان غزلوں کا انتخاب موزوں ہے۔ اس سطح کے بچے ان غزلوں کو پڑھ کر نہ صرف ان سے محظوظ ہوتے ہیں بلکہ ان کے سامنے وہ تمام اغراض و مقاصد بھی ہوتے ہیں جن کے پیش نظر ان کا انتخاب عمل میں لایا گیا تھا۔

مثنوی کو روشناس کراتے ہوئے اس کتاب میں دیا شنکر نسیم کی مقبول عام مثنوی 'گلزار نسیم' کے ایک حصے 'پہنچنا بکاؤلی کا دارالخلافت زین الملوک میں اور وزیر ہو کر تاج الملوک کی تلاش میں رہنا' سے تیرہ اشعار کا انتخاب کیا گیا ہے۔ ان اشعار کو پڑھتے ہوئے طلبہ میں نہ صرف بکاؤلی کے تئیں تجسس کا پتہ چلتا ہے بلکہ پوری مثنوی پڑھنے کا ذوق وشوق بھی انگڑائیاں لینا شروع کر دیتا ہے۔ اسی طرح صنفِ قصیدہ کے تعارف میں مرزا غالب کا وہ قصیدہ شامل کتاب ہے جو انھوں نے بہادر شاہ ظفر کی شان میں کہا تھا۔ ''ہاں مہ نو سنیں ہم اس کا نام، جس کو تو جھک کے کر رہا ہے سلام''۔ طلبہ کو قصیدے کے فن سے روشناس کرانے کے لیے اس سے بہتر انتخاب ممکن نہیں تھا۔ اس قصیدے کو پڑھنے کا بڑا فائدہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کے ساتھ ہی طلبہ کے ذہن میں قصیدے کی تعریف اور اس کے اجزائے ترکیبی اور اس کے تمام تر فکری و فنی لوازمات بھی واضح ہو جاتے ہیں۔ لیکن یہ قصیدہ چوں کہ طویل ہے اور اس میں اس کے صرف تیں ہی اشعار کا انتخاب کیا گیا ہے میرے خیال سے اگر کچھ اور اشعار کو شاملِ نصاب کر لیا جاتا تو زیادہ مناسب ہوتا۔ مرثیہ کے ضمن میں میر ببر علی انیس کا مرثیہ 'شہادتِ حضرت عباس' کا انتخاب کیا گیا ہے۔ یہ بھی ایک عمدہ انتخاب ہے۔ اسی طرح نظم کے باب میں پانچ نظم گو شعرا کی نظمیں شامل کتاب ہیں۔ اکبر الہ آبادی کی نظم 'مستقبل'، علامہ اقبال کی نظم 'شعاعِ امید'، جوش ملیح آبادی کی نظم 'البیلی صبح'، مخدوم محی الدین کی نظم 'چاند تاروں کا بن' اور فیض احمد فیض کی نظم 'تنہائی' کا انتخاب کیا گیا ہے۔ گیارہویں جماعت کے طلبہ کی ذہنی سطح کو سامنے رکھتے ہوئے اگر ان نظموں کو دیکھیں تو میرے خیال سے ان کا معیار کافی بلند ہے۔ شاید ان کا یہ بلند معیار ہی ہے کہ ان میں سے اکثر نظمیں بی۔ اے اور

ایم۔اے کی جماعتوں میں نصاب کا حصہ ہیں۔ گیارہویں جماعت کی سطح کے اعتبار سے ان نظموں کا انتخاب غیر منطقی و غیر منصفانہ کہا جا سکتا ہے بلکہ یہ بچوں پر ایک طرح کی زیادتی ہے۔ جہاں تک صنف رباعی اور رباعیوں کے انتخاب کی بات ہے تو یہ بڑا متوازن دکھائی دیتا ہے۔ کتاب کے آخر میں چھ رباعیاں شامل ہیں۔ان میں سے تین جگت موہن لال رواںؔ کی اور تین امجدؔ حیدرآبادی کی ہیں۔ یہ رباعیاں فکر وفن دونوں ہی سطحوں پر بہت ہی آسان اور طلبہ کی فہم اور سطح و معیار سے میل کھاتی ہوئی معلوم ہوتی ہیں۔ گویا صنف رباعی کو متعارف کرانے کے لیے ان رباعیوں کا انتخاب ایک بہترین انتخاب ہے۔

غرض یہ کہ اعلیٰ ثانوی کی سطح پر گیارہویں جماعت کے لیے یہ کتاب نظم ونثر کے انتخاب کے حوالے سے ہی نہیں بلکہ ادبا وشعرا اور مصنفین کی تخلیقات کے مشمولات کے اعتبار سے بھی ایک اہم اور کارآمد کتاب ہے۔ نیز اس میں ہر سبق سے پہلے ہر ادیب اور شاعر کے حوالے سے یا پھر مختلف اصناف کے تعلق سے جو معلومات فراہم کی گئی ہیں وہ حد درجہ مفید اور کارآمد ہیں۔انھیں پڑھنے کے بعد بچوں کے ذہن میں ان کے حوالے سے ایک ٹھوس نقش قائم ہو جاتا ہے۔لیکن ان میں سے بعض بعض معلومات میں عدم توازن اور تشنگی کا احساس ہوتا ہے۔شخصیات کے حوالے سے تاریخ پیدائش اور تاریخ وفات کا تو خیال رکھا گیا ہے جن سے کہ بچوں کو ان کے عہد کا علم ہو جاتا ہے لیکن ان کی خاص خاص تخلیقات اور تصانیف سے صرف نظر کیا گیا ہے۔بعض کے ذکر میں سن اشاعت مفقود نظر آتا ہے جو ایک بڑی کمی کہی جا سکتی ہے۔لیکن اس کے برخلاف اگر ان کا اہتمام کیا جاتا تو یہ ہمیشہ کے لیے سنجیدہ طلبہ کے لیے کی یادداشتوں کا حصہ بن جاتا۔بحیثیت مجموعی مجوزہ کتاب ’گلستانِ ادب‘ چھوٹی بڑی خامیوں کے ساتھ ابھی بھی ملک بھر کے بیش تر اسکولوں میں داخل نصاب ہے۔ گیارہویں جماعت کے لیے ایک بہت بڑا علمی خزانہ ہے۔قومی تعلیمی پالیسی 2020اور مختلف سفارشات کے آ جانے کے باوجود بھی یہ کتاب طلبہ کی تعلیم وتربیت اور ان کی ذہنی نشو ونما کے لیے بہت مفید اور کارآمد ہے۔آج بھی یہ کتاب زبان وادب، ملک وقوم اور تہذیبی اقدار و روایات کے تئیں طلبہ کی تربیت میں اہم کردار ادا کر سکتی ہے اور اس کو پڑھنے

کے بعد طلبہ اپنی زبان و بیان کو درست کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی مدد سے اپنی علمی، ادبی اور تخلیقی و فکری صلاحیتوں میں نکھار پیدا کر سکتے ہیں۔

حوالہ جات

ا۔ گلستانِ ادب، اردو کی درسی کتاب گیارہویں جماعت کے لیے، این سی ای آر ٹی، نئی دہلی، 2021، ص:14

لیکچرر
جامعہ سینئر سیکنڈری اسکول، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی

محمد مشرف رضا

ابتدائی سطح کی اردو درسی کتابوں کا جائزہ: ایک تعارف

تعارف:

درسی اور نصابی کتابوں کے حوالے سے بات کرنے سے قبل یہ جاننا ضروری ہے کہ درسی کتاب یا نصاب کسے کہتے ہیں؟ آکسفورڈ ڈکشنری کے مطابق:

"A list of subjects etc. that are included in a course of study is called curriculum or syllabus" (Oxford)

نصاب کے سلسلے میں کیمبرج ڈکشنری میں یہ درج ہے:

"(A plan showing) the subjects or books to be studied in a particular course especially a course that leads to an exam."

لفظ Syllabus کی تحقیق کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ پہلی مرتبہ 1656 عیسوی میں اس کا استعمال ہوا تھا۔ اس کے اشتقاق پر غور کریں تو پتا چلتا ہے کہ Syllabus لفظ Greek کے Sillybos سے ماخوذ ہے۔

کلیدی الفاظ: نصاب، درسی کتاب، جماعت، اسباق۔

ہندوستان ایک ایسا ملک ہے جہاں بہت زیادہ تنوع پایا جاتا ہے مثلاً مذاہب، نسل، علاقہ اور زبانیں وغیرہ وغیرہ۔ دستور ہند کے مطابق ۲۲/زبانیں دفتری یا Official زبان کے طور پر تسلیم کی گئی ہیں جب کہ بہت سی اور بھی دوسری زبانیں ہیں جو دفتری تو نہیں ہیں لیکن ان کا بھی دائرہ کافی پھیلا ہوا ہے۔ مثلا بھوجپوری، راجستھانی، انگیکا، بجیکا، بندیل کھنڈی وغیرہ۔

قومی تعلیمی پالیسی ۲۰۲۰ء نے بھی کوٹھاری کمیشن کی سفارش میں شامل 'سہ لسانی فارمولے' کو برقرار رکھا ہے۔قومی تعلیمی پالیسی ۲۰۲۰ء میں ابتدائی جماعت سے ہی مادری زبان میں تعلیم کی بات کی گئی ہے جس میں مادری زبان کے ساتھ ساتھ ہندی، انگریزی اور وہ زبان جو ہندوستان کے کسی دوسرے علاقے میں بولی جاتی ہے مثال کے طور پر یوپی، بہار اور دہلی کے طلبہ کے لیے تمل، تیلگو اور ملیالم وغیرہ ہوسکتی ہیں یا تمل ناڈو، کیرالا اور کرناٹک کے طلبہ کے لیے اردو، ہندی اور پنجابی ہوسکتی ہیں ساتھ ہی بیرون ملک کی زبانیں مثلاً پرتگالی، جرمن، فرانسیسی اور ہسپانوی وغیرہ بھی پڑھائی اور سکھائی جا سکتی ہیں۔ NEP 2020 اور NCFSE2023 کے مطالعے کے بعد یہ کہا جا سکتا ہے کہ اردو زبان کی تعلیم اور اس کی ترویج واشاعت اب زیادہ آسان ہوگئی ہے مثلاً یوپی، بہار اور کشمیر میں اردو دوسری دفتری زبان کی حیثیت رکھتی ہے جب کہ بہت سارے علاقوں میں اردو طلبہ کی مادری زبان ہے اور ہم سب بخوبی جانتے ہیں کہ NEP 2020 میں ابتدائی جماعتوں میں مادری زبان میں تعلیم پر زور دیا گیا ہے۔

زبان کو بذات خود ایک علم کی حیثیت حاصل ہے یا نہیں یہ علاحدہ بحث کا موضوع ہے لیکن زبان کی مدد سے ہی علم کا حصول ممکن ہے مثلاً سائنس، ریاضی ور فلسفہ کی تعلیم و تدریس انگریزی، اردو، ہندی یا اور کسی زبان میں ہی ممکن ہے کیوں کہ ان مضامین کی اپنی کوئی زبان نہیں ہے لہٰذا طلبہ کو جس زبان کی جتنی شد بد ہوگی اسی کے مطابق انھیں اس کا فائدہ ملے گا۔ای طرح جو طالب علم جتنی زیادہ زبانیں جانے گا اسے بھی اس کا فائدہ پہنچے گا۔ زبان کی مدد سے معانی و مفاہیم کے ساتھ ساتھ تہذیب و ثقافت کو سمجھنے میں کافی آسانی ہوتی ہے مثلاً چھٹی جماعت کی 'جان پہچان' میں 'ث' کی مثال میں پھل کی ایک ٹوکری رکھی ہے ۔عربی زبان میں 'ثمر' کے معنی پھل کے ہوتے ہیں اور شاید 'ثمر پھل' کسی خاص پھل کا نام بھی ہے۔اس لیے ان دونوں مفاہیم تک رسائی عربی داں آسانی سے حاصل کرسکتا ہے۔

ابتدائی سطح کی اردو درسی کتابوں کے جائزے کے لیے شامل نصاب کتابوں کو سامنے رکھنا ضروری ہے۔راقم نے اس مضمون میں این۔سی۔ای۔آر۔ٹی کی تیار شدہ درسی کتابوں کو شامل کیا ہے۔

این۔سی۔ای۔آر۔ٹی نے دوطرح کی کتابیں تیار کی ہیں جن کو اسکول انتظامیہ اور بورڈ اپنے حساب سے استعمال کرتا ہے مثلاً دہلی میں اردو میڈیم اسکول یا وہ اسکول جہاں اردو پہلی جماعت سے شامل ہے اس کے لیے اردو کورس ''A'' جب کہ جس اسکول میں اردو چھٹی جماعت سے شامل نصاب ہے وہاں کے لیے اردو کورس ''B'' ہے۔این۔سی۔ای۔آر۔ٹی نے 'اپنی زبان' اور 'جان پہچان' درسی کتابوں کے علاوہ 'اردو گلدستہ' نامی معاون کتاب بھی تیار کی ہے جو دہلی کے اسکول میں بھی معان کتاب کے طور پر نصاب میں شامل ہے۔

این۔سی۔ای۔آر۔ٹی کی تیار کردہ ابتدائی سطح کی درسی کتابوں کا جائزہ پیش ہے۔

پہلی جماعت سے پانچویں جماعت تک کی کتاب 'ابتدائی اردو' چھٹی، ساتویں اور آٹھویں جماعت کورس A کی کتاب 'اپنی زبان' اور کورس B کی کتاب 'جان پہچان' اور معاون کتاب 'اردو گلدستہ' کے نام سے ہے۔

(۱) پہلی جماعت کی کتاب 'ابتدائی اردو' میں حروف تہجی کا سبق ہے۔اس کتاب میں حروف تہجی کی تدریس کے لیے اسباق تیار کیے گئے ہیں۔سبق کی ترتیب میں حروف تہجی کی ترتیب کے بجائے یکساں شکل والے حروف تہجی کو ایک سبق میں شامل کیا گیا ہے۔کل ۲۳/اسباق میں حروف تہجی اور ان حروف سے شروع ہونے والی چیزوں کی تصویر کی مدد سے حروف تہجی کی تدریس کی کوشش کی گئی ہے۔۲۴/ویں سبق میں حروف کو حروف تہجی کی ترتیب سے ایک سبق میں دیا گیا ہے۔اس کے بعد 'حمد' ایک آسان کہانی اور پھر گنتی شامل ہے۔اس کتاب کو تیار کرنے میں جدت لانے کو شش ہوئی ہے جو پرانے لوگوں کی تیار کردہ بچوں کے قواعد سے مختلف ہے۔لیکن ہم سب جانتے ہیں کہ زیادہ تر اساتذہ خصوصاً دہلی کے اسکولوں میں پہلی جماعت میں 'ابتدائی اردو' اور چھٹی جماعت میں 'جان پہچان' پر 'اردو قاعدہ' کو ہی ترجیح دیتے ہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ 'جان پہچان' اور 'ابتدائی اردو' ان تقاضوں کی تکمیل نہیں کرتی جو ابتدائی جماعت کے طلبہ کے لیے ضروری ہیں مثال کے طور پر حروف کی مختلف صورتوں یعنی ابتدائی، درمیانی اور آخری صورت کو جوڑ کر نے نئے الفاظ بنانے کی کوئی خاص کوشش نہیں دکھائی دیتی۔

(۲) دوسری جماعت کی کتاب 'ابتدائی اردو' ۲۷ صفحات اور ۲۰ اسباق پر مشتمل ہے۔اس میں ۵ نظمیں، ایک دعا اور پہیلیوں پر ایک سبق شامل ہے۔کہانیوں کی تعداد ۷ ہے جب کہ مضامین ۶ ہیں۔اس کتاب میں مختلف موضوعات پر اہم مضامین ہیں مثلاً 'نیکی' 'سڑک کیسے پار کریں' 'ہمارے جانور' 'جنگل' 'کمپیوٹر' اور ''اسکول کا سالانہ جلسہ'۔اسی طرح مختلف موضوعات پر نظمیں بھی ہیں مثلاً 'دعا' 'ہوا' 'جاڑا' وغیرہ۔

(۳) تیسری جماعت کی کتاب 'ابتدائی اردو' ۱۴۱ صفحات پر مشتمل ہے۔اسباق کی تعداد ۲۰ ہے جس میں نظمیں ۷ ہیں۔مضامین میں اخلاقی، سائنسی، تاریخی مضامین کے ساتھ ساتھ صحت، شخصیت وسوانح اور ماحولیات پر مبنی مضامین بھی شامل ہیں۔نظموں میں ایک حمد یہ نظم، ایک قومی نظم کے علاوہ 'برسات' اور 'شام' پر بھی ایک نظم ہے۔اس میں مذہبی تہواروں 'دیوالی' پر نظم اور 'عید' پر ایک مضمون بھی شامل ہے۔

(۴) چوتھی جماعت کی کتاب 'ابتدائی اردو' میں ۱۸۵/صفحات اور ۲۲/اسباق ہیں۔اس میں ۷/نظمیں، ۱۳/کہانیاں، ۱/ڈرامہ اور ایک سبق میں سعدی کی حکایتیں ہیں۔

نظموں میں 'صبح کی آمد' 'ہمدردی' 'ہوا' وغیرہ شامل ہیں جب کہ مضامین اور کہانیوں میں 'شہید بھگت سنگھ' 'حکیم عبدالحمید' 'استاد بسم اللہ خاں' کی مختصر سوانح کے علاوہ 'موبائل فون' 'صوتی آلودگی' اور 'پرندوں کی دنیا' وغیرہ ہیں اور ایک ڈرامہ ''عقل مند مچھیرا' ہے۔

(۵) پانچویں جماعت کی 'ابتدائی اردو' ۱۹۶/صفحات پر مشتمل ہے اس میں اسباق کی تعداد ۲۲/ہے۔ان اسباق میں ۷/نظمیں ۱۵/کہانیاں اور مضامین شامل ہیں۔نظموں میں 'کسان کی دعا' 'ترانہ ہندی' اور 'میری پتنگ' وغیرہ ہیں۔مضامین میں 'بی بی فاطمہ' 'گرونانک' 'مولانا برکت اللہ بھوپالی' اور 'ڈاکٹر مختار احمد انصاری' کی شخصیت کا مختصر خاکہ ہے۔اس کے علاوہ اخلاقی مضامین میں 'نادان کچھوا' 'ہمدردی' 'لڑکا لڑکی ایک سمان' 'اچھے خیالات' جب کہ صحت سے متعلق 'صحت اور صفائی' کے ساتھ ساتھ 'آیئے لغت دیکھیں' عنوان سے ایک تعلیمی مضمون ہے۔

(۶)

(الف) چھٹی جماعت کی کتاب 'اپنی زبان' ۱۴۴صفحات اور ۲۰/اسباق پر مشتمل ہے جس میں ۷/نظمیں، ۱۳/کہانیاں اور مضامین ہیں۔

نظموں میں الطاف حسین حالی کی 'مٹی کا دیا' اقبال کی 'ایک پہاڑ اور گلہری' تلوک چند محروم کی 'پہلے کام، بعد آرام' اور اسماعیل میرٹھی کی 'بارش کا پہلا قطرہ' اور مضامین میں پنڈت جواہر لال نہرو کا 'ایک خط اپنی بیٹی اندرا کے نام'، پریم چند کا افسانہ 'عید گاہ' رویندر ناتھ ٹیگور کا 'کابلی والا' شوکت تھانوی کا 'ہوائی قلعے' اور 'حضرت محمد ﷺ'' کی سیرت پر مضمون کے علاوہ 'گاندھی جی' 'رویندر ناتھ ٹیگور'' کا شخصی خاکہ بھی شامل ہے۔

(ب) چھٹی جماعت کی 'جان پہچان' ۱۲۷/صفحات اور ۳۰/اسباق پر مشتمل کتاب ہے جس میں حروف تہجی کی مشقو ں کے لیے تصویروں کا سہارا لیا گیا ہے۔ باقی ۷/اسباق میں ۳/نظمیں، ۲/کہانیاں اور ایک مضمون 'تندرستی اور غذا' عنوان سے ہے جب کہ آخری سبق میں گنتیاں دی گئی ہیں۔

(ج) چھٹی جماعت کی معاون کتاب 'اردو گلدستہ' ۵۱/صفحات اور ۱۰/اسباق پر مشتمل کہانیوں اور مضامین کی درسی کتاب ہے۔

(۷)

(الف) ساتویں جماعت کی کتاب 'اپنی زبان' میں ۱۵۲/صفحات اور ۲۱/اسباق ہیں جس میں ۷/نظموں کے علاوہ ۱۴/کہانیاں اور مضامین شامل ہیں۔ 'میرا وطن' 'گرمی کا موسم' 'بہار' اور 'ہماری تاریخ' نظمیں ہیں جب کہ مضامین میں سوانحی مضامین مثلاً 'بی اماں' 'سالم علی' 'حسرت موہانی' اور 'خواجہ قطب الدین بختیار کاکی' اخلاقی مضامین میں 'اعتبار' اور 'دوگز زمین'، اس کے علاوہ دیگر موضوعات پر بھی مضامین شامل ہیں جن میں 'آدی باسی' 'خلاباز خواتین' اور 'اولمپک کھیل' شامل ہیں۔

(ب) ساتویں جماعت کی کتاب 'جان پہچان' ۱۰۵/صفحات اور ۲۰/اسباق پر مشتمل ہے۔ اس میں ۷/نظمیں ۱۳/کہانیاں اور دیگر مضامین شامل ہیں۔ نظموں میں 'میرا ہندوستان'

'ہر انسان برابر ہے' اور 'نیل گگن میں تارے' وغیرہ شامل ہیں جب کہ مضامین میں 'کونین اور کولتار' سفر نامہ 'آگرے کا سفر' 'پیدل سے ہوائی جہاز تک' کہانیوں میں 'اپنا کام خود کرو' 'طوطے کی چالاکی' اور 'موقع پرست' شامل ہیں۔ شخصی مضامین میں 'سادگی' 'چاندبی بی' اور 'پرندوں کا شیدائی' کے ساتھ ساتھ ماحولیات سے متعلق 'چڑیا گھر کی سیر' بھی اس کتاب کا حصہ ہے۔

(ج) ساتویں کی معاون کتاب 'اردو گلدستہ' میں ۱۵۱ر صفحات اور نظموں پر مشتمل ۱۵ر اسباق ہیں۔

(۸)

(الف) آٹھویں جماعت کی درسی کتاب 'اپنی زبان' ۱۶۵ر صفحات اور ۲۲ر اسباق پر مشتمل ہے۔ اس میں ۶ر نظمیں ار گیت، جب کہ باقی اسباق میں کہانی اور مضامین ہیں۔ نظموں میں 'ماں کا خواب' 'لو پھر بسنت آئی' 'دیوالی کے دیپ جلے' اور 'فلسطینی بچے کے لیے لوری' ہے۔ کہانیوں میں فرحت اللہ بیگ کی ''ایک مزے دار کہانی' غلام عباس کی 'گل عباس' منٹو کی 'جی آیا صاحب' اور مضامین میں 'ہاکی اور ہاکی کا جادوگر' 'حضرت محل' اور 'قرۃ العین حیدر' شامل ہیں۔ اس کے علاوہ ملا واحدی کا انشائیہ 'چچا کبابی دلی والے' پطرس کا انشائیہ 'بچے' ابن انشا کا سفر نامہ 'ابن انشا جرمنی میں' اس کے ساتھ 'کندن لال سہگل' اور 'رفیع احمد قدوائی' کی مختصر سوانح کے علاوہ 'مہاتما گاندھی' کی آپ بیتی اور ممتاز مفتی کا تحریر کردہ ڈرامہ 'مہمان' شامل کتاب ہیں۔

(ب) آٹھویں جماعت کی 'جان پہچان' ۹۹ر صفحات اور ۲۰ر اسباق پر مشتمل کتاب ہے جس میں ۶ر نظمیں ہیں اور ۱۴ر اسباق میں کہانی، مضمون، انشائیہ اور آپ بیتی ہیں۔ نظموں میں 'عورتوں کا درجہ' 'جگنو' اور 'ایک لڑکی کا گیت' شامل ہے۔ کہانیوں میں 'کپڑوں کی دعوت' 'بیربل کی حاضر جوابی' 'چوں چوں بیگم' مضامین میں 'لوک گیت' 'گارو' 'گینڈ' 'پہلی جنگ آزادی کا سپہ سالار' اور شخصی وسوانحی مضامین میں 'ایم۔ ایس۔ سبالکشمی' ''سید مشتاق علی' 'ابن سینا' کے علاوہ ایک آپ بیتی اور 'مرچ نامہ' عنوان سے ایک انشائیہ اور 'آؤ پیڑ لگائیں' عنوان سے

ماحولیات کے متعلق ایک مضمون شامل کتاب ہے۔

(ج) آٹھویں کی معاون کتاب 'اردو گلدستہ' میں ۵۶ صفحات ہیں۔ اسباق کی تعداد ۹ ہے جن میں افسانے اور شخصی و سوانحی مضامین شامل ہیں۔

مضمون کے اختتام سے پہلے یہ کہا جا سکتا ہے کہ پہلی جماعت سے آٹھویں جماعت تک کی کتابوں کی تیاری میں تنوع کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ شامل نصاب اسباق کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں ملک، قوم، مذہب، علاقے، زبان، کھیل کود، آب و ہوا، مشین اور ٹیکنالوجی، اخلاق و کردار، پند و نصائح، جنگ آزادی، مجاہدین آزادی اور اس کے بعد اہم ادبی اصناف مثلاً افسانہ، انشائیہ، سفرنامہ، ڈرامہ، خاکہ، سوانح، خودنوشت، گیت، ترجمہ اور ترجمہ شدہ کہانیوں کو شامل کیا گیا ہے تاکہ طلبہ کو ان کی عمر اور جماعت کے حساب سے جانکاری کی فراہمی کی جا سکے۔ یہ کتابیں NCFSE2005 کے مطابق تیار کی گئی ہیں اور اس بات کی کوشش کی گئی ہے اس کے تقاضوں کی تکمیل کرے۔ اس میں بہت حد تک کامیابی بھی ملی ہے مگر ان کتابوں میں سبق 'مرچ نامہ' 'گینڈ' 'کونین کولتار' جیسے اسباق جن کتابوں میں شامل ہیں وہ ان جماعتوں کے طلبہ کے لیے کس قدر مفید اور کارآمد ہوں گے یہ محل نظر معلوم ہوتا ہے۔ اسی طرح سے ابتدائی سطح کی اردو درسی کتابوں کی مشقوں کی بات کریں تو بہت خشک اور زیادہ تر مشقیں یکساں معلوم ہوتی ہیں مثلاً سوال جواب، متضاد الفاظ، مترادف الفاظ، واحد جمع، مذکر مؤنث، الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجیے، مصرعے یا جملے مکمل کیجیے وغیرہ وغیرہ۔

این۔سی۔ای۔آر۔ٹی NCFSE2023 کے مطابق اب نئی کتابیں تیار کر رہی ہے۔ کورس 'A' کی کتاب 'خیال' اور کورس 'B' کی کتاب 'شہنائی' عنوان سے ہے۔ ایک دو جماعتوں کی کتابیں تیار بھی ہو چکی ہیں۔ ممکن ہے اگلے سیشن میں وہ کتابیں نصاب کا حصہ بن جائیں۔

حوالہ جات

(۱) ابتدائی اردو، پہلی جماعت، این سی ای آر ٹی، نئی دہلی
(۲) ابتدائی اردو، دوسری جماعت، این سی ای آر ٹی، نئی دہلی
(۳) ابتدائی اردو، تیسری جماعت، این سی ای آر ٹی، نئی دہلی
(۴) ابتدائی اردو، چوتھی جماعت، این سی ای آر ٹی، نئی دہلی
(۵) ابتدائی اردو، پانچویں جماعت، این سی ای آر ٹی، نئی دہلی
(۶) اپنی زبان، چھٹی جماعت، این سی ای آر ٹی، نئی دہلی
(۷) جان پہچان، چھٹی جماعت، این سی ای آر ٹی، نئی دہلی
(۸) اردو گلدستہ، چھٹی جماعت، این سی ای آر ٹی، نئی دہلی
(۹) اپنی زبان، ساتویں جماعت، این سی ای آر ٹی، نئی دہلی
(۱۰) جان پہچان، ساتویں جماعت، این سی ای آر ٹی، نئی دہلی
(۱۱) اردو گلدستہ، ساتویں جماعت، این سی ای آر ٹی، نئی دہلی
(۱۲) اپنی زبان، آٹھویں جماعت، این سی ای آر ٹی، نئی دہلی
(۱۳) جان پہچان، آٹھویں جماعت، این سی ای آر ٹی، نئی دہلی
(۱۴) اردو گلدستہ، آٹھویں جماعت، این سی ای آر ٹی، نئی دہلی
(۱۵) NEP2020
(۱۶) NCFSE2023
(۱۷) NCFSE2005
(۱۸) کوٹھاری کمیشن

ٹی جی ٹی اردو
راجکیہ سرودیہ ودیالیہ، اسکول بلاک
شکرپور، دہلی

محمد ہارون سلمانی
محمد عاشق حسین

ثانوی سطح پر ریاضی کی تدریس کو موثر بنانے میں ڈیجیٹل وسائل کا کردار

تلخیص: ڈیجیٹل وسائل کا بڑھتا ہوا رجحان اور اس کی اہمیت نے تعلیم کے تمام پہلوؤں پر گہرا اثر ڈالا ہے۔ دور جدید میں ڈیجیٹل وسائل نے تعلیمی میدان میں ایک انقلاب برپا کر دیا ہے۔ یہ وسائل نہ صرف مواد تک رسائی بآسانی فراہم کرتے ہیں بلکہ طلبہ کو دلچسپ اور انٹرایکٹو آموزش کا ماحول بھی فراہم کرتے ہیں۔ ریاضی ایک ایسا مضمون ہے جو طالب علموں کے منطقی اور تجرباتی و تجزیاتی سوچ کی نشوونما کرتا ہے۔ حالات حاضرہ میں ریاضی کی تدریس کو موثر بنانے کے لیے جدید وسائل اور تکنیکوں کا استعمال ضروری ہے۔ یہ مضمون اردو میڈیم اسکولوں میں تعلیمی معیار کو بہتر بنانے، اساتذہ کی پیشہ ورانہ ترقی اور طلبہ کی ریاضی میں مہارت کو بڑھانے کے لیے ایک اہم قدم ثابت ہوگا۔ یہ مضمون ڈیجیٹل وسائل کے مؤثر انضمام کے لیے پالیسی سازوں اور ماہرین تعلیم کو رہنمائی فراہم کرے گا۔اس وقت دنیا تیزی سے بدل رہی ہے تعلیم بھی اس دنیا کا ترقی پذیر پہلو ہے۔ جدید حالات اور آنے والا کل ٹیکنالوجی سے بھرپور ہے، ایسے میں طلبہ کو وہ مہارتیں فراہم کرنے میں استاد کی دلچسپی ہونی چاہیے جو ان کی کامیابی کے لیے ضروری ہیں۔ دور جدید اور ٹیکنالوجی میں پیش رفت کے نتیجے میں یہ عام ہو گیا ہے کہ طلبہ ریاضی کو ڈیجیٹل ٹیکنالوجیز اور روایتی تکنیکوں کے ذریعے سیکھیں۔ ڈیجیٹل وسائل نے روایتی تعلیم کو ایک نئے موڑ پر پہنچایا ہے۔ یہ نہ صرف آموزشی عمل کو مؤثر بناتے ہیں بلکہ طلبہ کو جدید دنیا کے لیے تیار کرنے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

کلیدی الفاظ: ثانوی تعلیم، اردو میڈیم، ریاضی کی تدریس، ڈیجیٹل وسائل۔

تعارف:

وطن عزیز ہندوستان میں ثانوی سطح پر مختلف زبانوں میں ریاضی کی تعلیم دی جاتی ہے۔ جن میں اردو زبان ایک اہم زبان مانی جاتی ہے کیونکہ اردو زبان ایک بڑی آبادی کی مادری زبان ہے اور یہ عالمی سچائی ہے کہ مادری زبان میں تعلیم زیادہ اثر انگیز ہوتی ہے۔ آج کے دور میں ٹیکنالوجی کا استعمال دیگر زبانوں اور مختلف مضامین کو پڑھانے میں کیا جاتا ہے جس سے کہ بچوں میں اعلیٰ شعور پیدا کیا جا سکے۔ آج کی اس ڈیجیٹل دنیا میں ٹیکنالوجی کے وسائل سے ہم اپنے بچوں کو محروم نہیں رکھ سکتے اگر رکھتے ہیں تو ایک اچھے مستقبل کی امید نہیں کر سکتے۔ تعلیم کے شعبے میں ٹیکنالوجی اور ڈیجیٹل وسائل کا استعمال ایک اہم پیش رفت ہے جو تدریس کے روایتی طریقوں کو جدیدیت کی طرف لے جاتی ہے۔ خاص طور پر ریاضی، جو ایک پیچیدہ اور تجزیاتی مضمون ہے، تدریسی عمل میں ایسے وسائل کے انضمام سے تدریس کو زیادہ مؤثر بنایا جا سکتا ہے۔ اردو میڈیم اسکولوں میں، جہاں زبان کی حد بندی اکثر طلبہ کے سیکھنے کے عمل کو متاثر کرتی ہے، ڈیجیٹل وسائل کا استعمال تدریس کو نہ صرف آسان بناتا ہے بلکہ طلبہ کی دلچسپی اور تفہیم کو بھی بہتر بناتا ہے۔ استاد کو تعلیمی نظام سے متعلق اصلاحات میں مرکزی حیثیت حاصل ہونی چاہیے۔ نئی تعلیمی پالیسی 2020 کا کہنا ہے کہ ہر سطح پر اساتذہ کو معاشرے کا باعزت اور قابل احترام رکن ہونا چاہیے، کیونکہ یہی لوگ ہماری آنے والی نسلوں کی آبیاری کریں گے۔ تعلیمی پالیسی کو اساتذہ کو بااختیار بنانے میں ہر ممکن مدد کرنی چاہیے، بہترین اور قابل ترین افراد کو ہر سطح کی تدریس کے لیے بھرتی کرنا چاہیے اور ان کی گزر بسر، احترام، وقار، خودمختاری کی یقین دہانی کرنی چاہیے۔ اس کے ساتھ ہی تعلیمی نظام میں کوالٹی کنٹرول اور جواب دہی کے التزام کو بھی مستحکم کرنا چاہیے (قومی تعلیمی پالیسی ۲۰۲۰)۔

ثانوی سطح تعلیم کا ایک بنیادی مرحلہ ہے، جہاں طلبہ کے لیے ریاضی کی گہرائیوں کو سمجھنا اور اس میں مہارت حاصل کرنا ضروری ہے۔ تاہم، اردو میڈیم میں تدریس کے دوران اکثر اساتذہ کو جدید وسائل کی کمی، نصابی مشکلات اور طلبہ کی محدود دلچسپی جیسے مسائل کا سامنا کرنا

پڑتا ہے۔ ان مسائل کا حل ڈیجیٹل وسائل کے مؤثر استعمال میں چھپا ہوا ہے، جو نہ صرف تعلیمی مواد کو زیادہ دلچسپ اور بصری بنا سکتا ہے بلکہ اساتذہ کے لیے بھی تدریس کو سہل اور تخلیقی بنا سکتا ہے۔ ڈیجیٹل وسائل، جیسے کہ انٹرایکٹو ویڈیوز، تعلیمی سافٹ ویئر، موبائل ایپلیکیشنز اور اسمارٹ بورڈز اساتذہ کو جدید تدریسی تکنیکوں کو اپنانے میں مدد فراہم کرتے ہیں۔ یہ وسائل طلبہ کی مختلف آموزشی ضروریات کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے تجزیاتی اور تخلیقی صلاحیتوں کو بڑھانے میں معاون ثابت ہو سکتے ہیں۔ یہ مقالہ ثانوی سطح پر اردو میڈیم میں ریاضی کی تدریس کے لیے ڈیجیٹل وسائل کے استعمال کے امکانات اور چیلنجز کا جائزہ لینے کے ساتھ ساتھ اس بات کا بھی تجزیہ کرتا ہے کہ یہ وسائل تدریسی عمل پر کیا اثر ڈالتے ہیں اور طلبہ کی کارکردگی اور سیکھنے کی دلچسپی میں کس حد تک بہتری لاتے ہیں۔

ثانوی سطح پر مدارس میں ریاضی کی تعلیم: ثانوی سطح پر مدارس میں ریاضی کی بنیاد رکھنے میں ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں، خاص طور پر ان طلبہ کے لیے جو دینی علوم کے ساتھ ساتھ دنیاوی علوم حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ان مدارس کا بنیادی مقصد طلبہ کو دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ دنیاوی تعلیم کے بنیادی اصولوں سے روشناس کرانا اور ان کی اخلاقی، روحانی اور جذباتی تربیت کرنا ہوتا ہے۔ بہت سے مدارس میں عصری تعلیم جیسے ریاضی، سائنس اور زبانوں کی تعلیم کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے تاکہ طلبہ جدید دور کے چیلنجز کا سامنا کر سکیں۔ جدید دور میں نئی ٹیکنالوجی کے استعمال سے ہی نظام میں شفافیت اور احتساب لایا جا سکتا ہے۔ اس اصول پر عمل کرتے ہوئے اتر پردیش کی حکومت ایک خصوصی پورٹل کے ذریعے مدارس کو ایک متحد پلیٹ فارم پر لانے کی کوشش کر رہی ہے۔ (اتر پردیش مدرسہ ایجوکشن بورڈ)۔ پورٹل پر تمام تسلیم شدہ مدارس کے رجسٹریشن کو لازمی قرار دیا گیا ہے۔ پورٹل ہی کے ذریعے منشی/ مولوی (سیکنڈری)، عالم (سینئر سیکنڈری)، کامل اور فاضل کے امتحانات کے رزلٹ سال 2018 سے ہیں۔

قومی تعلیمی پالیسی 2020 کے رہنما اصول

- ثانوی سطح پر لچک دار نصاب ہو تاکہ طالب علم اپنی صلاحیتوں کے مطابق ریاضی کی تعلیم

مادری زبان میں بھی حاصل کر سکے- کثیر لسانی روایت اور زبان کی قوت، یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ چھوٹے بچے مشکل نظریات بھی اپنے گھر بولی جانے والی مادری زبان میں آسانی سے سیکھ اور سمجھ لیتے ہیں۔ گھر میں بولی جانے والی زبان عمومی طور پر مادری زبان ہی ہوتی ہے یا وہ زبان ہوتی ہے جو علاقہ میں بولی جاتی ہے۔ مختلف شعبوں پر مبنی تعلیم فراہم کی جانی چاہیے تاکہ طالب علم ہر قسم کی معلومات کے علم سے فیضیاب ہو سکے۔ کثیر لسانی رجحان کا فروغ اور درس و آموزش میں زبان کی طاقت کے احساس کو قبول کرنا تاکہ اہمیت کا فروغ کیا جاسکے۔

- درس و آموزش میں ٹیکنالوجی کا وسیع طور پر استعمال کیا جانا چاہیے، لسانی رکاوٹوں کو دور کیا جانا چاہیے۔ معذور طلبہ تک تعلیم کی رسائی کو یقینی کرایا جانا چاہیے۔
- تعلیمی منصوبہ بندی اور انتظام پر توجہ مرکوز کی جانی چاہیے۔
- اساتذہ اور مدرس علم کے حصول کے نظام میں مرکزی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ ان کی تقرری، پیشہ ورانہ ترقی، کام کرنے کے لیے مثبت ماحول اور معقول سہولیات فراہم کیا جانا چاہیے۔

تعلیم کا حق ایک بنیادی حق ہے، سچّر کمیٹی رپورٹ مسلم کمیونٹی کی تعلیمی محرومی کی حد کو ثابت کرتی ہے۔ مسلمانوں کو تعلیم کی کم سطح کے ساتھ کم معیار کی تعلیم کے ساتھ دوہرا نقصان ہے۔ ان کی محرومیاں کئی گنا بڑھ جاتی ہیں جیسے جیسے تعلیم کی سطح بلند ہوتی ہے۔ 6-14 سال کی عمر کے 25 فیصد مسلم بچے یا تو کبھی اسکول نہیں گئے یا پھر تعلیم چھوڑ دی ہے۔ اعلیٰ تعلیم کی سطح پر، 4 فیصد سے کم مسلمان گریجویٹ یا ڈپلومہ ہولڈر ہیں جبکہ 20 سال اور اس سے زیادہ عمر کے افراد کی قومی اوسط 7 فیصد ہے۔ پوسٹ گریجویٹ سطح پر، بیس طلبہ میں سے صرف ایک مسلمان ہے۔ (سچّر کمیٹی رپورٹ-2006) 2017-2018 میں NSSO کی طرف سے کیے گئے گھر گھر سروے میں جو 75 ویں مرتبہ کیا گیا تھا یہ معلوم ہوا کہ 6 سے 17 برس کی عمر تک اسکول ترک کر دینے والے بچوں کی تعداد 3.22 کروڑ ہے۔ مجھے ایک بڑی وجہ یہ لگ رہی ہے کہ اردو زبان میں مواد کی عدم دستیابی ہوسکتی ہے جس

کی وجہ سے ترک تعلیم کی شرح اس طرح دیکھنے کو مل رہی ہے۔ان بچوں کو دوبارہ اسکول میں داخل کرانے اور تعلیم جاری رکھنے کے لیے اردو زبان میں مواد کی فراہمی پر توجہ مرکوز کیا جانا چاہیے اور ایسے اقدامات بھی کرنے چاہیے کہ جن سے وہ تعلیم ترک کرنے سے باز رہیں اور 2030 تک ثانوی سطح تک داخلہ کی شرح کے 100 پرسینٹ ہدف کو پورا کیا جا سکے۔ان کو اسکول سے پہلے کے مرحلے سے لے کر 12 ویں کلاس تک پیشہ ورانہ سمیت تعلیم کے معیاری اور تمام مواقع دستیاب ہونے چاہیے(قومی تعلیمی پالیسی 2020)۔ثانوی مرحلہ 4 برس پر مشتمل ہوگا جس کے دوران مختلف مضامین کی تعلیم دی جائے گی۔اس مرحلے میں مڈل مرحلہ کے نصاب کو آگے بڑھایا جائے گا لیکن اس میں زیادہ گہرائی ہوگی۔اس مرحلے میں تنقیدی سوچ، زندگی کی خواہشات پر زیادہ توجہ اور مضامین کے انتخاب میں طلبہ کو زیادہ آزادی دی جائے گی۔اس میں 10 ویں کلاس کے بعد مخصوص طلبہ کو اسکول سے اخراج کا متبادل دستیاب ہوگا۔وہ چاہیں گے تو اگلے مرحلے میں پیشہ ورانہ اور دیگر کورس شروع کر سکتے ہیں جو 11 ویں اور 12 ویں کلاس میں دستیاب ہوں گے۔اس کے لیے مخصوص اسکولوں میں ابھی داخلہ لیا جا سکتا ہے۔

ثانوی سطح پر اردو میڈیم میں ریاضی کی تدریس

قومی تعلیمی پالیسی میں عمر ۱۴ تا ۱۸ اور کلاس ۹ تا ۱۲ کو ثانوی درجہ کہا گیا ہے جس کے درس وتدریس اور نصاب کا نیا ڈھانچہ پیش کیا گیا ہے۔ثانوی سطح تک بچوں میں اردو کو سمجھنے کی اچھی فہم آجاتی ہے۔اردو میڈیم میں ریاضی کی تدریس میں مشکلات یہ ہے کہ طالب علم کی ایک بڑی تعداد ایسی ہے جن کو ثانوی سطح پر یا کبھی بھی اسے اردو صحیح ڈھنگ سے نہیں پڑھائی جاتی ہے۔ثانوی سطح تک اگر طالب علم کو اردو زبان کے حوالے سے صحیح ڈگر مل گئی تو وہ بڑا اقلم کار، مفکر اور ادیب وشاعر بن سکتا ہے- تاریخ گواہ ہے کہ اردو زبان کے بڑے مشہور ومعروف افسانہ نگار، ناول نگار، مضمون نگار، شاعر وادیب ایسے ہیں جنھوں نے صرف ثانوی سطح تک اردو زبان پڑھی مگر آج ان کے نام ادبی دنیا کے شعبے میں چمکتے ہوئے ستاروں کے مانند ہیں۔ان کے ذہن وقلب میں موجزن بلند خیالیاں، عالم انسانیت کی

رہنمائی شامل ہے۔ 'ویگا' میں مہاراشٹر بورڈ کی دسویں جماعت کے 'میتھس ۱ اور 'میتھس ۲' کو ماہر اساتذہ کے ذریعہ اردو میں سکھایا جا رہا ہے۔ خاص بات یہ ہے کہ اساتذہ ریاضی کے پیچیدہ اور مشکل مسئلوں کو روایتی انداز میں تختۂ سیاہ پر حل نہیں کرتے۔ بلکہ اسکرین پر سامنے کی جانب ایک غیر مرئی بورڈ پر جب وہ مسئلہ حل کرتے جاتے ہیں تو الفاظ رنگارنگ انداز میں ابھر آتے ہیں۔ اتنا ہی نہیں اس دوران مسئلوں کو سمجھانے کے لیے ریاضیاتی شکلیں، خاکے وغیرہ انگلیوں کے اشارے پر حرکت کرتے ہیں۔ یہ ویڈیو اردو میڈیم کے طلبہ کے لیے اس لیے بھی مفید ہے کہ اس میں سوالات انگریزی میں بھی دیے جا رہے ہیں۔ یعنی طلبہ ریاضی سیکھتے ہوئے اس کی انگریزی اصطلاحات سے بھی واقف ہوں گے (انقلاب، 2020)۔

ریاضی کی تدریس میں ڈیجیٹل ٹولس کا استعمال: تعلیم میں ڈیجیٹل ٹولس کے بہتر استعمال کو یقینی بنانے کے لیے مناسب ٹیکنالوجیکل آلات کا انتخاب ایک اہم ترین قدم ہے۔ آج کی ٹیکنالوجی ٹولس جو ریاضی میں استعمال کی جا رہی ہیں وہ یوں ہے۔ یوٹیوب، کینا وا پوسٹر بنانے کے لیے، مصنوعی ذہانت، اسمارٹ بورڈز اور ملٹی میڈیا ٹیکنالوجی، انٹرایکٹو بصری اور متحرک تصاویر، ویڈیو، ڈی۔ وی۔ ڈی، ٹیلی فون (موبائیل) سٹیلائیٹ نظام، کمپیوٹر اور نیٹ ورک ہارڈ ویئر اور سافٹ ویر اس کے ساتھ ساتھ ریڈیو، کمپیوٹر ان ٹیکنالوجی سے وابستہ آلات اور خدمات جیسے ویڈیو کانفرنسنگ، ای میل، کمیونیکیشن ٹیکنالوجیز اور بلاکس وغیرہ۔ ریاضی میں ان تمام ٹیکنالوجی کا بہتر استعمال کرنا لازمی اور ضرورت بن گیا ہے۔ جسے ہم ٹیکنالوجی ماہرین سے تدریس کے ذریعے حاصل کر سکتے ہیں۔ ٹیکنالوجی میں وسائل حایل مالی اور بنیادی ڈھانچہ، ضروریات اور دیگر میدانوں میں کئی فیصلہ لینے ضروری ہیں۔

یوٹیوب: ریاضی کی تدریس کے لیے مختلف چینل جو کہ ان کے بنانے والے نے کسی مقصد سے چینل کو بنایا ہے، ریاضی کی تعلیم میں ایک اہم ٹول ثابت ہوتا ہے۔ ثانوی سطح پر تعلیم حاصل کر رہے طلبہ کو چاہیے کہ وہ جس مضمون میں مشکلات کا سامنا کر رہے ہیں اسے یوٹیوب پر تلاش کریں اور مختلف چینلوں سے مدد حاصل کریں۔ مثال کے طور پر ہندوستان میں 'گرین اسٹڈی' کا چینل جو اردو میڈیم کے مقابلہ جاتی امتحانات کے لیے مواد فراہم کرتا ہے۔ اردو

میڈیم کے طلبہ یہاں، ریاضی، اردو گرامر، انگریزی گرامر، سیکھنے والوں کے لیے بنیادی انگریزی، نورانی قائدہ اور قرآن شریف، ہر قسم کے کوئز جیسے اردو کوئز، ہسٹری کوئز، انگریزی سیکھتے ہیں۔ کوئز، اسلامی کوئز، سائنس کوئز، چائلڈ ڈویلپمنٹ کوئز اور بہت کچھ۔ اردو میڈیم اسکول کی سرگرمیاں وغیرہ۔ خصوصی طور پر ریاضی کی 33 ویڈیوز موجود ہیں۔ چینل Study360Urdu YouTube اردو زبان میں آسان ریاضی سکھنے کے لیے بنایا گیا ہے۔

کیناوا پوسٹر بنانے کے لیے: ریاضی کی تعلیم میں مختلف پوسٹر جو الگ الگ مضمون سے متعلق ہوتے ہیں ان کی تدریس میں کافی مددگار ثابت ہوگا۔ اس کے استعمال سے مختلف عنوان کو بچوں کے سامنے بہتر انداز میں پیش کیا جاسکتا ہے۔ جس سے ریاضی میں ایک بہتر تصور پیش کیا جاسکے۔

مصنوعی ذہانت: مصنوعی ذہانت ریاضی کی تدریس میں کئی طریقوں سے مددگار ثابت ہوسکتی ہے۔ اس کے ذریعے تدریس کو زیادہ مؤثر، انفرادی اور دلچسپ بنایا جاسکتا ہے۔ ذاتی نوعیت کی تعلیم میں اے آئی طلبہ کی کارکردگی کا تجربہ کر کے ان کی صلاحیتوں اور کمزوریوں کی بنیاد پر تدریسی مواد فراہم کرے گا مثلاً کسی طالب علم کو الجبرا میں مشکل ہو رہی ہے تو وہ اے آئی کی مدد سے موضوع پر زیادہ مشقی مواد فراہم کرے گا اور طلبہ کی رفتار اور دلچسپی کے مطابق مشق فراہم کرے گا۔ یہ طلبہ کو ہر قدم کی وضاحت کے ساتھ مسئلے کا حل سیکھنے کا موقع فراہم کرتی ہے۔ اے۔ آئی کے بہت سے فوائد ہیں جسے جاننے اور سمجھنے کی ضرورت ہے۔

اسمارٹ بورڈز اور ملٹی میڈیا ٹیکنالوجی: اسمارٹ بورڈز اور ملٹی میڈیا ٹیکنالوجی کا استعمال ریاضی کی تعلیم کو زیادہ مؤثر اور دلچسپ بنا دیتا ہے۔ اسمارٹ بورڈز کی مدد سے اساتذہ پیچیدہ ریاضی کے تصورات کو بصری انداز میں پیش کر سکتے ہیں، جیسے کہ گراف، جیومیٹری اور ڈیٹا کے تجزیے۔ یہ طلبہ کے لیے موضوعات کو زیادہ قابل فہم اور مشغول بناتا ہے۔ ملٹی میڈیا ٹیکنالوجی جیسے ویڈیوز، اینیمیشن اور انٹرایکٹو سافٹ ویئر ریاضی کی تدریس میں نئی جہتیں فراہم کرتے ہیں، جو طلبہ کو مسائل حل کرنے اور تصورات کو سمجھنے میں مدد دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ، اسمارٹ بورڈز پر انٹرایکٹو سرگرمیاں اور مشقیں شامل کر کے طلبہ کی شرکت کو بڑھایا جاسکتا

ہے۔ یہ ٹیکنالوجی اساتذہ کو مواد کو بہتر انداز میں ترتیب دینے، طلبہ کی کارکردگی کا تجزیہ کرنے اور فوری فیڈ بیک فراہم کرنے کے قابل بناتی ہے۔ اسمارٹ بورڈز اور ملٹی میڈیا ٹیکنالوجی کے استعمال سے نہ صرف ریاضی کے پیچیدہ موضوعات کو آسان بنایا جا سکتا ہے بلکہ طلبہ کی سیکھنے کی دلچسپی کو بھی برقرار رکھا جا سکتا ہے۔

سٹیلائیٹ نظام: ثانوی سطح پر اردو میڈیم میں ریاضی کی تعلیم کے لیے سیٹلائیٹ نظام کا استعمال ایک انقلابی اقدام ثابت ہوسکتا ہے۔ سیٹلائیٹ کے ذریعے فراہم کردہ آن لائن کلاسز اور ویڈیوز دور دراز کے علاقوں تک معیاری تعلیم پہنچانے کا مؤثر ذریعہ ہیں۔ یہ نظام اردو میڈیم طلبہ کے لیے ان کی زبان میں پیچیدہ ریاضی کے تصورات کو سمجھانے میں مددگار ہیں۔ سیٹلائیٹ کے ذریعے براہِ راست لیکچرز اور انٹرایکٹو سیشنز طلبہ کو جدید تدریسی وسائل تک رسائی دیتے ہیں، جیسے کہ جیومیٹری کے گراف، متحرک اینیمیشنز اور ریاضی کے مسائل کے حل کی وضاحت۔ اس کے علاوہ، یہ نظام اساتذہ کی تربیت کے لیے بھی مفید ہے تاکہ وہ جدید تدریسی تکنیکوں سے واقف ہوسکیں۔ سیٹلائیٹ کے ذریعے دی جانے والی تعلیم طلبہ میں خوداعتمادی پیدا کرتی ہے اور ان کے سیکھنے کے عمل کو عالمی معیار کے مطابق بناتی ہے، خاص طور پر ان علاقوں میں جہاں وسائل کی کمی ہے۔

کمپیوٹر اور نیٹ ورک ہارڈ ویئر اور سافٹ ویئر: ثانوی سطح پر اردو میڈیم میں کمپیوٹر، نیٹ ورک ہارڈ ویئر اور سافٹ ویئر کا استعمال تعلیم میں انقلاب برپا کرسکتا ہے، خاص طور پر ریاضی جیسے مضامین میں۔ کمپیوٹر کے ذریعے طلبہ کو انٹرایکٹو تدریسی مواد تک رسائی حاصل ہوتی ہے، جو ان کی دلچسپی کو بڑھاتا اور سیکھنے کے عمل کو مؤثر بناتا ہے۔ نیٹ ورک ہارڈ ویئر کی مدد سے اسکولز انٹرنیٹ سے جڑ سکتے ہیں، جہاں طلبہ آن لائن لیکچرز، ویڈیوز اور مشقوں تک رسائی حاصل کرسکتے ہیں۔

سافٹ ویئر کے استعمال سے ریاضی کے مختلف پہلوؤں، جیسے گراف، شماریات اور جیومیٹری، کو بصری انداز میں پیش کرنا ممکن ہوجاتا ہے۔ اردو میڈیم طلبہ کے لیے مخصوص سافٹ ویئر تیار کیے جاسکتے ہیں جو ان کی زبان میں ریاضی کے تصورات اور مسائل کی

وضاحت کریں۔ نیٹ ورک کے ذریعے مختلف اسکولز اور طلبہ کے مابین تعاون کو بھی فروغ دیا جاسکتا ہے، جس سے تعلیمی وسائل کا تبادلہ اور جدید تدریسی طریقوں کا نفاذ آسان ہوجاتا ہے۔ کمپیوٹر اور نیٹ ورک ٹیکنالوجی نہ صرف طلبہ کی تعلیمی کارکردگی کو بہتر بناتی ہے بلکہ اساتذہ کے لیے بھی تدریس کے عمل کو زیادہ سہل اور مؤثر بناتی ہے، خاص طور پر اردو میڈیم میں جہاں جدید وسائل کی دستیابی محدود ہے۔

دکشا: (Digital Infrastructure for Knowledge Sharing- DIKSHA)

ڈکشا پورٹل کو 5 ستمبر 2017 میں بھارت کے سابق معزز نائب صدر کے ذریعے باضابطہ طور پر لانچ کیا گیا تھا۔ یہ پورٹل طلبہ، اساتذہ اور والدین کو معلوماتی مواد تک آسان رسائی فراہم کرتا ہے۔

دکشا موبائل ایپ: دکشا پورٹل ایک جدید پلیٹ فارم ہے جو اینڈرائیڈ اور IOS طلبہ کے لیے بھی دستیاب ہے۔ آپ گوگل پلے اسٹور سے دکشا ایپ ڈاؤن لوڈ کر سکتے ہیں۔ یہ موبائل ایپ نہ صرف اساتذہ بلکہ طلبہ اور والدین کے لیے بھی دستیاب ہے۔ ایپ میں دلچسپ تعلیمی مواد موجود ہے جو اسکول کے مقررہ نصاب کے مطابق ترتیب دیا گیا ہے۔

دکشا پورٹل کی خصوصیات: یہاں دکشا پورٹل کی چند اہم خصوصیات بیان کی گئی ہیں جو طلبہ کو آسان رسائی فراہم کرتی ہیں۔

1۔ کیوآر کوڈ (QR Code): این سی ای آر ٹی کی کتابوں میں فراہم کردہ کیوآر کوڈ کو اسکین کرنے کے بعد قومی ڈیجیٹل انفرااسٹرکچر تک رسائی ممکن ہے۔ کیوآر کوڈ اسکین کرنے کے بعد پورٹل وہ تجاویز اور موضوعات دکھائے گا جنہیں آپ پڑھنا/ پڑھانا چاہتے ہیں۔

2۔ زبان: یہ پورٹل انگریزی سمیت مختلف زبانوں میں دستیاب ہے جن میں اردو، ہندی، مراٹھی، تمل، تیلگو اور دیگر 18 زبانیں شامل ہیں۔ آپ اپنی سہولت کے مطابق کسی بھی زبان کا انتخاب کرسکتے ہیں۔

3۔ مقام کی بنیاد پر (Location-based): پورٹل سب سے پہلے آپ کے مقام کے بارے میں پوچھے گا۔ مثلاً، اگر آپ دہلی کا انتخاب کرتے ہیں تو یہ مزید پوچھے گا کہ آپ

دہلی کے کس علاقے میں رہتے ہیں۔اس کے مطابق یہ آپ کے مقام سے متعلق دستیاب کورسز دکھائے گا، جن میں سے آپ اپنی مہارت وتوقعات کے مطابق کسی بھی کورس کا انتخاب کر سکتے ہیں۔

4۔ کلاس کی بنیاد پر: دکشا پورٹل طلبہ سے اس کلاس کا انتخاب کرنے کو کہتا ہے جس کا تعلیمی مواد درکار ہے۔اپنی مطلوبہ کلاس کا انتخاب کریں اور سبمٹ بٹن دبا کر مواد تک رسائی حاصل کریں۔

اردو میڈیم اسکولوں میں تعلیمی مسائل اور چیلنجز

اردو میڈیم اسکولوں کو دیگر اسکولوں کے مقابلے میں مختلف چیلنجز کا سامنا ہوتا ہے، جن میں شامل ہیں:

- **جدید وسائل کی کمی:** اردو میڈیم اسکولوں میں ڈیجیٹل ٹیکنالوجی اور جدید تدریسی وسائل کی کمی ہے۔
- **نصاب کی عدم تجدید:** اکثر نصاب پرانے طریقۂ کار پر مبنی ہوتا ہے جو موجودہ دور کے تقاضوں سے مطابقت نہیں رکھتا۔
- **اساتذہ کی تربیت:** جدید تدریسی مہارتوں اور ٹیکنالوجی کا استعمال سکھانے کے لیے اساتذہ کی تربیت ضروری ہے۔
- **محدود مواقع:** اردو میڈیم اسکولوں کے طلبہ کو جدید تعلیمی اور پیشہ ورانہ مواقع تک رسائی میں مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔
- **معاشرتی دباؤ:** اردو میڈیم میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کو بعض اوقات معاشرتی سطح پر کم تر سمجھا جاتا ہے۔

تجاویز:

- جدید وسائل اور ٹکنالوجی کی دستیابی کو یقینی بنایا جائے۔
- اساتذہ کی پیشہ ورانہ تربیت کا انتظام کیا جائے۔

- نصاب کو جدید دور کے تقاضوں کے مطابق اپ ڈیٹ کیا جائے۔
- طلبہ کو مساوی مواقع فراہم کرنے کے لیے حکومتی اور غیر سرکاری ادارے تعاون کریں۔

حوالہ جات

1۔صداقت، 2022 اردو میں ڈیجیٹل تعلیم وسائل کی تخلیق، سینٹر آف ایکسیلنس ان ٹیچر ایجوکیشن ڈی-ائی-ایس-ایس، ممبئ

2۔قومی پالیسی برائے تعلیم 2020

3۔سچّر کمیٹی رپورٹ-2006

ویب لنکس

1. https://pmevidya.education.gov.in/diksha.html

2.https://ur.vikaspedia.in/education/6796cc6866316336a9627631646631/62a62f6316cc633-6456cc6ba-6796cc6a964662764464862c6cc-679648644633-64462762a

3.https://kashmiruzma.news/%D8%AB%D8%A7%D9%86%D9%88%DB%8C-%D8%B3%D8%B7%D8%AD-%D9%BE%D8%B1-%D8%A7%D9%8F%D8%B1%D8%AF%D9%88-%D8%B2%D8%A8%D8%A7%D9%86-%DA%A9%DB%8C-%D8%AA%D8%AF%D8%B1%DB%8C%D8%B3/

4. https://www.inquilab.com/lifestyle/articles/malegaon-engineer-simplifies-10th-grade-math-teaching-in-app-20696

ریسرچ اسکالر

شعبۂ تربیت اساتذہ و نیم رسمی تعلیم (آئی-اے-ایس-ای)

فیکلٹی برائے تعلیم، جامعہ ملیہ اسلامیہ،

نئی دہلی

سیدہ فوزیہ فاطمہ

اعلیٰ تعلیم اور اردو تدریس و آموزش کی صورتِ حال

اردو میں زبان کے مطالعہ کی روایت بہت قدیم ہے۔لیکن لسانیات کا علم بالکل نیا ہے۔اس علم سے ہم بیسویں صدی کے نصف آخر میں متعارف ہوئے ہیں۔لیکن ہم نے گزشتہ چالیس سال میں لسانیات کو اپنی تدریس کا بنیادی حصہ نہیں بنایا۔اگر لسانیات کے تاریخی پس منظر کا جائزہ لیا جائے تو بلا تامل کہا جا سکتا ہے کہ روایتی قواعد کی ترقی یافتہ شکل لسانیات ہے،جس کا آغاز، پہلی صدی کے اوائل میں عمل پذیر ہوا۔روایتی قواعد سے مراد مختلف مکتبۂ فکر سے متعلق افراد کے افکار و خیالات سے ہے۔

لسانیات کے ابتدائی نقوش یونان میں افلاطون کے یہاں تلاش کیے جا سکتے ہیں۔زبان کی ابتدا کے ذیل میں افلاطون نے معنی کی مختلف جہتوں ،خصلت اور الفاظ کے مآخذ پر اظہار خیال کیا ہے۔زبان کے ماہرین افلاطون کو قواعد کا موجد قرار دیتے ہیں۔ زبان کو بہ خوبی بولنے اور لکھنا سکھانے کا فن قواعد کہلاتا ہے۔ابتدا سے زبان ،فلسفہ،منطق ، مذہب،علم فصاحت و بلاغت، تدریس زبان اور ادبی تنقید سے وابستہ رہی ہے۔ان علوم سے متعلق دانشوروں نے زبان اور اس کے قواعد پر اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔انسانی تہذیب یعنی "CULTURAL ANTHROPOLOGY" کی تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ زبان کا کلچر اور اس کے نقوش عہد قدیم ہی سے موجود ہیں۔اس کی بہترین مثال آدم، شیطان اور خدا کے مابین گفتگو سے دی جا سکتی ہے۔قدیم مصر کے عقائد کی رو سے،خدا بول چال اور تحریر کا بانی ہے۔جس طرح برہما نے آریہ تہذیب کو لکھنے کا علم دیا۔زبان کو محفوظ کرنے کے لیے قواعد کی تشکیل ہوئی۔مثلاً ویدک سنسکرت کے قواعد پانینی نے مرتب کیے۔ انگریزی کے ابتدائی قواعد پر لاطینی کا اثر واضح طور پر نظر آتا ہے۔یہ وہی زمانہ تھا جب زبان

کی تدریس کے طریقے وضع ہوئے ،ادبی معیار قائم ہوااور زبان کی ابتدا سے متعلق نظریات کوفروغ ملا۔ زبان کے سائنسی مطالعہ کولسانیات یعنی LINGUISTICS کہتے ہیں۔ گریک میں ،"LING' کے معنی زبان اور "TICS" کے معنی سائنسی مطالعہ ہے۔ یہ لسانی نظام SCIENTIFIC STUDY اور OBSERVATON پر مشتمل ہے۔کسی علم کو سائنسی کہنے کے لیے تین اہم نکات تصور کیے جاتے ہے مثلاً :صراحت ،معروضیت اور تنظیم یعنی باقاعدگی زبان کا سائنٹفک مطالعہ انھیں تینوں سے عبارت ہے۔زبان کے سائنٹفک مطالعہ میں اہم پہلو باقاعدگی یعنی "SYSTEMATICNESS" ہے۔زبان کا سائنسی مطالعہ ایک پیچیدہ عمل ہے۔ کیونکہ زبان کا تجزیہ کرتے وقت معیاری طریقۂ کار پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے۔لسانیات کا مختلف علوم کے ساتھ گہرا رشتہ ہے۔ان علوم میں تاریخ،فلسفہ ،سماجیات،نفسیات،حیاتیات،انسانیات اور کمپیوٹر سائنس وغیرہ اہم ہیں۔

اردو کی اہمیت:

پندرہ اگست 1947ء کو ہمارے ملک ہندوستان کی آزادی کا سورج طلوع ہوا۔ ہندوستانی عوام نے برسوں کی غلامی کا طوق اپنی گردن سے نکال کر پھینکا۔ پرسکون اورامن و امان کی زندگی کا جوخواب دیکھا تھا،اس کے شرمندۂ تعبیر ہونے کا وقت ان کی دہلیز پر دستک دے رہا تھالیکن دوسری طرف جہاں بے شمار مسائل مسلمانان ہند کے سامنے کھڑے تھے ان میں سے ایک اہم مسئلہ اردو زبان کی ترقی وترویج اوراس کی حفاظت وبقا کا تھا۔جس اردو نے ملک کی آزادی کی جنگ میں اپنی تمام توانائیوں کے ساتھ حصہ لیا تھااس اردو کواپنے ہی وطن میں بے وطن کرنے کی سازشیں رچی جانے لگیں لیکن اردو کی جڑیں اتنی گہری اور مضبوط ہیں کہ اس کوختم کرنا اتنا آسان نہیں ہے جتنا سمجھا جاتا ہےلیکن اس کی طرف سے غفلت اس کونقصان پہنچانے کے مترادف ہے۔اردو کے وجود اوراس کے مستقبل کے بارے میں ملک کے مایہ ناز مفکرین کی آرا کو جان کر یقیناً ہندوستانی تہذیب وتمدن کی بقا کی خاطر اردو کو جلا بخشنا کتنا ضروری ہےاس کا اندازہ بہ آسانی لگایا جاسکتا ہے۔مولانا آزاد نے اپنی تقریر کے

دوران اردو کے بارے میں فرمایا تھا کہ اب یہ سوال اٹھتا ہی نہیں کہ پورے ملک کی زبان کونسی ہوگی کیونکہ ہندی کو جگہ ملنا تھی وہ اسے مل گئی، اب ہر ہندوستانی کا فرض ہے کہ اس کے آگے سر جھکائے لیکن اس کے ساتھ اردو کی جو جگہ ہے وہ اسے ملنی ہی چاہیے۔ (آخری تقریر)

بقول مہاتما گاندھی: ''میں اردو کی ترقی چاہتا ہوں، میرا خیال ہے کہ سب ہندو جو ملک کی خدمت کرنا چاہتے ہیں اردو سیکھیں اور مسلم ہندی سیکھیں۔'' (ماخوذ)

ڈاکٹر راجندر پرساد کا خیال ہے کہ ''اردو اور ہندی دونوں زبانوں کے حامی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ ان دونوں زبانوں کی ترقی میں ہندو اور مسلمان دونوں کا حصہ ہے جبکہ پنڈت جواہر لال نہرو کہتے ہیں کہ اردو ایک ایسی زبان ہے جس میں زندگی کی دھڑکنیں موجود ہیں۔ میرا خیال ہے کہ مختلف اسباب کی بنا پر اردو کی زیادہ سے زیادہ ہمت افزائی کی جانی چاہیے یہ ان زبانوں میں سے ایک زبان ہے جس کا ذکر دستور میں موجود ہے اور یہ بالکل ٹھیک ہے کیونکہ بے شک وہ ایک ہندوستانی زبان ہے۔ اردو پاکستان کی زبان نہیں ہے۔ پاکستان تو کیا ہندوستان کے علاوہ کوئی ملک اس زبان کے متعلق اپنا دعویٰ نہیں کرسکتا۔ (پریس کانفرنس، منعقدہ ۲۵/اکتوبر، نئی دلی)۔

بقول تربھون نرائن سنگھ (سابق چیف منسٹر۔ یوپی): ''اردو کے لیے جو کچھ بھی ہو وہ بہت خوب صورتی سے ہونا چاہیے مجھے اردو کے پرجوش حامیوں اور ہندی پریمیوں دونوں کی طرف سے شکایتیں ہیں۔ میں اردو کا نعرہ بھی غلط سمجھتا ہوں اور ہندی کا بھی نعرہ میرے خیال میں غلط ہے۔ نہ تو اردو کو کسی تحریک کی شکل دینی چاہیے نہ ہندی کو۔ ہم اور آپ اسی ملک کے رہنے والے ہیں یہیں پیدا ہوئے ہیں۔ یہیں مریں گے۔ (ہما دسمبر۷۲ء)

ماہرین تعلیمات کے اقوال کی روشنی میں اس حقیقت کو بخوبی سمجھا جا سکتا ہے کہ اردو زبان نہ صرف مسلمانوں کی زبان ہے بلکہ اسے ہر مذہب کا ماننے والا بڑی آسانی کے ساتھ لکھ پڑھ سکتا ہے۔ بلکہ اس زبان کے ادبی ورثہ سے استفادہ کرسکتا ہے۔

اردو زبان وادب:

تدریس ایک ہمہ گیر عمل ہے۔ طالب علموں کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں میں

منظّم طریقے سے تبدیلی کے لیے سازگار ماحول فراہم کرنا تدریس کا اہم کام ہے۔ سازگار ماحول سے مراد ایسا ماحول ہے جہاں طالب علم اپنے کو موجودہ علم و تجربات کی روشنی میں اپنی ذہنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہے اور نئے علم سے مطابقت پیدا کرتا ہے۔ اس بحث میں ہم تدریس کے طریقہ کار اور اردو کی بعض شعری اور نثری اصناف کی تدریس کے حوالے سے گفتگو کریں گے۔

علم کا حصول ایک ہمہ جہت عمل ہے۔ طلبہ کو آموزش پر آمادہ کرنے اور اس عمل کو پر لطف بنانے کے لیے اساتذہ طلبہ کی عمر، فطرت، ماحول اور متن وغیرہ کے مدنظر مختلف طریقوں کا تعین کرتے ہیں۔ تدریس کو دلچسپ اور موثر بنانے کی کوشش کے تحت وہ سوال و جواب توضیحی، تمثیلی اور سبق کے دوران ایک سے زائد طریقوں کا بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ زبان و ادب کے استاد کو چاہیے کہ تدریسی طریقہ کار کے انتخاب، تعین اور تشکیل و توضیح میں احتیاط سے کام لے۔ اس کام کے لیے سنجیدہ غور و فکر اور مہارت کی ضرورت پیش آتی ہے۔ خیال رہے کہ اگر تدریس و آموزش میں بہتر طریقۂ تدریس کا استعمال کیا جائے تو وہ آموزش بہتر ہوتی ہے۔ طریقۂ تدریس مقاصد کی تکمیل میں معاون ہوتا ہے۔ یہ اساتذہ کی کارکردگی کے انداز اور اس کے عمل کی تکمیل کے طریقے کو ظاہر کرتا ہے۔ مختصراً یہ کہ یہ استاد کا وہ عمل ہے جو تدریس و آموزش کے عمل کو منظّم کرتا ہے اس میں حکمت عملی اور تکنیک دونوں شامل ہوتے ہیں۔ آج کے ترقی یافتہ دور میں علم و معلومات میں تیزی سے تبدیلی آرہی ہے اسی لیے ضروری ہے کہ ہمارا تعلیمی نظام لچکدار اور متحرک ہو جس میں طالب علم اور استاد دونوں کو آزادی فراہم کی جائے۔ یہاں آزادی سے مراد ہے کہ استاد وقت، موقع اور حالات کو دیکھتے ہوئے طریقۂ تدریس کا استعمال کرے۔ سائنسی رجحانات، اطلاعاتی تکنیک کے انقلاب کی وجہ سے آج کا طالب علم یہ خواہش رکھتا ہے کہ ہر روز نئے طریقے سے سیکھے اور کچھ نیا علم حاصل کرے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ طلبہ ان اساتذہ کی جماعتوں میں عدم دلچسپی کا مظاہرہ کرتے ہیں جو مختلف طریقۂ تدریس کا استعمال نہیں کرتے۔ اسی لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ استاد وہی طریقے استعمال کریں جن میں طلبہ دلچسپی رکھتے ہوں اور ان کی عملی

شمولیت زیادہ سے زیادہ ہو۔ مثلاً: شاعری کی تدریس میں مختلف شعری اصناف مثلاً غزل، قصیدہ، مثنوی، مرثیہ اور نظم وغیرہ کی تدریس شامل ہیں۔ دوران تدریس صرف اتنا بتا دینا ہی کافی نہیں ہے کہ غزل کیا ہے؟ اور قصیدہ کسے کہتے ہیں؟ شاعر اپنے اظہار کو مؤثر اور خوبصورت بنانے کے لیے زبان و بیان کے کچھ ایسے وسائل بھی استعمال کرتا ہے جن کی تفہیم کے بغیر شعر سے پوری طرح لطف اندوز نہیں ہوا جا سکتا۔ فن شاعری میں ان وسائل کو صنائع بدائع کہا جاتا ہے۔ مثلاً: تشبیہ و استعارہ، مجاز مرسل، کنایہ، تجنیس، تلمیح ایہام اور تضاد وغیرہ۔

زبان و بیان کے یہ مختلف پیرائے شعر میں معنی کی متعدد جہتوں کا اضافہ بھی کرتے ہیں۔ اس مطالعہ میں چونکہ کلام کے لفظی و معنوی خوبیوں کو بیان کیا جاتا ہے۔ اس لیے اسے علم بیان کا نام دیا گیا ہے۔ شاعری کے مطالعہ کا عام اور بڑا مقصد مسرت کا حصول یا لطف اندوزی ہے۔ شاعری، قاری، یا سامع کے حواس کو متحرک کرتی ہے اس لیے اس کے مطالعے میں آہنگ پر بحث کرنے والے علم عروض کی بھی خاص اہمیت ہے۔ شاعری کی تدریس کے وقت استاد کو اس علم کی کچھ شد بد ضرور ہونی چاہیے۔ اس سے وہ نہ صرف شعر کو صحیح طریقے سے پڑھ سکتا ہے بلکہ اپنے طلبہ کو شاعری سے محظوظ بھی کر سکتا ہے۔ شعر کی صحیح قرأت سے اس کے الفاظ شعری تراکیب اور لفظیات کے پوشیدہ معنی واضح ہو جاتے ہیں اور شاعری کا مطالعہ ادھورا نہیں رہتا۔ مثال کے طور پر غزل اردو کی مشہور صنف سخن ہے طلبہ ایک شاعری کی صنف کے طور پر غزل سے واقف ہیں۔ انھوں نے شاعروں اور گلوکاروں کے ذریعے غزلیں سنی بھی ہیں۔ یہ ان کی سابقہ معلومات کا حصہ ہے جس کی مدد سے غزل کا تعارف کرایا جا سکتا ہے۔

اس گفتگو کے تناظر میں غزل کی تعریف کرتے ہوئے نظم اور غزل کے فرق کو واضح کرنے کے لیے طلبہ کو نصاب میں شامل غزلوں کی طرف متوجہ کیا جائے اور انھیں بتایا جائے کہ غزل کا کوئی عنوان نہیں ہوتا ہے اور نہ غزل کسی ایک موضوع پر ہوتی ہے غزل کے ہر شعر کا موضوع الگ ہوتا ہے۔ غزل کا ہر شعر اپنے آپ میں مکمل ہوتا ہے۔ اساتذہ بھی بتائیں کہ غزل کی مقبولیت کا بڑا سبب اس کا ایجاز و اختصار اشاراتی اسلوب اور غنائیت ہیں۔ غزل میں گوناگوں انسانی جذبوں اور قلبی واردات کو کم سے کم لفظوں میں ادا کیا جاتا ہے۔

غزل کی شاعری بنیادی طور پر عشقیہ اور غنائی ہے۔تاہم یہ صنف عشقیہ موضوعات کی پابند نہیں رہی۔انسانی جذبوں اور تجربوں کی جیسی رنگارنگی ہمیں اس صنف میں دکھائی دیتی ہے کسی اور صنف میں اس کی مثال نہیں ملتی۔اردو زبان وادب کی تدریس وآموزش میں سرگرمیوں کے بہت سے امکانات ہیں۔سرگرمیاں آموزشکے لیے آزاد ماحول فراہم کرتی اور شعور کی تین سطحوں یعنی تصورات،قوت، فیصلہ اور عملی ارادے کو متاثر کرتی ہیں۔ طلبہ میں اظہار وابلاغ کا شعور پیدا کرنے کے بہت سے ذرائع ہیں۔مثلاً: گروپ مباحثہ، پہیلیاں وغیرہ۔زبان وادب کی تدریس میں یہ تمام ذرائع نہ صرف معاون ثابت ہوتے ہے بلکہ ان سے پڑھنے کا عمل بھی آسان ہو جاتا ہے اور طالب علم کی دلچسپی بھی برقرار رہتی ہے۔

تدریسی مسائل اور امکانات:

اردو زبان ہماری قومی وحدت کا ایسا نمونہ ہے جس میں مختلف قوموں،تہذیبوں، زبانوں اور زمانوں کا دلکش اتحاد نظر آتا ہے۔ "Teaching is not every bodies cup of Tea"۔تعلیم وتدریس ایسا عمل ہے کہ جس میں معلم متعلم کو اس طرح تعلیم دیتا ہے کہ متعلم اس علم کو سمجھ کر ذہن میں محفوظ رکھنے اور حسب ضرورت استعمال کرنے کی لیاقت خود میں پیدا کر لیتا ہے۔لیکن یہ آسان کام نہیں ہے کہ کسی بھی طرح کے علم کا حصول اور اس کا استعمال زبان ہی کے توسط سے کیا جاتا ہے۔انسان کسی بھی کام کو انجام تک پہنچانے سے قبل غور وفکر کرتا ہے اور مقصد کو پیش نظر رکھتا ہے۔ ویسے بھی مقصد کے تعین کے بغیر کوئی کام آسانی سے نہیں ہو پاتا اور نہ ہی اس کی تکمیل کے لیے دشواریوں کا اندازہ ہو پاتا ہے جس کی وجہ سے منزل مقصود تک انسان کی رسائی ممکن نہیں ہو پاتی، بلکہ اسے مایوس ہونا پڑتا ہے، جس کی وجہ سے انسان میں خود اعتمادی کا فقدان ہونے لگتا ہے۔تعلیم بھی ایک ایسا ہی عمل ہے جس کے مقاصد متعین ہوتے ہیں اور اس کا تعین یا تو فرد کی ضروریات زندگی کی بنیاد پر ہوتا ہے یا زندگی کے دوسرے شعبے پر۔غرض ہر کام کے لیے انسان کو پہلے کچھ نہ کچھ Planning تیاری کرنے کی ضرورت ہے۔جس طرح کسی بھی معاشرے میں سماجی تحفظ، معاشی فارغ البالی، اجتماعی خوش حالی، جمہوریت کی فلاح و بہودی اور صنعت وحرفت میں

عام ترقی کے لیے پلاننگ، منصوبہ بندی یا تیاری کو ضروری اور ناگزیر سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح تعلیم میں بھی تدریس اور تعلیم کی بہتری کے لیے پہلے تیاری کی ضرورت ہے۔ اسباق کی تیاری کے متعلق خاص طور سے ان زبانوں پر زور دیا جائے تاکہ سبق کے مقاصد کو حاصل کرنے کا طریقہ بالکل صاف اور واضح طور پر دکھائی دے، ان مقاصد کو حاصل کرنے کا طریقہ بیان کر دیا جائے اور آخر میں معلم کو یہ دیکھنا لازمی ہے کہ مقاصد کس حد تک حاصل ہو گئے ہیں۔

سبق کی تیاری ہر استاد اپنی مرضی اور سمجھ کے مطابق تیار کر سکتا ہے اور یہ ضروری نہیں ہے کہ سبھی اساتذہ ایک ہی طریقے سے اسباق کی تیاری کریں۔ یہ بات ذہن میں رہے کہ دوران تدریس یا تدریس کے بعد بحث و مباحثہ پر پابندی عائد کرنا، تعلیم کو فرسودہ مسائل اور خیالات تک محدود رکھنا، موجود مسائل کی طرف سے بے اعتنائی برتنا، طلبہ کے مطالعے اور خیالات کے اظہار پر غیر ضروری پابندی لگانا، کسی فرد یا طبقے کے خلاف منفی طرز فکر کو فروغ دینا نہ صرف روح تعلیم اور طریقۂ تدریس کے اصولوں کے منافی ہے بلکہ ان سے بچے کی اٹھان اور ترقی میں غیر معمولی رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔ نتیجے کے طور پر طلبہ میں قدامت پسندی، تنگ نظری اور خود غرضی پیدا کرتا ہے۔ نیز نئی ایجادات، افکار و خیالات سے اجتناب پروان چڑھتا ہے جو بالآخر ہمہ جہت شخصیت کی تعمیر و ترقی میں خود انہی کے لیے نقصاندہ ثابت ہو سکتی ہے۔

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، مرکزی حکومت کے زیر انتظام اردو کا سب سے بڑا تعلیمی ادارہ ہے جو ملک کی تنظیموں اور انجمنوں کو سیمیناروں، کانفرنسوں، ورکشاپس، کیلی گرافی اور ڈپلوما کورسز کے لیے امداد فراہم کرتا ہے۔ علاوہ ازیں ادیبوں اور شاعروں کے مسودات اور کتابوں پر مالی تعاون بھی دیتا ہے۔ اس ادارے کے بینر تلے اردو کی بین الاقوامی تقاریب کا انعقاد بھی کیا جاتا ہے۔ قومی کونسل ہندوستان کے اردو اخبارات اور رسائل و جرائد کو اشتہارات بھی جاری کرتا ہے۔ نیز ادبی صحافت کے فروغ میں بھی قومی کونسل کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ اردو میں مختلف موضوعات اور مصنفین کی کتابیں شائع کرنا

بھی قومی کونسل کے اغراض ومقاصد میں شامل ہے۔اس طرح مجموعی اعتبار سے دیکھا جائے تو اس ادارے کی ادبی خدمات ناقابل فراموش و قابل تحسین ہے۔ اردو دنیا فکر وتحقیق، خواتین دنیا، بچوں کی دنیا جیسے چار معیاری رسائل کی بیک وقت اشاعت بھی قومی کونسل ہی کا خاصا ہے۔ ہندوستان کی جن ریاستوں میں اردو اکادمیاں قائم ہیں ان میں دہلی، یوپی، مغربی بنگال، بہار، مہاراشٹرا، کرناٹک، تلنگانہ، اڑیسہ، راجستھان، بھوپال وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔ کچھ عرصے سے ادارے کے زیر اہتمام بعض کلاسیکی اور معتبر اردو مصنفین کے مونوگراف بھی شائع کیے جا رہے ہیں۔اس کے برعکس بنگال اردو اکادمی اشاعتی اور دیگر ادبی سرگرمیوں کے معاملات میں بہت فعال ہے۔ این۔سی۔پی۔یو۔ایل اردو اکادمی دہلی، رضا لائبریری رام پور، بنگال اردو اکادمی اور راجستھان اردو اکادمی چند ایسے ادارے ہیں جن کی کتابوں کے اسٹال ہر سال دہلی کے بین الاقوامی کتابی میلے میں بڑے اہتمام کے ساتھ لگتے ہیں جب کہ یوپی، بھونیشور اور کشمیر کی کلچرل اکادمیوں سے بھی رسائل وجرائد اور اردو زبان میں مختلف موضوعات کی کتب شائع ہوتی ہیں۔ تاہم ان کی بین الاقوامی کتابی میلوں میں عدم شرکت طالب علموں، ریسرچ اسکالروں اور اردو زبان کے شیدائیوں کو بہت کھلتی ہے۔ کیونکہ یہ سبھی قارئین اردو مذکورہ اکادمیوں اور اداروں سے اپنی من پسند کتابیں حاصل کرنے کے لیے مختلف ریاستوں کا سفر کرتے ہیں۔ پھر زیادہ تر اکادمیوں کے اسٹال نہ لگنے کے سبب ان کے ہاتھ مایوسی لگتی ہے۔ کرناٹک اردو اکادمی جو امجد حسین حافظ کرناٹکی اور فوزیہ چودھری کے زمانے تک بہت فعال تھی اب اس کی حالت بہت ناگفتہ بہ ہے۔

ہندوستان کے مختلف کالجوں اور یونی ورسیٹوں میں اردو، عربی اور فارسی زبانوں میں امتیازی نمبر حاصل کرنے والے طلبہ کو انعامات سے نوازنا بھی فخر الدین علی احمد میموریل کمیٹی کے شیڈول میں شامل ہے۔ خدا بخش لائبریری پٹنہ کا اشاعتی ادارہ بھی بہت احسن طریقے سے ادبی خدمات انجام دے رہا ہے۔ انجمن اسلام ممبئی سے سہ ماہی نوائے ادب اور مرکز جماعت اسلامی ہند کا ماہ نامہ پیش رفت، ماہ نامہ زندگی، سہ روزہ دعوت اور ادارے سے شائع اردو زبان وادب کی کتب اردو کی اعلیٰ تعلیم کے فروغ اور ترقی کی ایک مثال ہے۔

تدریسی میدان میں جدید اردو ٹکنالوجی کا استعمال کیسے کریں:

اردو تدریس میں ٹکنالوجی کے استعمال سے قبل ہمارے اساتذہ اور طلبہ کے ساتھ ساتھ کالجوں میں کون کون سی ٹیکنالوجی کے وسائل موجود ہیں۔ کمپیوٹر اور اسمارٹ فون اب ٹکنالوجی کے دو اہم ذرائع کے طور پر ہمارے سامنے دستیاب ہیں۔ اردو ایک عالمی زبان ہے۔ اردو زبان کی گنگا جمنی تہذیب، اردو غزل اور اردو زبان کی ہمہ گیریت نے اسے بلاشبہ دنیا بھر کی مقبول اور پسندیدہ زبان بنا دیا ہے۔ پہلے اردو زبان تعلیم، ریڈیو اور ٹیلی ویژن تک محدود تھی۔ ان دنوں کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کے سہارے اس کے دائرۂ کار ورلڈ وائیڈ ویب کے ذریعے بڑھ گیا ہے۔ ای ٹیوشن، ای لرننگ، ای ایجوکیشن، آڈیو ویڈیوس، ای میل وغیرہ کے ذریعے انسان نے دنیا کو مٹھی میں بند کر دیا ہے۔ اس زبان نے سائبر اسپیس میں بھی اپنے قدم جمائے ہیں اور تکنیکی و سائنسی ترقیات سے ہم آہنگ ہوئی ہے۔ سائبر اسپیس ایک جدید تصور ہے۔ اگر آپ کسی پرانی لغت میں (Cyberspace) کی اصطلاح کو ڈھونڈنے کی کوشش کریں گے تو ظاہر ہے کہ یہ وہاں نہیں ملے گی لیکن نئی لغات میں اس اصطلاح کے بارے میں وضاحتیں مل جاتی ہیں۔ انٹرنیٹ اور کمپیوٹر کی ہمہ جہت افادیت کے پیش نظر اگر اردو انٹرنیٹ اور کمپیوٹر کی طرف دیکھتے ہیں تو انٹرنیٹ تمام وسعتوں کے باوجود اردو دنیا کے لیے بہت زیادہ بہرہ مند ثابت نہیں ہو رہا ہے۔ کیونکہ اس کی وسعتوں کے اعتبار سے اردو میں اس کا استعمال محدود ہے۔ انٹرنیٹ پر جہاں دنیا کے تمام علوم سے متعلق اعلیٰ معیار کے مواد بڑی مقدار میں موجود ہیں وہیں اُردو زبان و ادب کے حوالے سے ویب سائٹس کی تعداد اور معیار بہت حوصلہ افزا نہیں ہیں مگر یہ خوشی کی بات ہے کہ ہماری اردو زبان بھی اس قابل اور اس لائق ہو چکی ہے کہ وہ جدید ٹکنالوجی سے ہم آہنگ ہو سکے۔ اس کے علاوہ اردو شعر و ادب کی ترقی و ترویج میں فیس بک، ٹویٹر اور سوشل میڈیا اور نیٹ ورک سائنس اور بلاگس نے اردو شعرا ادباء کو روبرو کر دیا ہے۔ انفارمیشن ٹکنالوجی نے دنیا کو ایک عالمی گاؤں میں تبدیل کر دیا ہے۔

ماحصل:

دنیا میں کسی بھی کام کے کرنے کا کچھ نہ کچھ مقصد ہوتا ہے۔بغیر مقصد کے کوئی بھی کام صحیح طرح سے انجام نہیں دیا جا سکتا ہے۔دیگر زبانوں کی طرح اردو تدریس کے بھی کچھ عام و خاص مقاصد ہیں۔ان مقاصد کو سب سے پہلے ہر استاد کو سمجھ لینا چاہیے۔دنیا کی ہر زبان تدریس کے لحاظ سے اپنا پس منظر رکھتی ہے۔اردو تدریس بحیثیت مادری زبان، ثانوی زبان اور تیسری زبان بہت سے مقاصد رکھتی ہے۔ابتدائی سطح میں اول تا ہشتم جماعت اردو تدریس کے مقاصد بڑی حد تک مبہم ہوتے ہیں کیوں کہ ہندوستان میں اردو کسی ریاست کی دوسری سرکاری زبان ہے تو کسی ریاست میں پہلی زبان کا درجہ رکھتی ہے۔اسی طرح اردو زبان کسی علاقے میں مکمل طور پر بولی، پڑھی،لکھی جاتی ہے اور سمجھی بھی جاتی ہے تو کئی ریاستوں میں جزوی طور پر متعارف ہے۔ابتدائی درجات میں تدریس اردو کے مقاصد کچھ اس طرح ہوں گے۔آوازوں کو سن کر انھیں دہرانا اور اپنے مافی الضمیر کا اظہار کرنا،سنی ہوئی بات کو ٹھیک سے دہرانے کی خوبی پیدا کرنا۔لکھی ہوئی عبارت کو پڑھ کر اس کا مطلب واضح کرنا اور اردو زبان میں اپنے خیالات و جذبات کا اظہار کرنا۔ان عام مقاصد کے علاوہ کچھ خاص مقاصد ہیں جن کے حاصل کیے بغیر تدریس اردو کا مقصد قطعی حاصل نہیں ہوسکتا۔وہ اس طرح ہیں۔اردو بولنا،اردو پڑھنا،اردو لکھنا،اردو سمجھنا۔

تدریس زبان کے مقاصد کے سلسلے میں ماہرین تعلیم میں بہت ہی تنوع پایا جاتا ہے۔بعض حضرات ان مقاصد میں بولنے، پڑھنے، لکھنے اور سمجھنے کی صلاحیت کو اولین مقصد قرار دیتے ہیں جس سے انسان صرف سماجی رابطے و تعلقات قائم کرسکتا ہے اور اپنے مافی الضمیر کا اظہار کرسکتا ہے۔ان مہارتوں کے حصول کے بعد طالب علم کو دیگر مضامین میں بھی مدد ملتی ہے۔اس لیے کہ اگر طالب علم اپنی مادری زبان میں اچھی طرح مہارت حاصل کر لے تو وہ دنیا کی کسی بھی زبان میں ماہر بن سکتا ہے۔یہ تمام مہارتیں انسان کی شخصیت سازی میں اہم کردار ادا کرتی ہیں اور ان کے ذریعہ اس کی شخصی نشوونما و ذہنی ترقی ہوتی ہے۔جو ان کی عملی

زندگی میں کار آمد ثابت ہوتی ہے۔ اپنی مہارتوں کے فروغ سے طلبہ میں غور وفکر، مشاہدہ اور مطالعے کا شوق پیدا ہوتا ہے، ان کے وجدان کو جلا ملتی ہے، ان کا ذوقِ سلیم پروان چڑھتا ہے۔

ریسرچ اسکالر (اردو)
ڈاکٹر باباصاحب امبیڈکر مراٹھواڑہ یونیورسٹی
اورنگ آباد

ساجد خان

ابتدائی سطح پر اردو زبان و ادب کی تدریس: مسائل اور جدید طریقۂ کار

تلخیص: اُردو زبان ایک خوبصورت اور اہم زبان ہے جو بڑے پیمانے پر بولی جاتی ہے۔اس کی تاریخ، ادب، ثقافت اور معاشرتی اہمیت نے اسے نہ صرف ہندوستان بلکہ دیگر ممالک میں بھی ایک اہم زبان بنا دیا ہے۔اردو زبان کا ادب اپنی تنوع اور گہرائی کے سبب عالمی سطح پر مشہور و معروف ہے۔اس لیے اردو زبان و ادب کی تدریس کا آغاز ابتدائی سطح سے ہی کرنا ضروری ہے تا کہ بچوں میں زبان کی بنیاد مضبوط ہو اور وہ اپنی زبان کے ادب سے روشناس ہو سکیں۔اردو کی تدریس نہ صرف زبان کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہے بلکہ قومی ثقافت، تاریخ اور اقدار کو بھی فروغ دیتی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ بچے اپنی مادری زبان میں مشکل تصورات کو آسانی سے سیکھتے اور سمجھتے ہیں۔ پرائمری، اپر پرائمری، مڈل، ہائی اور ہائر سیکنڈری سطح کے تقریباً تمام سرکاری اسکولوں میں اردو دوسری زبان کے طور پر پڑھائی جاتی ہے۔ ماہرین کے مطابق بچوں کو ان کی مادری زبان میں ہی اسکولی تعلیم دی جائے تا کہ بچوں کی تعلیم کو بہتر بنایا جا سکے اور تعلیم کے اہداف حاصل کیے جا سکیں۔لہٰذا ہندوستان کی کئی ریاستوں میں اردو ذریعۂ تعلیم بھی ہے اور اسکولوں میں اردو میڈیم کے ذریعے تعلیم دی جاتی ہے۔لہٰذا میں نے ابتدائی سطح پر اردو زبان و ادب کی تدریس: مسائل اور جدید طریقۂ کار کا جائزہ لیا ہے۔

کلیدی الفاظ: ابتدائی، اردو زبان و ادب، تدریس، مسائل، جدید طریقۂ کار

تعارف:

اردو ایک ہندوستانی زبان ہے، جو ہندوستان کی 22 سرکاری زبانوں میں سے

ایک ہے۔ اردو ہندوستان اور پاکستان میں بولی جانے کے علاوہ جنوبی ایشیائی ممالک بنگلہ دیش، افغانستان اور نیپال کے علاوہ مشرق وسطیٰ، یورپ، امریکہ اور کنیڈا میں بھی بولی جاتی ہے۔ یہ کم از کم 60.5 ملین بولنے والوں کی پہلی زبان ہے، دیگر 40 ملین یا اس سے زیادہ لوگ اسے دوسری زبان کے طور پر بولتے ہیں۔ اردو بولنے والوں کی تعداد اور تناسب کو ظاہر کرنے والے اعداد و شمار گمراہ کن ہیں، ڈاکٹر درانی اپنی کتاب علم تدریس اردو (اردو) میں کہتے ہیں کہ اردو بولنے والے تعداد کے لحاظ سے چینی زبان کے بعد دوسرے نمبر پر ہیں۔

اردو زبان و ادب صرف ایک تعلیمی مضمون نہیں بلکہ ایک ثقافت کا حصہ ہے۔ اس کا تعلق عوامی تاریخ، موسیقی، فلم اور ادب سے ہے۔ اس بات کو دھیان میں رکھتے ہوئے بچوں کے لیے اردو زبان کی تدریس میں اس کے ثقافتی پہلو کو شامل کرنا ضروری ہے تاکہ اُن میں اردو زبان کے تعلق سے مزید دلچسپی پیدا ہو۔ اردو زبان و ادب کی تدریس میں جدید طریقۂ کار کا استعمال نہ صرف بچوں کی زبان میں مہارت کو بہتر کرنا ہے بلکہ ان میں ادب کی محبت بھی پیدا کرتا ہے۔ اس کے ذریعے بچوں کو اردو زبان کی بنیادی معلومات سکھانے کے ساتھ ساتھ ان میں تخلیقی صلاحیتوں، سماجی مہارتوں اور فکری قوتوں کا بھی فروغ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ اساتذہ کی تربیت اور تدریسی مواد کی فراہمی اور اس کی ترقی پر خصوصی توجہ کے ساتھ تدریس کو دلچسپ بنایا جاسکتا ہے۔ اردو زبان کی تدریس میں جدید طریقوں کو اپنانا نہ صرف تعلیمی نظام کی بہتری کے لیے ضروری ہے بلکہ یہ ہماری قومی زبان اور ثقافت کے لیے بھی مفید اور کارآمد ہے۔ زبان انسانی جذبات، احساسات اور خیالات کا بہترین اور معتبر ذریعہ ہے۔ زبان سیکھنا ایک اکتسابی عمل ہے جسے ہم اپنے ماحول اور سماج میں رہ کر سیکھتے ہیں۔ ایک بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو اس کی اپنی کوئی زبان نہیں ہوتی ہے بلکہ جیسے جیسے وہ بڑا ہوتا ہے، وہ اپنے معاشرے سے وہی زبان سیکھتا ہے جو وہاں رائج ہوتی ہے۔ پھر وہ اس زبان میں نکھار پیدا کرنے کے لیے مدرسے اور اسکول میں داخل ہوتا ہے جہاں وہ اپنے اساتذہ، اپنے دوستوں اور ساتھیوں سے سیکھتا ہے۔ پھر آہستہ آہستہ وہ اس زبان میں مہارت پیدا کر لیتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اشارات، تشبیہات اور کنایات وغیرہ بھی سمجھنے لگتا ہے۔

ایک مشہور مفکر کا قول ہے۔ ''فلسفی وہ ہے جو ہر قسم کی معلومات کا ذوق رکھتا ہو، جو علم کا پیاسا ہو اور اپنے حاصل شدہ علم پر کبھی قناعت نہ کرے۔'' یہ بات فلسفی سے زیادہ اساتذہ پر صادق آتی ہے۔ چنانچہ ہر معلم کو بہتر سے بہتر علم و ہنر اور طریقۂ تدریس و ترسیل کی تلاش و جستجو میں رہنا چاہیے تا کہ وہ آنے والی نسلوں کی بہتر رہنمائی کر سکے۔ ایک استاد ہی ہے جو کوئلے میں پڑے بے وقعت پتھر کو تراش کر ہیرے کی شکل میں دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے۔ جس کی چمک سے دنیا جگمگا اٹھتی ہے۔ وہ سنگِ ناتراشیدہ کو تراش کر کندن بنا دیتا ہے۔ کسی شاعر نے کہا ہے۔

ایک پتھر کی بھی تقدیر سنور سکتی ہے
شرط یہ ہے کہ سلیقے سے تراشا جائے

دنیا کے تمام علوم وفنون کو جاننے اور سیکھنے میں استاد کا بڑا دخل ہے۔ اگر تدریس اچھے طریقے پر انجام دی جائے تو علوم وفنون پر دسترس آسان ہو جاتی ہے۔ گویا سبھی علوم کا سرچشمہ بہترین تدریس اور بہتر آموزش واکتساب ہے۔ ایک اچھی تدریس کے لیے ضروری ہے کہ معلم کو زبان کی ترسیل پر قدرت حاصل ہو۔

مشہور و معروف زبانوں میں اردو کا بھی شمار ہوتا ہے۔ اگر عالمی ادب اور مختلف علوم وفنون کو اردو کے ذریعے حاصل کرنا ہے تو اس زبان کی تدریس کا انتظام کرنا لازم ہے چنانچہ قومی درسیات کا خاکہ اپنے پیش لفظ میں یہ صراحت کرتا ہے کہ مادری زبان اظہار کا اہم ترین ذریعہ ہوتی ہے۔ بچوں کو کسی علم کے حصول میں اور ان کو قابل بنانے میں معاشرتی، معاشی اور نسلی پسِ منظر بڑی حد تک کارفرما ہوتے ہیں۔ گویا کسی بچے کی شخصیت کی تعمیر و تشکیل میں مادری زبان اور معاشرتی و معاشی پس منظر کا بڑا دخل ہوتا ہے۔

اردو زبان و ادب کی تدریس کا مقصد: ابتدائی سطح (درجۂ اطفال سے درجہ پنجم تک) پر اردو زبان کی تدریس کا بنیادی مقصد بچوں میں زبان کے استعمال کی مہارت پیدا کرنا ان کی زبان دانی کو مضبوط کرنا اور ادب سے متعلق ابتدائی تصورات کو اجاگر کرنا ہے۔ اس تدریس میں نہ صرف الفاظ اور جملوں کی بناوٹ بلکہ ادب کی اہمیت بھی شامل ہوتی ہے۔ ادب بچوں کو

تخیل کی دنیا سے متعارف کراتا ہے اور ان کے فکر و نظر میں وسعت پیدا کرتا ہے۔

ابتدائی سطح پر اردو زبان کی تدریس کے اہم پہلو: بچوں کو ابتدائی سطح (درجۂ اطفال سے درجہ پنجم تک) پر اردو پڑھانے کے لیے کچھ اہم نکات اور طریقے ہیں جو زبان سیکھنے کی ان کی صلاحیتوں کو بہتر بنا سکتے ہیں۔ ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

حروف کی پہچان: بچوں کو سب سے پہلے اردو حروفِ تہجی (ا، ب، پ، ت، ٹ، ث) سے متعارف کرائیں۔ ہر حرف کو بورڈ پر مختلف رنگوں میں لکھ کر اور آواز کے ساتھ پڑھ کر انہیں ہر حروف کی پہچان کرائیں۔

الفاظ اور جملوں کا تعارف: ابتدائی سطح پر بچوں کو اردو کے بنیادی اور آسان الفاظ جیسے کتاب اور قلم وغیرہ الفاظ کے معانی بتائیں اور آسان جملوں میں استعمال کر کے سکھائیں۔ یہ مرحلہ زبان سیکھنے کے لیے اہم بنیاد فراہم کرتا ہے۔ اس کے ذریعے بچے زبان کے بنیادی ڈھانچے سے واقف ہوتے ہیں۔

خواندگی اور تحریر کی مہارت: ابتدائی سطح کے بچوں میں پڑھنے اور لکھنے کی مہارت پیدا کرنا ضروری ہے۔ بچوں کو مختلف اردو آوازیں بتائیں اور ان کے تلفظ کی مشق کرائیں۔ الفاظ کی صحیح ادائیگی اور جملوں کی تشکیل سکھائی جائے۔ بچوں کو اردو لکھنے کی مشق ابتدا ہی سے شروع کر دینا چاہیے۔ اس کے لیے بچوں کو پہلے نمونہ دکھایا جائے۔ تختۂ سیاہ ایسی جگہ رکھا جائے کہ پورا درجہ بآسانی دیکھ سکے اور اس پر روشنی اس انداز سے پڑے کہ چمک پیدا نہ ہو۔ تختۂ سیاہ پر صاف اور موٹے خط میں لکھا جائے تاکہ پڑھنے میں آنکھوں پر زور نہ پڑے اور پھر انہیں وہی لکھنے کی مشق کرائی جائے۔ یہ مرحلہ بچوں کی املا کی مہارت میں بھی مدد دیتا ہے۔

کہانیاں اور نغمے: بچوں کو اردو زبان میں کہانی سنانے سے نہ صرف ان کی زبان دانی کا دائرہ وسیع ہوتا ہے بلکہ ان کی تخلیقی اور سمعی صلاحیتوں میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ کہانیاں اور نغمے بچوں کے لیے ایک دلچسپ اور تفریحی ذریعہ بن سکتے ہیں۔ بچوں کو اردو کہانیاں سنانے سے ان کے ذخیرۂ الفاظ میں اضافہ ہوتا ہے اور ان کی زبان میں روانی پیدا ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ اندازِ بیان عام فہم اور دلکش ہو۔ استاد کو سبق پڑھانے میں خود لطف آ رہا ہو اور وہ

غیر معمولی دلچسپی اور شغف کا مظاہرہ کرے۔

اردو ادب کی تدریس کے فوائد:

زبان و بیان کی مہارت: اردو ادب بچوں کو نہ صرف زبان کی خوبصورتی سے متعارف کراتا ہے بلکہ ان کی بیانیہ مہارت بھی بہتر بناتا ہے۔ادب کے ذریعے بچے اپنے خیالات کا اظہار اچھے طریقے سے کر پاتے ہیں۔

تخلیقی صلاحیت میں ترقی: ادب بچوں میں تخلیقی قوت پیدا کرتا ہے اور انہیں نئے خیالات اور تصورات کے لیے راہ ہموار کرتا ہے۔کہانیاں اور نظمیں بچوں کی تخیلاتی صلاحیتوں کو جلا بخشتی ہیں۔

اخلاقی تربیت: اردو ادب کے ذریعے بچوں کو اچھے اخلاق اور انسانی اقدار سے آگاہ اور آراستہ و پیراستہ کیا جا سکتا ہے۔ بہت سی کہانیاں اور نظمیں ایسی ہیں جو بچوں کو مثبت رویے اور اچھے کردار کی طرف راغب کرتی ہیں اور اس کی اہمیت کو راسخ کرتی ہیں۔

ثقافتی ورثے کا تحفظ: اردو ادب کی تعلیم و تدریس سے بچے اپنے ثقافتی ورثے کے تعلق سے آگاہ ہوتے ہیں۔وہ اپنی زبان کی تاریخ اور ادب کے اہم پہلوؤں جیسے رومانوی، معاشرتی، ثقافتی اور فلسفیانہ پہلوؤں سے واقف ہوتے ہیں اور انھیں سمجھ پاتے ہیں۔

ابتدائی سطح پر اردو زبان وادب کی تدریس کے مسائل:

مواد کی کمی اور معیار: ابتدائی سطح کے بچوں کے لیے اردو زبان وادب کے تدریسی مواد کی کمی ایک بڑا مسئلہ ہے۔اکثر اسکولوں میں اردو کے نصاب میں دلچسپ اور مؤثر مواد کی کمی پائی جاتی ہے، جو بچوں کو نہ صرف سیکھنے میں مدد دے بلکہ ان میں ادب کا ذوق بھی پیدا کرے۔

اساتذہ کی تربیت کا فقدان: اکثر اردو کے اساتذہ کی تربیت میں جدید تدریسی طریقوں کی کمی ہوتی ہے۔اساتذہ کے پاس جدید تدریسی تکنیکوں، مواد کی تیاری اور طلبہ کی دلچسپی کو برقرار رکھنے کے لیے ضروری مہارتیں نہیں ہوتیں بلکہ وہ اردو کو روایتی انداز میں پڑھاتے نظر آتے ہیں۔اس کے نتیجے میں بچوں کو زبان سیکھنے میں مشکلات پیش آتی ہیں۔

طلبہ میں دلچسپی کا نہ ہونا: بچوں کو اردو زبان اور ادب کے بارے میں دلچسپی پیدا کرنا ایک بڑا چیلنج ہے۔اسکولوں میں عموماً اردو کو ایک مضمون کے طور پر پڑھایا جاتا ہے۔لیکن اس کے

ادب اور ثقافت کے حوالے سے لطف اندوز ہونے کا عمل کم ہوتا ہے۔

نظامِ تعلیم میں انقلابی تبدیلیوں کا فقدان: نظامِ تعلیم میں اصلاحات کی کمی کی وجہ سے اردو کی تدریس کے جدید طریقوں کو اپنانا مشکل ہو جاتا ہے۔ روایتی طریقوں کے بجائے نئے اور تخلیقی طریقوں کو متعارف کرانے کی ضرورت ہے۔

ٹیکنالوجی کا فقدان: بچوں کو ابتدائی سطح پر اردو سکھانے کے لیے ٹیکنالوجی جیسے آڈیو اور ویڈیو کا استعمال بہت کم دیکھنے کو ملتا ہے۔

نصاب کی پیچیدگی: ابتدائی سطح پر اردو کا نصاب اکثر بچوں کی فہم کے لحاظ سے پیچیدہ ہوتا ہے۔ بہت سی کتابیں اور مواد بچوں کی عمر اور ذہنی سطح کے مطابق نہیں ہوتے جس کی وجہ سے وہ زبان سیکھنے میں مشکلات کا سامنا کرتے ہیں۔

ابتدائی سطح پر اردو زبان کی تدریس کے جدید طریقۂ کار:

ان مسائل کے حل کے لیے کچھ جدید تدریسی طریقوں کو اپنانا ضروری ہے۔ درج ذیل جدید طریقۂ کار سے بچوں کی زبان سیکھنے کی صلاحیت میں بہتری آسکتی ہے۔

ٹیکنالوجی کا استعمال: آج کے دور میں تدریس کے طریقے بدل چکے ہیں اور جدید ٹیکنالوجی نے اس میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ کمپیوٹر، انٹرنیٹ اور تعلیمی ایپس کی مدد سے بچوں کو اردو زبان، گرامر اور ادب سکھانا زیادہ دلچسپ اور مؤثر ہو گیا ہے۔ ویڈیوز، گیمز اور انٹرایکٹو ایپس کی مدد سے بچے نہ صرف اردو زبان کے قواعد سیکھ سکتے ہیں بلکہ ان کے لیے ادب کو سمجھنا بھی آسان ہو جاتا ہے۔ اس لیے جدید تدریسی طریقے میں ویژول اور ملٹی میڈیا کے استعمال کو فروغ دینا ضروری ہے اور اس میں اردو کے ادب اور زبان کو اس طرح پیش کیا جائے کہ وہ بچوں کے لیے دلچسپ بن سکے جیسے کہ کہانیاں، نظمیں اور قواعد وغیرہ کی آڈیو اور ویڈیوز۔ اس سے نہ صرف سیکھنے کا عمل مزید دلچسپ ہوگا بلکہ طلبہ کی تخلیقی صلاحیتوں میں بھی اضافہ ہوگا۔

کھیل کے ذریعے تدریس: کھیل اور سرگرمیوں کے ذریعے اردو زبان سکھانے کے طریقے جدید تدریس میں اہم کردار ادا کرتے ہیں جیسے اردو میں پزل حل کرنا، کراس ورڈ اور گیمز کھیلنا، حروفِ تہجی کے ساتھ کھیلنا، یا مختلف اشیا کے اردو ناموں کی تلاش کرنا وغیرہ۔ اس طرح زبان سکھانے سے بچوں کی شرکت بڑھتی ہے اور زبان سیکھنے کا عمل دلچسپ اور

آسان ہو جاتا ہے۔

مفہوم پر مبنی تدریس: روایتی طریقوں کے بجائے مفہوم پر مبنی تدریس کی ضرورت ہے جس میں بچوں کو صرف الفاظ اور قاعدے یاد کرانے کے بجائے ان کے مفہوم اور استعمال کا درست طریقہ سکھایا جائے۔ اس طریقے سے بچوں میں زبان کے استعمال کی سمجھ بوجھ اور مہارت پیدا ہوتی ہے۔

کہانیاں اور نغمے پر مبنی تدریس: ابتدائی سطح پر کہانیاں، نظمیں اور نغموں کا استعمال بچوں کی زبان دانی کا دائرہ وسیع کرتا ہے اور ان کی تخلیقی صلاحیتوں میں اضافہ بھی ہوتا ہے نیز بچوں میں زبان کی مہارت، الفاظ کی یادداشت اور ادب سے محبت پیدا کرنے کے لیے بہترین طریقہ ہے۔

تصاویر کا استعمال: تصاویر اور اشیا کو اردو الفاظ سے جوڑ کر بچوں کو اردو سکھانے کا طریقہ اپنائیں۔ مثلاً لفظ 'کتاب' کے ساتھ ایک کتاب کی تصویر دکھائیں، لفظ "قلم" کے ساتھ ایک قلم کی تصویر دکھائیں تاکہ وہ لفظ کو تصویر سے جوڑ سکیں۔ مزید تصویری کتابوں کا استعمال کریں۔

آواز کی مشق: بچوں کو مختلف اردو آوازیں اور ان کے تلفظ کی ادائیگی کی مشق کرائیں۔ چوں کہ ہر حرف کی صحیح ادائیگی اور آواز سکھانے کے لیے آواز کے کھیل مثلاً (Phonics Games) کا استعمال کیا جا سکتا ہے۔

بات چیت کی مشق: بچوں کو اردو بول چال کی مشق کرانا بہت ضروری ہے۔ اس کے لیے بچوں کو روزمرہ کی زندگی میں استعمال ہونے والے جملے سکھائیں جیسے آپ کیسے ہیں؟ آپ کیا کر رہے ہیں؟

بچوں کو گروپ میں اردو میں بات چیت کرنے کے لیے ترغیب دی جائے تاکہ وہ ایک دوسرے سے سیکھیں۔

طلبہ کی تخلیقی صلاحیتوں کو پروان چڑھانا: بچوں کو سادہ اور دلچسپ موضوعات پر لکھنے کی مشق کرانے سے ان کی تخلیقی صلاحیتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس طرح وہ نہ صرف اپنے خیالات کو اردو میں منتقل کرنا سیکھتے ہیں بلکہ ادب کے بنیادی اصولوں کو بھی سمجھ پاتے ہیں۔ تخلیقی

صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کے لیے طلبہ کو مواقع دیے جائیں۔ مثلاً بچوں کو اردو میں کہانیاں لکھنے، اشعار تخلیق کرنے اور ڈرامے یا تقریری مقابلوں میں حصہ لینے کی ترغیب دی جائے تا کہ ان میں زبان وادب کا گہرا شعور پیدا ہو۔

اردو زبان کی تدریس میں ثقافتی پہلو: اردو زبان وادب صرف ایک تعلیمی مضمون نہیں بلکہ یہ ثقافت کا حصہ ہے۔ اس کا تعلق عوامی تاریخ، موسیقی، فلم اور ادب سے ہے۔ اس بات کو ذہن میں رکھتے ہوئے بچوں کو اردو زبان کی تدریس میں ثقافتی پہلوؤں کو شامل کرنا ضروری ہے تا کہ وہ اردو زبان سے لطف اندوز ہو سکیں اور اس کی اہمیت سمجھ سکیں۔

خلاصۂ کلام: ابتدائی سطح پر اردو زبان وادب کی تدریس میں کئی مسائل ہیں جنھیں جدید تدریسی طریقوں کے ذریعے حل کیا جا سکتا ہے۔ اساتذہ کو جدید تدریسی وسائل اور ٹیکنالوجی کا استعمال کرنے کی ترغیب دینی چاہیے تا کہ بچے بہتر طور پر اردو زبان سیکھ سکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ بچوں کو ابتدائی سطح پر اردو زبان سکھانے کے لیے انھیں دلچسپ اور انٹرایکٹو اور جدید طریقۂ تدریس سے متعارف کرانا ضروری ہے۔ اردو زبان کو کھیل، کہانیاں، تصویری کتابوں اور روزمرہ کے جملوں کے ذریعے سکھانا چاہیے۔ اس کے علاوہ بچوں کو بول چال کی مشق اور تحریر کے ذریعے بھی اردو میں مہارت پیدا کی جا سکتی ہے۔ اردو زبان سیکھنا نہ صرف بچوں کی تعلیمی ترقی میں معاون ہے بلکہ ان میں تخلیقی صلاحیتوں، سماجی مہارتوں اور فکری قوتوں کا فروغ بھی ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں انھیں اپنی ثقافت سے وابستہ رہنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔

حوالہ جات

1۔ ارشد انصاری (2022)

A Study Of The Problems Of Teaching-Learning In Urdu Medium Schools."International Journal Of Multidisciplinary Educational Research.

2۔ امان شاہ، (2016)۔Research Gate."Teaching of Urdu
Problems and Prospects:"

3۔ جاوید، ہارون (2020)''بچوں کی تعلیم میں جدید تدریسی طریقے''اسلام آباد: قومی تعلیمی بورڈ۔
4۔ جمیل، فاطمہ (2021)''ابتدائی سطح پر اردو تدریس کے مسائل اور ان کا حل''لاہور: اردو اکیڈمی۔
5۔ خان، محمد اقبال (2019)''اردو زبان کی تدریس میں جدید ٹیکنالوجی کا استعمال'' کراچی یونیورسٹی آف کراچی پبلشنگ۔
6۔ ریاض احمد (2013)۔''اردو تدریس جدید طریقے اور تقاضے'': مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، نئی دہلی
7۔ سلیمان، عارف (2017)''اردو زبان و ادب کی تدریس: مسائل اور حل''لاہور: معروف پبلشرز
8۔ ہارون ایوب (1983)''اردو کی درس و تدریس کے مسائل'': مدھیہ پردیش اردو اکیڈمی، بھوپال۔

ریسرچ اسکالر
شعبۂ تربیتِ اساتذہ و نیم رسمی تعلیم
فیکلٹی برائے تعلیم، جامعہ ملیہ اسلامیہ
نئی دہلی۔۲۵

تدریس نامہ

پیئر ریویوڈ ریفریڈ جرنل

کے آئندہ شمارے ستمبر 2025ء (جلد ۱۲، شمارہ ۱) کے لیے تدریسی، آموزشی اور ادبی مضامین/مقالات کی گزارش

مضامین/مقالات ارسال کرنے کی آخری تاریخ: 31 جولائی 2025

مکمل مقالات ان پیج (نوری نستعلیق) اور پی ڈی ایف فارمیٹ میں درج ذیل میل پر ارسال کیے جاسکتے ہیں: tadreesnama@jmi.ac.in

اکادمی برائے فروغِ استعدادِ اردو میڈیم اساتذہ، جامعہ ملیہ اسلامیہ کے جرنل 'تدریس نامہ' کے آئندہ شمارے کے لیے اردو زبان وادب کے ماہرین، اردو میڈیم اسکولوں سے وابستہ اساتذہ، ماہرین نفسیات، ماہرین سماجیات، ماہرین تعلیم، اسکول اور یونیورسٹی کے اساتذہ، معلم اساتذہ، پالیسی سازوں، نصاب وضع کنندگان اور ریسرچ اسکالرز سے تحقیقی مضامین/مقالات ارسال کرنے کی پُرخلوص درخواست ہے۔

مقالہ نگاروں کے لیے رہنما اصول

مقالہ نگاروں سے درخواست ہے کہ مقالات کی تیاری میں مندرجہ ذیل رہنما اصولوں کوملحوظ رکھیں:

۱۔ اشاعت کے لیے صرف غیر مطبوعہ اوریجنل مقالہ ہی ارسال کریں جو کسی اور رسالے میں بغرض اشاعت نہ بھیجا گیا ہو۔

۲۔ پورا مضمون ان پیج (فونٹ نوری نستعلیق) اور پی ڈی ایف میں ہو۔ سرخیوں کے لیے

مخصوص فونٹ سائز استعمال کیا گیا ہو۔

۳۔ مکمل مقالہ کم سے کم ۲۵۰۰ الفاظ (بشمول تلخیص) پر مشتمل ہو۔

۴۔ مقالے کا عنوان: فونٹ ۲۴، سینٹر ٹیسکٹ ہو اور بولڈ ہو۔

۵۔ تلخیص: فونٹ ۱۴، ۱۵۰ سے ۲۰۰ الفاظ پر مشتمل ہو۔

۶۔ کلیدی الفاظ: ۵ سے ۷۔

۷۔ مقالے کے ذیلی عناوین کا فونٹ سائز ۱۸ اور بولڈ ہوگا۔

۸۔ متن کا فونٹ سائز ۱۵ ہوگا۔

۹۔ ماحصل: فونٹ سائز ۱۴ میں ۲۰۰ سے ۳۰۰ الفاظ پر مشتمل ہونا چاہیے۔

۱۰۔ حوالہ جات: اے پی اے (تازہ ترین ورژن) فارمیٹ میں ہوں۔

۱۱۔ ڈائی گرام / گراف / اعداد وشمار (صرف بلیک اینڈ وہائٹ میں): متن میں مناسب جگہ پر ڈائی گرام کے عناوین اور حوالے درج ہوں اور جرنل کا سائز کے مطابق ہوں۔

۱۲۔ ٹیبل: متن میں مناسب جگہ پر حوالے کے ساتھ ہو جس میں ٹیبل نمبر اور عنوان بھی درج ہوں (صرف بلیک اینڈ وہائٹ میں)۔

۱۳۔ ماخذ کا حوالہ ضرور دیں۔ حوالہ جات کی فہرست میں اس کی مکمل تفصیل بھی درج کریں۔

۱۴۔ مقالہ نگار کا نام، عہدہ، ادارہ جاتی انسلاک، موبائل نمبر، ای میل آئی ڈی اور مقالے کا عنوان ایک علاحدہ صفحے پر تحریر کریں۔

۱۵۔ کاپی رائٹ سے متعلق امور کا بطور خاص دھیان رکھیں۔ سرقہ سے مکمل پرہیز لازمی ہے۔ تدریس نامہ میں اشاعت کے لیے اگر مضمون / مقالہ منتخب کیا جاتا ہے تو مقالہ نگار کو اوریجنلٹی کا تصدیق نامہ اور پبلیشر / مدیران کے لیے کاپی رائٹ منتقلی تصدیق نامہ جمع کرنا ہوگا۔

ISSN 2320-6624

TADREES NAMA

VOLUME 11 | ISSUE 01 | MARCH 2025

A Peer Reviewed Refereed Journal Published by
Academy of Professional Development of
Urdu Medium Teachers

JAMIA MILLIA ISLAMIA
Noam Chomsky Complex, Jamia Nagar, New Delhi
E-mail: apdut@jmi.ac.in